www.neweramagazine.com

انوکھی جیت

از ھما وخاص

Creations تہنیت علی

New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوکھی جیت

از ہما و قاص

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

صالحہ نے اپنے سامنے بیٹھی سر جھکائے پریشان حال ثانیہ کے چہرے کو اوپر اٹھایا،اسکی اداس اور پریشان آنکھیں دیکھ کر ممتا تڑپ گئی۔

تم مہتاب سے بات کرو اُسے سب بتا دو بیٹا

صالحہ نے محبت سے اسے مشورہ دیا،وہ صالحہ کو رضا کے بارے میں سب بتا چکی تھی۔آج صبح ہی مہتاب اسے گھر چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ دو دن پرسکون ہو کر یہاں گزارے وہ اداس ہوگئی ہے سب سے۔

امی نہیں۔۔۔کتنی عجیب بات ہے،رضا ہماری فیملی سے بھی ہے وہ کیا سوچیں گے

ثانیہ نے بچارگی سے کہتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔

کچھ نہیں سوچے گا وہ بہت اچھا اور سمجھدار ہے

صالحہ نے فوراً اس کی بات کی نفی کی اور مہتاب کی شائستہ طبیعت کی تعریف کی

امی پھر بھی ہے تو شوہر ناں۔۔۔دل میں بات آجاتی ہے کہ اس کا پہلا

شوہر تھا اسکی محبت کی شادی تھی،ایک دن بتا رہے تھے مجھے کہ تمھاری پہلی شادی پر جب سرمد نے آفس سے چھٹیاں لی تھیں وہ بہت خوش تھا پھر باتوں میں پتا چلا کہ تمھاری پسند سے شادی ہورہی ہے تمھارے کزن کے ساتھ

ثانیہ کی بات پر صالحہ واقعی خاموش ہوگئی تھیں کیونکہ مہتاب بمشکل تو ثانیہ کے ساتھ ٹھیک ہوا تھا اب ایسا کوئی بھی جوکھم لینا درست نہیں تھا۔

تم رضا کو اگنور کرو دیکھو سرمد کو بتائیں گے تو وہ بھی بلاوجہ جا دھمکے گا ان کے گھر شور شرابہ کرے گا،ایسے بدلحاظ ہیں وہ کیا پتا کیا کریں

صالحہ بیگم اب سرمد کو بتانے سے بھی منع کر رہی تھیں۔

امی پر اس کے پاس میری اور اس کی تصاویر ہیں ہمارے ہنی مون کی اور مجھے مختلف نمبروں سے بھیج رہا ہے

اب کی بار ثانیہ نے اپنی اصل پریشانی کا اظہار کیا جس پر صالحہ بیگم کی

پیشانی پر بھی پریشانی کے شکن نمودرا ہوئے۔

اچھا سنو میں جاتی ہوں فریدہ کے پاس بات کرتی ہوں اس سے کے سمجھائے لگام دے اب اپنے بیٹے کو یہ کیا کرتا پھر رہا ہے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے

صالحہ نے پریشان لہجے میں اسے تسلی دی اور پھر اپنے ساتھ لگا کر تھپکنے لگیں۔ماں سے پریشانی بانٹ کر اب وہ بھی بہت حد تک پرسکون ہو گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE

آفس سے واپس آ کر موحد اب شام کی چائے لے کر لان میں آ بیٹھا تھا،ملک ہاؤس کے لان میں یہ ایک طرف بہت خوبصورت چبوترا تھا جس کو تکونی چھت سے ڈھکا ہوا تھا جس کے چاروں اطراف میں لکڑی کی بنی باڑ تھی،ارد گرد گملے اور وسط میں دلکش صوفے اور کرسیاں رکھی گئیں تھیں موحد کو اس گھر میں یہ جگہ بہت پرسکون لگتی تھی اس لیے وہ شام کی چائے یہیں پیتا تھا۔سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا جس پر وہ

آفس کا ہی کچھ کام دیکھ رہا تھا۔جب اچانک ایک طرف سے تابندہ بیگم کی آواز سنائی دی۔

تم سے بات کرنی ہے بیٹا جی

تابندہ بیگم کا لہجہ پریشان تھا،موحد نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اب ایک طرف لگے صوفے پر بیٹھ رہی تھیں۔ہمیشہ چہکتی اور چاق و چوبند سی تابندہ بیگم آج پریشان صورت میں عجیب سی لگ رہی تھیں۔

جی کہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد ان کے پریشان سے چہرے اور الجھے لہجے کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے ان کی طرف متوجہ ہوا اور سامنے رکھے لیپ ٹاپ کو بھی بند کر دیا۔

میں پچھلے تین دن سے نوٹ کر رہی ہوں ردا بہت چپ چپ سی ہے کیا ہوا تھا وہاں جرمنی میں؟

تابندہ بیگم کا انداز تشویش ناک اور الجھا ہوا تھا جو ہونا بھی چاہیے تھا

کیونکہ ردا کا رویہ واقعی ہی بہت عجیب تھا جس پر ان کا یوں پریشان ہونا بنتا تھا۔

وہ خود ردا کے اس گم صم سے انداز پر عجیب سا محسوس کر رہا تھا پہلے تو اس کی طبیعت کے نا سازی سمجھا تھا پر اب تابندہ بیگم کی پریشانی کو دیکھ کر اسے بھی احساس ہوا کہ وہ درست کہہ رہی ہیں۔

آنٹی اسے جرمنی میں فوڈ پوائزن ہوا تھا اور۔۔۔

موحد نے ہتھیلی کو ہوا میں اٹھاتے سنجیدہ سے لہجے میں وضاحت دینا شروع کی تو تابندہ بیگم نے بیچ میں ہی اس کی بات کا سلسلہ منقطع کیا۔

تم سے جھگڑا ہوا ہے کیا کوئی ؟۔۔۔ویکھ بیٹا مینو سچ سچ دس دے میری تی نو میں انج مرجھائی مرجھائی کدی نئ ویکھایا

(دیکھ بیٹا مجھے سچ سچ بتا دے میری بیٹی کو میں نے ایسے کبھی مرجھائی مرجھائی نہیں دیکھا ہے)

تابندہ بیگم پیشانی پر ناگوار سے بل ڈالے ایک دم سے روہانسی ہوئیں تو

وہ ان کے اس انداز پر گڑبڑا گیا۔

آنٹی۔۔۔ائی سیویر۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے انفیکٹ میں خود سوچ رہا ہوں تین دن سے وہ ایسے کیوں ہو گئی ہے

موحد نے سنجیدگی سے ان کو اپنی طرف سے کسی بھی قسم کی بات نا ہونے کا یقین دلاتے ہوئے کہا اگرچہ اس کی تابندہ بیگم سے کوئی زیادہ بات چیت نہیں ہوتی تھی پر اس وقت وہ اسے بلکل صالحہ کی طرح لگ رہی تھیں جیسے وہ ثانیہ کے لیے پریشان رہتی تھیں،تابندہ بیگم کے گال پر بہتے آنسو دیکھ کر وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

اوہ۔۔۔آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔دیکھیں روئیں مت میں سب سنبھال لوں گا،بے فکر رہیں،ابھی تو سو رہی تھی جب میں کمرے سے آیا میں بات کرتا ہوں اس سے،ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا ہے

موحد اب ان کے بلکل قریب کرسی پر بیٹھ کر ان کو تسلی دے رہا تھا۔ اور پھر تابندہ بیگم نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا،گہری سانس لیتی بےیقین اور اداس سی اٹھ کر وہاں سے چل دیں موحد بھی لیپ ٹاپ

اور چائے کے کپ کو وہیں چھوڑ کر کمرے کی طرف چل دیا۔

کمرے میں آیا تو وہ جاگ رہی تھی،سامنے ٹی وی چل رہا تھا اور وہ ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔موحد کو دیکھ کر جزبز سی ہوئی جیسے وہ تین دن سے ہو رہی تھی۔

موحد نے بغور اس کا جائزہ لیا،بال کندھوں پر بکھرے تھے چہرہ کسی بھی میک اپ سے عاری اور ہلکی سی سوزش لیے ہوئے تھا جو شائید زیادہ سونے کی باعث تھی،یہ سب بیمار ہونے کے بعد سے شروع ہوا،میں نے اس کا خیال کیا تو کیا اس کو اب سب باتوں پر پچھتاوا ہو رہا ہے ؟ ذہن میں خود سے ہی سوال کرتا آہستگی سے چلتا ہوا پاس آیا تھوڑا سا جھک کر ساکن سی بیٹھی ردا کے ہاتھ سے ریموٹ پکڑ کر ٹی وی بند کر دیا۔

وہ سٹپٹا سی گئی،دل کی رفتار بڑھنے لگی۔۔۔کتنا بھاگ رہی تھی وہ اس سب سے پہلے جب وہ کمرے میں آیا تھا جان بوجھ کر سوتی بن گئی تھی اور اب پھر وہ آ گیا تھا۔

کتنا جھٹلا رہی تھی وہ خود کو پچھلے تین دن سے،ردا ملک کو موحد عالمگیر

سے محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔کبھی نہیں ہو سکتی انفیکٹ ردا کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہو سکتی محبت تو کمزور بنا دیتی ہے اور ردا کو کمزور بننا ہر گز نہیں پسند تھا

پر اب پھر دل کی وہی حالت تھی جو دماغ کو چیخ چیخ کر صدا دے رہا تھا ہو گئی ہے محبت۔۔۔۔۔ہو گئی ہے محبت۔۔۔۔اسے ہی محبت کہتے ہیں

۔۔۔۔

پوچھ سکتا ہوں یہ نیا ڈرامہ کیا ہے؟

کچھ دیر اس کو یوں ہی گھور کر دیکھنے کے بعد موحد نے ٹی وی کا ریموٹ ایک طرف رکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں سوال کیا۔ردا نے کوئی جواب نہیں دیا بس خاموشی سے بند ٹی وی پر نظریں جما رکھیں تھیں۔

کیا بتاتی اس کو وہ کس بری طرح ہاری ہے اس بری طرح کہ اب اپنی ہار کو تسلیم کرنا سوہان روح تھا اس کے لیے۔

موحد نے کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کیا اور پھر اس کے بلکل

سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس کی جھکی پلکیں لرز گئیں ردا کا یہ روپ بہت عجیب تھا اس کے لیے۔

کیا ہوا ہے تمہیں کیوں سب گھر والوں کو پریشان کر رہی ہو؟،دیکھو اگر مجھ سے جو کھیل کھیل رہی تھی دل بھر گیا ہے اس سے تو ختم کرو سب میں تیار ہوں

موحد نے شائیستگی سے اپنا خیالات کا اظہار کیا،ردا نے نظریں چرائیں پر کوئی جواب نا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل میں دھواں بھرنے لگا،اوہ خدایا یہ تو سوچا تک نہیں وہ ہار گئ تھی اور اس ہار کا اختتام مطلب دونوں کی علیحدگی۔

عجیب ہے کچھ تو بولو بھئ،کوئی جواب تو دو۔۔۔

موحد اب کی بار اس کے خاموش رہنے پر جھنجلا گیا ۔پر وہاں خاموشی ہنوز قایئم تھی۔ہو کیا گیا ہے اسے موحد نے بیزاریت سے سوچا

تم بہت بہت عجیب ہو۔۔۔ہوا کیا ہے تمہیں ؟

اب کی بار موحد غصے سے تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

کیا بتاؤں کہ مجھے تم سے پیار ہے،ہنسے گا وہ کہے گا موٹی پاگل تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا میری زندگی حرام کی اور اب بڑے مزے سے کہہ رہی ہو مجھ سے محبت ہو گئی واہ۔۔۔۔۔

دیکھو اگر تم گلٹ ہو رہی ہو اس سب سے جو تم نے میرے ساتھ کیا تو میں معاف کرتا ہوں تمہیں،خلع لے لو مجھ سے

موحد نے ملائیم سے لہجے میں کہا،اسے واقعی ردا کی حالت پر ترس آ رہا تھا اور جو کچھ ذہن میں چل رہا تھا کہہ دیا اسے اور موحد کو چاہیے بھی کیا تھا ہنسی خوشی وہ ردا سے الگ ہو جائے۔

موحد کی خلع کی بات پر تو جیسے دل نے ایک دم سے دھڑکنا بند کر دیا چونک کر موحد کی طرف دیکھا،سامنے بیٹھے اس شخص سے الگ ہونا اب موت کے مترادف لگا پانچ دن وہ متواتر اسی کو سوچتی رہی اور آخر کو اب گھٹنے ٹیک دیے۔پر ایسے تو وہ شیر ہو جائے گا اور چھوڑ دے گا مجھے نہیں۔۔۔نہیں دل میں خوف سا ابھرا۔۔پانچ دن پہلے جسے عدالتوں میں

گھسیٹ کر وہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی تھی آج اس کے منہ سے خلع کا لفظ سن کر دل خوف سے ڈوب گیا۔

کس نے کہا میں گلٹ ہوں اپنے کیے پر ؟

ردا نے تنک کر اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔

پھر یہ کیا ہے سب ؟

موحد نے بھنویں سکیڑیں،شکر ہے وہ بولی تو اور اس کا نفرت آمیز لہجہ ہی سہی پرسکون ملا وہ کچھ بولی تو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم سے مطلب کچھ بھی ہو میرا موڈ ہے جیسے بھی رہوں،تم اپنی اوقات میں رہو،میری جگہ اگر جرمنی میں تم بیمار ہوتے تو۔۔۔تو شائید میں بھی وہی سب کرتی جو تم نے کیا،تمھارے احسان کا ہی بدلہ ہے کہ اتنے دن سے تمہیں کچھ نہیں کہا میں نے

ردا نے مصنوعی غصے سے کمبل کو کھینچا جو موحد کے نیچے آ گیا تھا۔موحد کا منہ اس کے اس انداز پر کھل گیا۔

انہتائی کوئی بد دماغ، بے مروت لڑکی ہو قسم سے تم سے کسی بھی قسم کی ہمدردی نہیں کرنی چاہیے

موحد غصے سے اٹھا،اس کا یہ بدتمیزی کا انداز بھک سے ساری ہمدردی اور خیالات کو اڑا گیا تھا۔وہ ردا ملک تھی یہ کیسے بھول گیا تھا وہ۔

یہ ہمدردی کر رہے تھے بیٹھ کر مجھے فیل کروا رہے تھے کہ مجھے گلٹ ہونا چاہیے اپنے کیے پر آخر کو کیوں ہونا چاہیے گلٹ مجھے بھئ

ردا نے دانت پیستے ہوئے مزید ڈرامہ کیا،موحد اب ماتھے پر بل ڈالے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

تو مت کرو گلٹ،اپنے مما بابا کو کیوں اتنا پریشان کر رہی ہو ؟ ان کا کیا قصور ہے

ڈپٹتے ہوئے کہا،اور اس کی اس بات پر ردا کو اس پر اور پیار آیا۔

میرے مما بابا ہیں جو بھی کروں تمہیں کیا مسئلہ ہے ؟

ردا نے مصنوعی گردن اکڑائی اور دل میں امڈ آنے والی خوشی چھپائی

مسئلہ ہے مجھے،وہ تمہاری ہر خوشی ہر دکھ کو مجھ سے جڑا سمجھ رہے ہیں مجھ سے سوال کرتے ہیں اور میں تمہاری طرح بے حس اور سنگدل نہیں ہوں مجھ سے ان کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی ہے

موحد نے انگلی تانے نخوت سے جواب دیا،اس لمحے وہ یوں غصہ کرتا اور اس کے ماں باپ کی فکر کرتا اس کے دل میں مزید پنجے گاڑ رہا تھا۔

تھوڑا سا بیمار کیا ہوئی تم تو کمرے میں ایسے بند ہو گئی جیسے پتا نہیں کیا پہاڑ ٹوٹ گیا ہو،ہمارے ہاں تو اس حالت میں ہم سیون اپ پی کر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور تم نے ہوا ہی بنا دیا اس بیماری کو اور ویسے بھی اتنی ہی موٹی ہو کوئی فرق نہیں پڑا تمہیں

ہتک آمیز لہجے میں کہا اور سر ہوا میں مارتا واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ مسکرا اٹھی۔کیا ہے آج اس کا یوں موٹا کہنا بھی برا نہیں لگا تھا۔

ساری تھکن ساری پریشانی ختم ہو گئی تھی،دل سے بوجھ اتر گیا تھا ردا ملک نے اپنی اس خوبصورت ہار کو دل سے تسلیم کر لیا تھا۔آنکھیں چمک رہی تھیں تو دل دھڑک رہا تھا وہ اس کا شوہر تھا وہ اس کے نکاح میں

تھی اور کیا چاہیے تھا۔

وہ انوکھی تھی،عجیب تھی،اور اسی لیے محبت بھی عجیب ہی ہوئی تھی اسے اپنے ہی زبردستی کے بنائے گئے شوہر سے بےپناہ محبت ہو گئی تھی۔

پوری دیوار پر نصب ٹی وی سکرین پر انگلش فلم چل رہی تھی،مناسب سی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ثانیہ مہتاب کی بغل میں بیٹھی تھی۔

موبائل پر پیغام کی گھنٹی نے کمرے میں گونجتی آوازوں میں اپنی دھن کو ملایا،ثانیہ نے موبائل پر بجتی پیغام کی گھنٹی پر گردن گھما کر ایک طرف پڑے موبائل کو دیکھا اور پھر اٹھا کر جیسے ہی پیغام کو کھولا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا چہرے کا سکون پل بھر میں ہی اضطراب میں بدل گیا۔

تھوک نگل کر مہتاب کی طرف دیکھا،مہتاب ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا۔

ثانیہ نے تھوڑا سا پہلو بدلہ اور پیغام کو غور سے پڑھا۔

ثانیہ تم نے اچھا نہیں کیا خالہ کو گھر بھیج کر ؟

رضا کا اپنی بہن کے نمبر سے پیغام تھا،صالحہ ان کے گھر گئیں تھیں اور پھر رضا کے والدہ سے رضا کی ساری حرکات گوش گزار کی تھیں جس پر اس کی اچھی کلاس ہوئی تھی۔

رضا تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ ہوش کے ناخن لو کچھ تم کیوں یہ سب کر رہے ہو ؟

ثانیہ نے بے چین سی صورت بنائے موبائل پر انگلیاں چلائیں۔چور سی نظر مہتاب پر ڈالی۔فورا دوسرا پیغام گھنٹی کے ساتھ نمودرا ہوا ثانیہ نے گھبرا کا فون کی آواز کو کم کیا اور پیغام کو کھولا۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تم مجھے معاف کیوں نہیں کر رہی تم کیوں بھول گئی ہو تم مجھ سے کتنی محبت کرتی تھی کیا کچھ بھی یاد نہیں رہا تمہیں ثانیہ،ہم دونوں ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے

رضا کی وہی باتیں تھیں،ثانیہ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

رضا دیکھو۔۔۔میں تم سے کسی بھی قسم کی بحث نہیں چاہتی پلیز اب تم

بھی یہ سب بند کردو جو کچھ کر رہے ہو

غصے سے اگلا پیغام لکھا اور فون بند کر دیا ۔

چائے بنا دیں گی ایک کپ

قریب سے مہتاب کی آواز پر خوف سے لرز گئی فون بھی ہاتھ میں کانپ گیا ۔مہتاب اس کی طرف دیکھ رہا تھا،دل زور سے دھڑکنے لگا۔

جی۔۔۔جی ۔۔۔ابھی بنا کر لاتی ہوں

بولائی سی وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ مہتاب اب پرسوچ نگاہیں بند موبائل پر جمائے بیٹھا تھا۔

موحد لفٹ سے اتر کر لابی میں جا رہا تھا جب سامنے سے آتی عرفہ پر نظر پڑتے ہی مسکرا دیا۔وہ فائیل کو سینے سے لگائے آ رہی تھی اور موحد میں Rida کو دیکھ کر اس نے بھی مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔اس کی تقرری ہوئے آج تیسرا دن تھا

ہیلو۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔؟ کیسے رہے دو دن ؟

موحد نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا۔وہ بھی اب قریب آ کر مشکور نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

بہت۔۔بہت اچھے میں کل ائی تھی تمھارے آفس پر تم موجود نہیں تھے، سپیشل تھنکس کہنا تھا

عرفہ نے لب بھینچے خوشی سے کہا،موحد نے اس کے تھنکس کہنے والی بات پر خفیف سا قہقہ لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں بلکل ضرورت نہیں،اور کوئی بھی پریشانی ہو کچھ بھی ہو بلا جھجک تم مجھ سے کہہ سکتی ہو ہاتھ کو اٹھائے نفی میں جنبش دیتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہا۔

کیوں نہیں ضرور

عرفہ نے اس کی کرم نوازی پر مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلا کر اس کی پیش کش کو قبول کیا ۔

او ہاں یاد آیا،کل سے میں سوچ رہا تھا تم لاہور میں کیسے ؟،تمھاری تو شادی ہونے والی تھی نا ملتان میں جن کے گھر میں سٹے تھا تمھارا

موحد نے پیشانی پر پرسوچ انداز میں انگلی رکھتے ہوئے سوال کیا یہ وہ بات تھی جو کل اچانک اس کے ذہن میں ائی کیونکہ عرفہ ملتان میں کسی کے گھر رہ کر پڑھتی تھی،اور پھر بعد میں سننے میں آیا تھا کہ اس کی شادی اسی خالہ زاد سے ہو رہی ہے جہاں وہ مقیم تھی۔

نہیں۔۔۔رشتہ ختم ہو گیا تھا

عرفہ نے گہری سانس لی اور پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جواب دیا ۔اس کی آنکھوں کی چمک ایک دم سے غائیب ہوئی تھی جو موحد سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔

اوہ۔۔۔ائی ایم سوری۔۔۔

موحد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اچانک احساس ہوا یہ سوال اسطرح کرنا مناسب نہیں تھا۔

موحد اٹس اوکے۔۔۔اب تو سنبھل گئی ہوں۔۔۔

عرفہ نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے اس کی ندامت کو کم کرنا چاہا۔

اور تم بھی بتاؤ یہ سب کیسے لو میرج ہے کیا

عرفہ نے سر جھٹک کر خوشگوار لہجے میں بات بدلنے کی خاطر اس سوال کیا

اوہ۔۔۔نہیں نہیں۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے قہقہ لگا کر فوراً نفی میں سر ہلایا،ایسے جیسے بہت غلط بات کر دی ہو عرفہ نے

ہیں تو کیا ارینج۔۔۔؟

عرفہ نے حیرت سے سوال کیا۔نہیں فورس موحد کے دل نے بے ساختہ جواب دیا۔

نہیں وہ بھی نہیں

موحد نے کھوئے سے لہجے میں جواب دیا

مطلب۔۔۔۔؟

عرفہ نے حیرت سے موحد کی طرف دیکھا،موحد کو اچانک اندازہ ہوا وہ کیا کہہ گیا ہے فوراً سر جھٹکا

ارینج ہی ہے۔۔۔ثانیہ میری بہن کی شادی ردالملک کے بھائی کے ساتھ ہوئی ہے تو اسی توسط سے

موحد نے مسکرا کر بات سنبھالی عرفہ نے مسکرا کر ستائیشی انداز میں سر ہلایا۔وہ دونوں یونہی باتوں میں مصروف تھے اور کچھ دور کسی ہاتھ میں پکڑا موبائل فون اپنے کیمرے کے ذریعے ان لمحوں کو قید کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرسی گول گول گھوم رہی تھی اور اس کا دماغ گھوم ہی رہا تھا آنکھیں بار بار تصاویر کو آگے پیچھے کر کے دیکھ رہی تھیں۔موحد ہنس رہا تھا اور پاس کھڑی وہ لڑکی بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔

کل رات یہ تصاویر ایک انجان نمبر سے اسے موصول ہوئی تھیں جن کو دیکھ کر وہ پوری رات نہیں سو سکی تھی۔

تصاویر بھیجنے والا آفس کا ہی کوئی ملازم تھا جس نے تصاویر کے ساتھ یہ اطلاع بھی دی تھی کہ موحد نے اس لڑکی کی تقرری کے وقت باقی سارے امیدواروں کو انٹرویو لیے بنا ہی فارغ کر دیا تھا۔

اور اب یہ کل کی تصاویر تھیں جب موحد لابی میں کھڑا تھا اس لڑکی کے ساتھ،وہ تو اب نئ نویلی محبت میں سرشار پانچ دن سے آفس نہیں جا رہی تھی لیکن یہ کیا وہ کون تھی اور موحد اس سے اتنا بے تکلف تھا

۔

دروازے پر ہلکی سی دستک کے بعد حنا کمرے میں اجازت طلب کرتی ہوئی داخل ہوئی تو ردا نے میز پر ہاتھ رکھ کر جھولتی کرسی کو روکا۔

جی میم آپ نے بلایا مجھے

حنا نے مؤدبانہ کہا

حنا پرسوں ایک نیو لڑکی اپائینٹ ہوئی ہے ایچ آر ڈیپارٹمنٹ میں اسے میرے کمرے میں بھیجیں

بڑے رعب سے حکم دیا

جی میم

حنا نے سر کو جھکا کر اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گئی اور پھر کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہونے پر ردا جلدی سے سیدھی ہوئی۔

مے ائی کم ان میم

عرفہ اس سے اجازت طلب کر رہی تھی،دبلی پتلی سی پرکشش لڑکی آفس کے دروازے پر بڑے مؤدب انداز میں کھڑی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس کم ان

ردا نے اجازت دی تو وہ مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ردا نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا اور دل پہلو بدلنے لگا ۔ ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔

عرفہ نے کرسی کو کھینچا اور بلکل سامنے بیٹھ گئی

مس۔۔۔۔؟

آبرؤ چڑھائے سوال کیا چھوٹی سی ناک کے نتھنے جو غصے سے پھول رہے تھے بمشکل قابو کیے ہوئے تھی۔

مس عرفہ احمد میم

عرفہ نے مسکراتے ہوئے اپنا نام بتایا

مس عرفہ آپ کا کل پھر سے انٹرویو ہو گا جو میں لوں گی

روکھے سے بارعب لہجے میں دو ٹوک بات کی،عرفہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میم پھر سے پر مجھے تو اپائینٹمنٹ لیٹر بھی مل چکا ہے

عرفہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا

سو واٹ۔۔۔دیکھیں انٹرویوز میں نے لینے تھے جو میں لے نہیں سکی تو میں سیٹسفائیڈ نہیں ہوں اس لیے آپ کا پھر سے انٹرویو ہو گا

ردا نے بمشکل تلخ ہوتے لہجے پر قابو پا کر کہا

جی میم۔۔۔

عرفہ نے پریشان سے لہجے میں کہا

یو کین گو ناؤ

پاس پڑی فائیل کو اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور خود کو مصروف ظاہر کیا،عرفہ نے بے چارگی سے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھی۔

اوکے میم

دھیمے سے لہجے میں کہتی وہ وہاں سے باہر آگئی لیکن قدم اب موحد کے آفس کی طرف تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا جیسے ہی دروازہ کھول کر داخل ہوئی سامنے ملک جہانزیب کے تیور اور سپاٹ چہرہ لیے پاس کھڑا موحد سب سمجھا گیا۔

ردا اٹس ٹو بیڈ۔۔۔

ملک جہانزیب نے نگاہیں اٹھا کر ردا کی طرف دیکھا اور تاسف میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ موحد کو گھورتے ہوئے قریب ائی۔

کیا ہوا بابا ؟

انجان بننے کی بھرپور کوشش کی،جبکہ سمجھ سب اچھے سے آ گیا تھا کہ موحد عرفہ کی وجہ سے یوں کھڑا ہے دل تھا کا مسل دیا ہو کسی نے

عرفہ کو موحد نے اپائینٹ کیا ہے بیٹا وہ اس کی ہم جماعت ہے اور آپ یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں ؟

ملک جہانزیب نے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا،ردا نے لب بھینچ کر سانس اندر انڈیلی،کتنی تکلیف ہوئی ہے محترم کو اس کی آخر کو وہ ہے کون ذہن میں شک پنجے مزید گاڑنے لگا

بابا کچھ بھی ثابت نہیں کرنا چاہتی پر یہ غلط ہے آپ ایک شخص کو اپنے پرسنل ریلیشن اور جان پہچان کی بیناد پر پوسٹ دے دیں وہ چاہے ایلیجبل ہو یا نا ہو

ردا کے لہجے میں جلاپے کا تاثر واضح تھا،موحد تپک کر آگے ہوا ناک پھولی ہوئی تھی اور چہرے پر تزلیل جیسے آثار رقم تھے

بابا وہ واحد ایم فل تھی سب کنڈیڈیٹس میں،میں چیک کر چکا تھا سب ریزیومیز

موحد نے پیشانی پر شکن ڈالے ہاتھ کی دو انگلیاں جوڑے بڑے وثوق سے اپنا موقف پیش کیا،انداز ایسا تھا جیسے ابھی ردا پر جھپٹ پڑے گا پر پھر بھی کالیفیکیشن ہی سب کچھ نہیں ہوتی کہ آپ باقی سب کو بنا انٹرویوز لیے واپس بھیج دیں کتنا برا امپریشن پڑا ہو گا ہماری کمپنی کا،جس نے مجھے بتایا ہے یہ سب اس نے باہر پتا نہیں کس کس کو یہ بات بتائی ہو گی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے اب رخ مکمل طور پر موحد کی طرف موڑ لیا تھا،اور نگاہیں اس کی غصے سے بھری نگاہوں میں گاڑ دیں، موحد کا یوں عرفہ کے لیے غصہ کرنا اس کی طرفداری کرنا روح کو جھنجوڑ رہا تھا۔

یہ یہاں نہیں ہر جگہ ہوتا ہے،کسی بھی کمپنی میں ریفرینس کو کانسیڈر کیا جاتا ہے

موحد نے ضبط سے جواب دیا کندھے اچکائے اور پھر ملک جہانزیب کی طرف رخ کیا

بابا شی از نِیڈی اینڈ ائی نو ہرِ وہ بہت قابل اور محنتی لڑکی ہے

موحد پوری طرح عرفہ کے حق میں بول رہا تھا،ملک جہانزیب جو کبھی ردا کی طرف دیکھ رہے تھے کبھی موحد کی طرف موحد کی بات پر تائیدی سر ہلا گئے۔

اوہ واہ واہ۔۔۔اور آپ کیا گارنٹی دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ نیڈی اور انٹیلیجینٹ ان سب میں اور کوئی نہیں تھا جو لوگ وہاں سے انٹرویو دیے بنا چلے گئے

ردا نے غصے سے میز پر ہاتھ دھر کر اپنا موقف سامنے رکھا ،وہ دونوں اب پھر ایک دوسرے کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے ایسے جیسے اگر ملک جہانزیب یہاں موجود نا ہوتے تو ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے ہوتے۔

ہمیں ضرورت مندوں میں مدد کرتے ہوئے پہلے اپنے جاننے والوں کو دیکھنا چاہیے

موحد نے ناگواری سے ناک بھینچے جواب دیا،ملک جہانزیب نے ان دونوں کے بدلتے تیور دیکھ کر پریشانی سے ہاتھ اوپر اٹھایا

ردا۔۔۔ردا۔۔۔کیا فضول بحث ہے بیٹا،لیو اٹ،تم دونوں مت جھگڑو اس پر

ملک جہانزیب نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد تم عرفہ سے کہو اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس کا انٹرویو نہیں ہو گا جاؤ اس سے کہو

ملک جہانزیب نے متوازن لہجے میں کہتے ہوئے موحد کے غصے کو متحمل کیا اور جانے کے لیے کہا

جی تھنکیو بابا

موحد نے گھور کر ردا کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔اور وہ

ضبط سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اب سانسوں کی رفتار بڑھا چکی تھی۔

تم بیٹھو میرے پاس

ملک جہانزیب نے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا،ردا نے سینے پر ہاتھ باندھے خفگی سے دیکھا پر بیٹھی نہیں ملک جہانزیب اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کے پاس آ گئے۔

کیا بات ہے کیوں موحد سے اتنی بدتمیزی کر رہی ہو یہ تربیت کی ہے تمھاری، کبھی اپنی مما کو میرے سامنے یوں اونچی آواز میں بات کرتے سنا ہے،پیار لاڈ اپنی جگہ موحد سے اس طرح کا سلوک اٹس ویری بیڈ مینرز بیٹا ہی لوز یو اتنی عزت کرتا ہے تمھاری

ملک جہانزیب اس کے کندھے تھامے اسے محبت سے نصیحت کر رہے تھے جو اس وقت انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔موحد کے لیے اس لڑکی کی یہ اہمیت برداشت سے باہر تھی۔دل کر رہا ہے اسے کہیں چھپا لے۔

گڈ۔۔۔چلو اپنا بھی موڈ ٹھیک کرو اور اب جا کر اس کا موڈ ٹھیک کرو اور مت بھولو کہ اس کو ایم ڈی بھی تمھاری خوشی کے لیے بنایا ہے میں نے تو اسے اپنی پوسٹ کی تمام پاورز استعمال کرنے سے نہیں روک سکتے ہم

وہ تحمل مزاجی سے اسے سمجھا رہے تھے جو پتا نہیں کہاں پہنچی ہوئی تھی ۔وہ کہیں موحد کی پرانی گرل فرینڈ تو نہیں۔۔۔

ثانیہ کی صورت رو دینے کے قریب تھی موبائل کان سے لگائے رنج و ملال کی کیفیت میں قدم اٹھاتی بیڈ کے کنارے پر آ ٹکی۔

کیا چاہتے ہو کس زبان میں سمجھاؤں تمہیں بولو ؟

موبائل کے دوسری طرف موجود نفس سے بےزار لہجے میں سوال کیا

ٹھیک ہے مان جاتا ہوں۔۔۔میں پرسوں ویسے بھی جا رہا ہوں میری فلائیٹ ہے،بس تم آخری دفعہ مجھ سے ملنے آ جاؤ

دوسری طرف سے رضا نے گہری سانس لیتے ہوئے پرسکون لہجے میں اپنی فرمائیش ظاہر کی،ثانیہ کے چہرے پر بے یقینی اور حیف کا رنگ لہرا گیا کبھی وہ اس شخص سے بے انہتا محبت کرتی تھی جو آج اسے ہراساں کیے ہوئے تھا

دیکھو کبھی اگر ایک پل کے لیے بھی تمھارے دل میں میری محبت رہی تھی اس کا واسطہ ہے تمہیں میں تمھارے سامنے اپنے موبائل سے یہ ساری تصاویر ڈیلیٹ کر دوں گا

ثانیہ کی خاموشی پر وہ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے گویا ہوا لہجے میں التجا بھی تھی اور ہٹ دھرمی بھی

فضول باتیں مت کرو،میں نہیں آ سکتی

خائیف سے لہجے میں صاف انکار کیا دل میں ملال اور خوف سر اٹھانے لگا

دیکھو ثانیہ۔۔۔میں نے مان لیا کہ اب تمہیں مجھ سے محبت نہیں

رہی،میں کھو چکا ہوں تمہیں شائید اب پاکستان واپس کبھی نا آؤں بس جاتے ہوئے ایک دفعہ تم سے آمنے سامنے ملنا چاہتا ہوں تمہیں اپنی آنکھوں میں سمو کر چلا جاؤں گا یہی میرا اثاثہ ہو گا

اس کی یہی باتیں تھیں جن پر وہ کبھی اپنی نو عمری میں دل ہاری تھی اور آج یہ باتیں اسے غصہ دلا رہی تھیں۔

تم کہو تو تمھارے گھر۔۔۔

وہ تو اس کا جواب جانے بنا ہی بڑے دھڑلے سے ملنے پر اسرار کرتا ہی جا رہا تھا

نہیں ہر گز نہیں میرے گھر نہیں آسکتے تم

ثانیہ نے گڑبڑاہٹ میں فوراً اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے اس کو منقطع کیا

اوکے۔۔۔اوکے تم پھر باہر آ جاؤ وہیں جہاں ہم ملا کرتے تھے

بڑا سکون تھا اس کے لہجے میں،ثانیہ ایک دم سے سوچ میں پڑ گئی تھی۔

وہ مہتاب سے دل سے محبت کرنے لگی تھی جہاں اب رضا کی محبت کا تو کھنڈر بھی موجود نہیں تھا۔پر اس سب سے رضا کو خبر ہونے سے پہلے جان چھڑانا بھی چاہتی تھی اور پرسکون ہونا چاہتی تھی۔

پلیز ثانیہ اتنا تو کر سکتی ہو نا ؟ بے شک ہماری محبت اب ایک قبر بن چکی ہے پلیز اس پر فاتح پڑھنے آ جاؤ۔۔۔

رضا کے لہجے میں التجا تھی،اس کے پاس تصاویر تھیں جو کبھی اس نے یہ سوچ کے بنائی تھیں کہ وہ اسکا شوہر ہے پر کیا پتا تھا زندگی اس عمل کا بھی امتحان لینے لگے گی۔

ٹھیک ہے پر تم وعدہ کرو اس کے بعد کبھی مجھے فون مسیج نہیں کرو گے اور وہ ساری ہنی مون پکس ڈیلیٹ کرو گے

ثانیہ نے تھوک نگل کر ہامی بھری پر لہجہ ابھی بھی سخت تھا۔

ہاں وعدہ بس یہ آخری ملاقات ہے

رضا نے خوشی سے کہا اور وہ بے بس سی ارد گرد دیکھ کر ہمت باندھنے

لگی۔

دو گاڑیاں آگے پیچھے ملک ہاؤس کے کشادہ پورچ میں رُکی موحد گاڑی سے نکلا کوٹ دروازہ کھولے کھڑے ملازم کو پکڑایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے آگے چلتی ردا کے پیچھے بیڈروم میں داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی اسے اپنی طرف گھمایا وہ لڑکھڑا کر سنبھلی۔

وہ دونوں آگے پیچھے ہی آفس سے گھر داخل ہوئے تھے درحقیقت موحد آج جان بوجھ کر اس کے پیچھے ہی گھر آ گیا تھا۔

تمہیں کس نے بتایا ہے عرفہ کے انٹرویو کے بارے میں ؟ مجھے نمبر چاہیے اس کا

بڑے رعب سے ہاتھ آگے کیا اور انگلیوں کو موبائل لینے کے انداز میں جنبش دی جب کے ماتھے پر افقی لکیریں اور بڑی بڑی پلکوں والی سکوڑی ہوئی آنکھیں اس کی بے چینی کا واضح ثبوت تھیں۔

نہیں دوں گی۔۔۔

ردا نے موبائل فوراً ہاتھ گھما کر کمر کے پیچھے کیا،وہ کیوں اس عرفہ کے لیے اتنا پریشان ہو رہا تھا،دل حسد اور جلن کے مارے لوٹ پوٹ تھا،موحد جھنجلا کر آگے ہوا

مجھے تمھارا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا،میں تمہاری مرضی سے اس گھر میں اس عہدے پر ہوں اور کیا چاہیے تمہیں،پر یہ دھونس تمھاری منظور نہیں مجھے اگر برداشت سے باہر ہوں اب تو چھوڑ دو نا کیوں باندھ رکھا ہے ایسے

موحد غصے میں کہہ رہا تھا اور اس کے چھوڑ دو کے الفاظ پر ردا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

مجھے جاننا ہے کون ہے جو میری مخبری تم سے کرتا ہے مجھے موبائل دو اپنا

موحد اب اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ رہا تھا جو وہ کمر کے پیچھے کیے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھی۔اور تھوڑی سی مزاحمت کے بعد ہی ہاتھ کی گرفت میں سے موبائل وہ لے چکا تھا اور اب اس کا لاک کھولنے کے

لیے ردا کے ہاتھ چاہیے تھا

کیا ہے موبائل دو میرا

وہ مسلسل اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی پر وہاں موحد پر کوئی اثر نہیں تھا اسے گھما کر اس کے پیچھے سے پوری طرح اپنے حصار میں لے کر اس کا ہاتھ کھولے موبائل کے سنسر کے پاس لا رہا تھا۔

موحد اٹس ہرٹنگ می

ردا نے لب بھینچے تکلیف کا اظہار کیا گردن کے گرد اس کا حائیل بازو اب تکلیف دے رہا تھا۔موبائل کا لاک تو کھل چکا تھا پر وہ گرفت سے آزاد کرنا بھول کر اب موبائل کی سکرین کو دیکھنے میں مگن تھا۔

اوہ۔۔۔واؤ میری پکس بھیجی ہوئی ہیں محترم نے

موحد اس کے اتنا قریب تھا،اچانک ذہن پر دل کی محسوسات حاوی ہوئیں تو اندر روح تک سمٹ گئی اس سے محبت ہو جانے کے بعد یہ پہلی اتنی بے باک قربت تھی۔وہ تو شائید بھول چکا تھا اسے یوں باہوں میں

لیے کھڑا ہے یا پھر ابھی بھی اسے موبائل چھین لینے کا ڈر تھا اس بات سے بے خبر کے وہ مجسم بنی کھڑی دل بن کر دھڑک رہی ہے۔

اس کی تو، بڑا آیا میری مخبری کرنے والا

موحد خود ساختہ گفتگو کر رہا تھا اور اس بات کو محسوس ہی نہیں کیا کہ وہ کوئی مزاحمت نہیں کر رہی جسے یوں ساتھ لگائے کھڑا ہے۔

دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر اپنا موبائل نکالا اس پر نمبر نوٹ کیا اور پھر الگ ہو کر ردا کی طرف موبائل بڑھایا اس کے الگ ہوتے ہی جیسے ردا کی اٹکی سانس بحال ہوئی اسی کھوئی سی کیفیت میں موبائل اس کے ہاتھ سے تھاما جو اب سر جھکائے موبائل پر نگاہیں جمائے باہر جا رہا تھا۔

کیا تھا یہ سب ردا نے اپنے بازوؤں میں خود کو سمیٹ لیا اس کی قربت اتنی تسکین بخش کیوں تھی ایک عجیب احساس تھا دل نے کیوں یہ چاہا تھا وقت یہیں تھم جائے وہ یونہی کھڑا رہے اور وہ اس کے حصار میں رہے ہمیشہ وہ بوجھل سے قدم اٹھاتی بیڈ پر آ گری پھر مسکائی، پھر شرمائی، پھر ہنس دی۔۔۔۔۔

ردا ملک پاگل ہو گئی۔۔۔ایسا احساس ایسا پیارا احساس وہ تو آشنا نا تھی اس سب سے،یہ سب کیسے ہوا کیوں ہوا،موحد سے ہی کیوں ہوا،کچھ بھی اہم نہیں تھا۔۔اہم تھا تو یہ بس دل اس کے لیے دھڑکنے لگا ہے اس کی سنگت میں تسکین ملنے لگی ہے،وہ اچھا لگنے لگا ہے،اس کا کھونا دل کو ڈرانے لگا ہے وہ روح میں سمانے لگا ہے۔یہی وہ لمحہ ہوتا جب کوئی خود کو فراموش کر دیتا ہے اور کسی اور کو خود سے زیادہ اہمیت دینے لگتا ہے ردا کو جو پیار خود سے تھا اب وہ پیار موحد عالمگیر سے ہونے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ شخص خود سے اہم لگنے لگا وہ میڈل کلاس ہے، اس نے اس کی دل آزاری کی تھی،وہ اس کے معیار کا نہیں ہے،سب۔۔۔ سب بے معنی ہو گیا تھا وہ داسی بن گئی تھی اور وہ حاکم تھا۔

رضا آفس کا دروازہ آہستگی سے کھولتا اندر داخل ہوا اور سامنے بیٹھے مہتاب نے غور سے سامنے دیکھا ایسے جیسے کسی کی شناسا ہونے پر ذہن

پر زور دیا جاتا ہے۔

آپ۔۔۔۔

مہتاب نے رضا کو پہچانتے ہوئے کرسی کی طرف اشارہ کیا جبکہ لبوں پر ملائیم سی مسکراہٹ ابھری۔

رضا۔۔۔

رضا نے آگے ہوتے ہوئے دست بوسی کی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

اوہ یس یس آپ کزن ہیں سرمد کے،بٹ۔۔۔سوری سرمد ایک میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر ہے آج

مہتاب کو رضا کی اس دن گھر آمد یاد آ گئی تھی وہ یقیناً سرمد سے ملاقات کے لیے آیا ہو گا اس بات کے پیش نظر وہ اس کو سرمد کی آفس میں غیر موجودگی سے آگاہ کر رہا تھا۔

میں آپ سے ملنے آیا ہوں سرمد سے نہیں

رضا نے مسکرا کر کہا تو مہتاب نے ورطہ حیرت سے اس کی طرف دیکھا

مجھ سے ؟

سر کو ہلکی سی جنبش دیے اپنی حیرت اس پر ظاہر کی

جی۔۔۔پہلے تو میں اپنا مکمل تعارف کروانا چاہتا ہوں

رضا نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر لبوں پر رکھے بات کا آغاز لیا مہتاب اب ہم تن گوش تھا

میں رضا ہوں۔۔۔ثانیہ کا سابقہ شوہر

رضا نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا ثانیہ کا نام سنتے ہی مہتاب کی پیشانی پر شکن پڑے

پریشان ہونا بنتا ہے۔۔۔دراصل ہم دونوں بھی بہت پریشان ہیں

رضا اس کی پیشانی کے بل دیکھ کر زبردستی مسکراتے ہوئے گویا ہوا،مہتاب اب بھی خاموش تھا

ہم دونوں مطلب میں اور ثانیہ۔۔۔

آبرؤ چڑھائے جتاتے ہوئے کہا

دیکھیں ہم بچپن سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے بڑی مشکل سے خاندان کی دشمنی ہونے کے باوجود شادی ہوئی پر پھر حالات ایسے پیدا ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے

رضا اس کی خاموشی کو غنیمت جانے ساری بابت اگل گیا،پر مہتاب کے شکن گہرے ہو گئے۔

آپ کی ان سب باتوں کا مقصد میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں آپ صاف صاف کہیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں

مہتاب کا لہجہ سخت تھا سامنے بیٹھے شخص کا لہجہ انداز اور باتیں سب ناقابل یقین تھیں

سر میں آپ کو آج یہ بتانے آیا ہوں،وی سٹل لو ٹو اچ ایدر اور آپ سے شادی کی رضامندی بھی ثانیہ نے میرے کہنے پر ہی ظاہر کی تھی

وہ سفاکی کی انتہاؤں کو چھو گیا تھا اپنے اندر موجود حسد جلن اور تزلیل

کا بدلہ لینا اسے خوب آتا تھا۔مہتاب کے چہرے کے بدلتے رنگ اس کو اور بڑھاوا دے گئے۔

دیکھیں غصہ مت کریں۔۔۔ آپ ساتھ دیں پلیز ہم پھر سے ایک ہونا چاہتے ہیں

بڑے آرام سے وہ مہتاب کے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

مہتاب نے ایک دم سے ضبط کو ختم کیا

شٹ اپ۔۔۔میں تب سے آپ کی بکواس سن رہا ہوں لحاظ کر رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں آپ کچھ بھی بولتے رہیں گے

زور سے میز ہر ہاتھ مار کر غصے سے غراتے ہوئے کہا،پر رضا کی مسکراہٹ جلتی پر تیل کا کام کر گئی

ارے بھئی میں کچھ بھی نہیں کہہ رہا،سچ بول رہا ہوں۔۔۔ کہ ثانیہ آج بھی صرف مجھ سے محبت کرتی ہے آپ سے علیحدگی چاہتی ہے پر کہہ نہیں پاتی

بڑے وثوق سے ہاتھ کو جھلاتے ہوئے کہا تو مہتاب آپے سے باہر ہو کر کھڑا ہو گیا۔

بکواس بند کرو اور نکلو میرے آفس سے ابھی اور اسی وقت

غصے سے کہتے ہوئے وہ اب میز کی طرف سے گھوم کر رضا کے سامنے آ چکا تھا۔

میں بکواس نہیں کر رہا ہوں آپ کو کیا فائیدہ ایسی عورت کو گھر رکھنے کا جس کے دل میں اس کا سابقہ شوہر ہو

رضا کمینگی سے مسکراتے ہوئے بول رہا تھا

ائی سیڈ۔۔۔گٹ لاسٹ۔۔۔۔

مہتاب نے بازو لمبا کیے آفس کے داخلی دروازے کی طرف اشارہ کیا

سہی ہے یقین نہیں تو ابھی تین بجے ریفریش کافی کارنر پر آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا وہ مجھ سے ملنے آ رہی ہے

رضا نے کندھے اچکائے اسے آج کی ملاقات کی جگہ کا بتایا،مہتاب کا

ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔اور رضا کوٹ کو جھٹکا دیے مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

مہتاب کھڑا تھا اور ذہن میں پچھلے گزرے کتنے لمحوں کے منظر ارد گرد خلا میں ایک فلم کی طرح چلنے لگے۔

موحد تھنکیو۔۔۔۔

عرفہ نے نادم سے لہجے میں کہا اور موحد کی طرف دیکھا جو اس وقت اس کے بلکل سامنے میزے کے دوسری طرف کرسی پر بیٹھا تھا۔وہ اس کے آفس میں انٹرویو منسوخ کروا دینے پر شکریہ ادا کرنے ائی تھی۔

یار ایک تو تم تھنکیو بہت کرتی ہو۔۔۔

موحد نے مسکراتے ہوئے اس کی خفت کو مٹایا جو جز بز سی مشکور بیٹھی تھی۔

کیا بتاؤں میں تو کل ڈر ہی گئی تھی ردا ملک بہت روڈ ہے

عرفہ روانی میں بول کر ایک دم سے رُکی،احساس ہوا وہ ردا کے بارے میں روڈ کا لفظ اس کے شوہر کے سامنے بول گئی ہے

سوری تمھاری۔۔۔۔

معزرت طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ہچکچا کر اپنی بات کی تلافی کرنی چاہی

اٹس اوکے جو جیسا ہو اسے ویسا ہی کہا جاتا ہے

موحد نے بڑے آرام سے مسکراتے ہوئے اس کی شرمندگی کو ختم کیا

شرم نہیں آتی بیوی ہے تمھاری

عرفہ نے گھور کر تنبیہ کیا

بیوی ہے پر یہاں میری بھی باس ہے مل کر برائی بھی کر سکتے ہیں ہم دونوں

موحد نے آنکھ دبا کر کہا اور قہقہ لگایا تو عرفہ بھی اس کے شریر سے انداز پر ہنس دی اسی لمحے دروازہ کھلا اور ردا بڑے رعب سے اندر داخل

ہوئی عرفہ کی ہنسی کو ایک دم سے بریک لگی۔

وہ شیرنی کی طرح قدم اٹھاتی آگے بڑھی ایسے جیسے عرفہ اس کا شکار ہو

میم۔۔۔۔

عرفہ گھٹی سی آواز میں کہتی اپنی جگہ سے اٹھی۔سر جھک گیا تھا چہرہ سفید پڑ گیا تھا جسے ردا متواتر گھور رہی تھی

اوکے میں چلتی ہوں موحد

بمشکل الفاظ ادا ہو سکے تھے۔اس کے ہاتھ تک کانپ گئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنو بلکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں ہوں نا

موحد نے کن اکھیوں سے ردا کی طرف دیکھا اور پھر مسکراہٹ کو گہرا کرتے ہوئے عرفہ سے کہا جبکہ عرفہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔جلدی سے بھاگنے کے انداز میں آفس سے باہر نکلی۔

واہ۔۔۔آپ لڑکیوں سے اتنے اچھے سے بھی پیش آتے ہیں پہلی دفعہ دیکھا

ردا نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا اور میز کے پاس ائی۔

موحد نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جہاں عجیب سختی موجود تھی۔ غصہ۔۔۔جلن۔۔۔۔چڑ۔۔۔اکڑ۔۔بہت سے احساسات کا ملاپ اس کے چہرے پر موجود تھا۔

میں عزت سے ہی پیش آتا ہوں سب لڑکیوں کے ساتھ ہمیشہ۔۔۔، بشرطیکہ لڑکی ہونی چاہیے جنگلی بلی نہیں جو پنجے جھاڑ کر آپ کے پیچھے پڑ جائے

موحد نے کرسی کو دھیرے سے گھمایا اور معنی خیز مسکراہٹ سجا کر جواب دیا۔ردا نے اس کے جنگلی بلی کے لقب پر ضبط سے لب بھینچے لیکن جواب نہیں دیا۔

کوئی کام تھا تمہیں،مجھے بلا لیا ہوتا خود آنے کی زحمت کیوں کی سویٹ ہارٹ

موحد ایک دم سے کرسی پر سے اٹھا،لہجہ طنزیہ تھا پر صورت ڈرامائی نرمی

لیے ہوئے تھی،ردا کا یوں عرفہ سے خار کھانا اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتا تھا۔۔موحد کا دماغ سوچوں کی ڈگر پر تیزی سے دوڑنے لگا تھا،ردا نے اس کی بات پر مصنوعی مسکراہٹ سجائی

نہیں کام تو نہیں تھا ہاں البتہ بہت سے لوگ جو آفس کو ڈیٹنگ پوائینٹ بنانے کے چکر میں ہیں ان کو کام پر لگانا تھا

دانت پیستے ہوئے معنی خیز جملہ اچھالا جس میں اس کے اندر کی جلن صاف واضح تھی۔ موحد نے بھنویں اچکائیں

اوہ۔۔۔ویسے آپ سے تو میں نے کہا تھا آفس مت آیا کریں،میں ہوں نا خادم آپکا،تو سب سنبھال لوں گا گھر رہو بس اچھی بیویاں ایسے نہیں کیا کرتیں

بڑے ہتک آمیز لہجہ تھا سینے پر ہاتھ دھرا اور لبوں پر مسکراہٹ بھی ایسی ہی تھی۔

اچھا۔۔تو اچھے شوہر ایسے کیا کرتے ہیں جیسے آپ کر رہے ہیں

ردا نے سینے پر ہاتھ باندھ کر ناک چڑھائی۔لہجہ اس کے لہجے سے برابر میل کھا رہا تھا

اوہ۔۔۔شوہر سے یاد آیا۔۔ہمارا یہ رشتہ تو ضد پر ٹکا ہے نا،تمھاری ضد۔۔۔۔پھر میری ضد۔۔۔تو میں پورے دل سے اس کو قبول کرتا رہا ہوں،پر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ تم سہی والی بیوی بن کر مجھ پر شک کرو میری جاسوسی کرو،یہ سب تو پیار میں ہوتا ہے نا

موحد نے آگے جھک کر بڑے پرسکون لہجے میں اسے باور کروایا کہ وہ جو سب کر رہی ہے یہ سب وہ بیویاں کرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں جو اس سب کی حقدار ہوں۔

میں نا تو شک کر رہی ہوں اور نا جاسوسی کر رہی ہوں

ردا اس کی بات پر گڑبڑا سی گئی ایسے جیسے چوری پکڑی گئی ہو پر پیار سے انکار نہیں کر سکی۔

تو پھر جلنے کی بو مجھے کیوں آ رہی ہے ہر طرف سے

موحد نے مصنوعی سونگھنے کی اداکاری کی

میں اور اس سے جلوں گی،وہ لڑکی ہے کیا

ردا نے گردن اکڑائی۔

ایٹ لیسٹ سمارٹ تو ہے نا

موحد نے فوراً اس کی بات اچک کر جواب دیا جس پر ردا ساکن ہوئی،یہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔وہ چوٹ تھی جس پر یہ رشتہ بنا تھا جس کو وہ بھولے ہوئی تھی پہلے تو اس بات پر دماغ کے تار ہل جاتے تھے پر اب دل کے تار آپس میں جڑ کر ایک ٹیس اٹھا گئے تھے،اور پھر رکی نہیں تھی تیزی سے آفس سے باہر نکل ائی تھی رک سکتی بھی نہیں تھی کمزور پڑنے لگی تھی اور کمزور پڑنا موحد کیوں دیکھے اس کا۔۔۔۔

ریفریش کافی کارنر کے چمکتے شیشے،مدھم ردھم میں بجتی انگریزی موسیقی ۔۔۔اور ایک کونے پر لگی گول میز کے گرد کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے نفوس۔

رضا نے شکل پر مسکینیت طاری کی اور پھر بڑے ملائیم لہجے میں گویا ہوا ۔ثانیہ اس کے بلکل سامنے بولائے سے عجلت بھرے انداز میں بیٹھی تھی ایسے جیسے بس ابھی بھاگنے کو تیار ہو ایسے جیسے خود پر ہی ملامت کرے کوئی۔ایسے جیسے بے یقینی ہو وہ یہاں آ کر بیٹھ چکی ہے۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیسے تمھارا شکریہ ادا کروں

رضا نے سر جھکایا اور اٹھایا نگاہیں اس کے دلکش چہرے پر گاڑ دیں،وہ آج بھی روح تک کو گھائیل کر رہی تھی وہی نکھرا معصوم چہرہ

رضا وہ پکس ڈیلیٹ کرو پلیز

ثانیہ نے جزبز حالت میں اس کی بات کی طرف توجہ نا دیتے ہوئے اپنی بابت کہی جس کے لیے وہ مجبوری میں یہ قدم اٹھانے پر آمادہ ہوئی تھی

۔

کونسی والی میرا تو موبائل بھرا پڑا ہے تمھاری پکس سے

رضا نے مسکراہٹ سجائے کن اکھیوں سے دیکھا،اور بار بار نگاہیں کافی

کارنر کے داخلی دروازے کی طرف اُٹھ رہی تھیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو۔

رضا تم جانتے ہو میں کونسے والی کی بات کر رہی ہوں باقی سے پرابلم نہیں ہے مجھے بس وہ پکس ڈل کرو میری پلیز۔ز۔ز۔زز

ثانیہ نے التجائی لہجہ اپنایا،وہ کتنی بے بس تھی وہ ایسی تصاویر تھیں جن کو وہ اب خود بھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔اور رضا کے پاس ان کا ہونا اس کو عجیب سی کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا لو خود کر لو

رضا نے موبائل اٹھایا مسکرایا اور اس کی طرف بڑھایا جسے ثانیہ نے عجلت میں پکڑ کر کھولا اور جلدی سے تصاویر کو حزف کرنے لگی ہاتھ کانپ رہے تھے۔کسی لڑکی کو اپنے محرم کے ساتھ بھی اس طرح کی بے باک تصاویر بنانے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے کیونکہ یہ تصاویر کبھی بھی اس کے گلے طوق بن سکتی ہیں۔وہ آج اس کی عملی مثال بنی بیٹھی تھی۔وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ مہتاب کبھی یہ تصاویر دیکھے وہ چاہتی

تھی بس مہتاب کو یہ لگے وہ ہمیشہ سے اُسی کی ہے ان چھوئی ان چاہی ۔۔۔۔تن من۔۔۔۔سب اس کا ہے۔۔۔یہی وجہ تھی وہ مہتاب کو کسی صورت رضا کے بارے میں بتانا نہیں چاہتی تھی۔

ساری تصاویر حزف کرنے کے بعد ماتھے کے پسینے کو کانپتے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے موبائل فون سامنے بیٹھے رضا کی طرف بڑھایا

رضا نے موبائل کے بجائے کلائی پکڑی تو وہ بدک گئی وہ خباثت سے مسکرا رہا تھا۔کیونکہ دو قدم اب ثانیہ کے دائیں طرف داخلی دروازے پر پہنچ کر اس منظر کو دیکھتے ہی تھم گئے تھے۔

رضا ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔

غصے سے کانپتی سی آواز تھی،جسے وہ ارد گرد بیٹھے لوگوں کے پیش نظر آہستہ رکھے ہوئے تھی۔

کیا اتنا سا بھی حق نہیں رکھتا اب میں۔۔۔

رضا نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خمار آلودہ لہجہ اپنایا،مہتاب کی آمد

سے بے خبری ظاہر کرتا وہ یوں باور کروا رہا تھا جیسے پتا نہیں وہ کب سے یوں ہاتھ میں ہاتھ لیے بیٹھے ہیں۔

نہیں کچھ بھی نہیں رکھتے تم اب۔۔۔۔میں بہت خوش ہوں اپنے گھر میں ۔۔۔۔میں مہتاب سے بہت محبت کرتی ہوں اور وہ مجھے سے کرتے ہیں

ثانیہ جھنجلائے لہجے میں سمجھا رہی تھی اور کلائی کو ہلکی سی جنبش دے کر چھڑوا رہی تھی وجہ صرف یہاں تماشہ نہیں بنانا تھا۔

بے بی اگر پہلے کرتا بھی تھا تو اب نہیں کرے گا وہ دیکھو ذرا۔۔۔۔

سرپرائیز۔ز۔ز۔ز۔ز

رضا نے مسکراہٹ کو گہرا کیا اور نظروں سے ایک طرف اشارہ کیا ثانیہ کا ماتھا ٹھنکا وہ منجمند ہوئی اور پھر کسی ربوٹ کی مانند رضا کے نگاہوں کے تعاقب میں گردن گھما دی

مہتاب کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بے حال کھڑا تھا، کندھے

ڈھلکے ہوئے تھا چہرہ زرد تھا جہاں کرب تھا تکلیف تھی۔۔۔

م۔۔۔ہ۔۔۔تاب۔۔۔۔۔

نام ٹکڑوں میں ادا ہوا،اور ہوا میں اسی کو سنائی دینے والی بازگشت کے ساتھ گھل گیا،دل بند ہونے لگا تھا،ایسے جیسے کچھ ڈوب رہا ہو،ایسے جیسے شام ڈھلتے دونوں وقت ملتے عجیب سی اداسی چھا جاتی ہے،سر گھو م گیا تھا آنکھوں کے آگے سایہ لہرا گیا۔

مہتاب تیزی سے پلٹا تھا اور پھر کیفے سے باہر نکل گیا تھا اور وہ یونہی زندہ لاش کی طرح مجسم بیٹھی تھی۔جبکہ سامنے بیٹھا شخص متواتر قہقے پر قہقہ لگا رہا تھا جیت کا قہقہ۔۔۔۔فتح کی کھنک۔۔۔۔حسد کے بعد کی آسودگی۔۔۔جلتی روح کی طمانت

لمبے بالوں اور گلے میں لٹکتی چین والا احمر، چشمہ ناک پر ٹکائے ٹاپ پینٹ میں ملبوس شازیہ، سیدھے لمبے بالوں اور میک اپ سے اٹی سعدیہ،بالوں کی اونچی پونی بنائی سویرا، جینز پینٹ اور گھنگرالے بالوں والا

جواد،سانولا سا مسکین صورت عابد۔۔۔سب کے منہ کھلے تھے اور آنکھیں حیرت کدہ تھیں۔۔۔ردا سب کی طرف باری باری دیکھ رہی تھی ۔وہ ان سب کے سامنے اپنی موحد سے اچانک ہو جانے والی محبت کا اطراف کر چکی تھی۔سب لوگ احمر کے گھر میں جمع تھے جہاں آج ردا نے ہی سب کو مدعو کیا تھا۔کیا ہو گیا تم سب کو سانپ کیوں سونگھ گیا ؟ ردا نے حیرت سے پوچھا۔۔ان سب کا یوں حیران ہوجانے اور بلکل خاموش ہو جانے پر وہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد بول پڑی۔ چلو اب بس کرو یار کیوں مزاق کر رہی ہو ؟ یہ ارحم کی بے اعتبار سی آواز تھی جس نے خاموشی کا سکوت توڑا۔اور سب باری باری حرکت میں ائے نہیں۔۔۔مزاق نہیں ہے یہ۔۔۔میں سچ میں موحد سے محبت کرنے لگی ہوں ردا نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پھر وہی بات دہرائی جس پر وہ سب یوں دنگ بیٹھے تھے بے بی۔۔۔یہ محبت نہیں ہو گی، تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے کوئی۔۔۔تم کیسے محبت کر سکتی ہو ؟ یہ تمھارے بس کا کام نہیں ہے۔۔۔سویرا نے پچکارتے ہوئے اسے ہوش دلایا ایسے جیسے وہ اس وقت ہوش میں نا ہو ،ردا نے نفی میں زور زور

سے سر ہلایا۔محبت ہی ہے۔۔۔میں نے بھی تم سب کی طرح خود پر یقین نہیں کیا تھا بہت سوچا بہت جھٹلایا۔۔۔۔بٹ۔۔۔۔یس ائی ایم ان لو ود ہم ردا نے بے بسی سے نچلے لب کے کونے کو دانت میں دبائے سب کی طرف بچارگی سے دیکھا ایسے جیسے کوئی غلطی سرزد ہونے پر کوئی دیکھتا ہو اوہ۔۔۔اینڈ یو نو ہی کانٹ لو یو۔۔۔۔ ارحم کی تاسف بھری آواز پر سب کی نگاہوں سے اب ایک دم سے افسوس جھلکنے لگا تھا ۔۔سب ترس کھاتی نگاہوں سے اب ردا کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے اسے کوئی لاعلاج بیماری ہو گئی ہو اور وہ سب عیادت کے لیے ائے ہوں ہاں پر میں یہ چاہتی ہوں وہ بھی کرے اب مجھ سے محبت۔۔۔اس کا دل جیت لوں میں اسی لیے تم سب کی مدد چاہیے کچھ مشورہ دو۔۔۔۔ میں تھک گئی ہوں کچھ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ردا نے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر مدد طلب نظروں سے سب کی طرف دیکھا۔جو ہونق بنے بیٹھے تھے کیونکہ جو ہو گیا تھا وہ خلاف توقع تھا ہو سکتا ہے اس کو بھی تم سے پیار ر۔۔ر۔ر۔۔۔۔پر۔ر۔ر۔رر سعدیہ نے جملہ ادھوارا چھوڑا اب سب سعدیہ کی طرف دیکھ رہے تھے

جس میں سے بہت سے لوگوں کی نگاہیں اس بات سے آگاہی ظاہر کر رہی تھیں جو وہ حزف کر گئی تھی پر کیا ؟ ردا نے بے کلی ظاہر کی،سب کی طرف دیکھا جو نظریں چرا رہے تھے۔کیا تم کر لو گی ی۔ی۔ی۔ی وہ سب؟ سعدیہ نے بھنویں اچکائے بے یقینی سے سوال کیا اور ایسی ہی بے یقینی سب کے چہروں پر عیاں تھی۔کیا کرنا ہے ۔۔۔کر لوں گی سب،ہر طرح سے ہار کر تم سب کے پاس یہ سب کہنے ائی ہوں

ردا نے الجھتے ہوئے سب کی طرف دیکھا وہ سب ایک دوسرے کی طرف چور،معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ کر رہے تھے۔

مجھے بہت دکھ ہوا تمہیں ہارا ہوا دیکھ کر۔۔۔ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا

احمر نے دکھی آواز میں گہری سانس لیتے ہوئے اپنے قلق کا اظہار کیا۔۔۔سب نے احمر کی طرف دیکھا جس میں سے آدھے لوگوں کی نگاہوں میں اس کی بات کی تائید جھلک رہی تھی۔

نہیں مجھے تو نہیں ہوا،ہی از ہینڈسم۔۔۔ڈیشنگ اور ڈیسنٹ۔۔۔۔۔اور

میں نے تو یہ بھی سنا ہے نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے پیار ہو ہی جاتا ہے کچھ بھی کر لو

شازیہ نے ناک پر ڈھلکا چشمہ درست کرتے ہوئے زور زور سے گردن ہلائی، اور ان سب کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔وہ موحد کی پرکشش شخصیت سے متاثر لگ رہی تھی۔

چھوڑو یہ سب۔۔۔میں نے جان بوجھ کر پیار نہیں کیا اُس سے۔۔۔بس ہو گیا اب آگے بتاؤ کیا کرنا ہے؟؟؟

ردا نے جھنجلا کر ہاتھ اٹھایا اور ان سب کی بحث کے سلسلے کو ختم کیا۔

سب اب سعدیہ کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں تم نے ہی شروع کی تھی بات اب مکمل بھی تم کرو۔

سو سمپل۔۔۔بے بی تمہیں اب سمارٹ ہونا ہے اور کیا کرنا ہے۔۔۔۔

سعدیہ نے کندھے اچکا کر کہا اور ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو اب یوں بیٹھی تھی جیسے اُسے جنگ کے لیے بارڈر پر بھیجے جانے کا مشورہ دیا

ہو کسی نے۔اور باقی سب اب سر ہلا رہے تھے جبکہ احمر بے زار سی صورت بنائے جھمگٹے سے الگ ہو گیا

ثانیہ کی سسکیوں کی آواز کمرے کی خاموشی میں گونج رہی تھی۔۔۔سرمد اس کے سامنے اپنی کمر پر ہاتھ دھرے سرخ چہرہ لیے کھڑا تھا اور صالحہ بیگم سفید لٹھے کی مانند چہرہ لیے مجرموں کی طرح ثانیہ کے بلکل بغل میں بیٹھیں تھیں۔

آپی اب رونے سے کیا فائیدہ۔۔۔کم از کم آپ مجھے تو بتاتیں

سرمد نے غصے سے اونچی آواز میں کہتے ہوئے سسکیوں اور گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز کا ایک متواتر سلسلہ ختم کیا،ثانیہ نے بچارگی سے اوپر دیکھا آنکھیں ان تمام گزشتہ گھنٹوں میں بے تحاشہ رونے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں چہرہ بھی جگہ جگہ سے سوزش اور لالی لیے ہوئے تھا۔

کیا بتاتی وہ۔۔۔اور تم جو آج ہنگامہ کر ائے ہو رضا کے گھر وہی سب کرتے نا تب بھی تماشہ بنتا

صالحہ نے ہمت کر کے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔۔کہیں نا کہیں اس سب میں وہ خود کو بھی قصور وار سمجھ رہی تھیں پر کیا کرتیں رضا کی طرف سے اس گھٹیا ردعمل کی ان کو ہرگز توقع نہیں تھی۔

ثانیہ کافی کارنر سے نکل کر سیدھا یہاں ائی تھی اور آتے ہی صالحہ اور سرمد کے سامنے سارا قصہ بیان کر دیا کیونکہ پانی سر پر سے گزر چکا تھا اور مہتاب کے سامنے جانے کی ہمت نہیں تھی۔سرمد اسی وقت بپھرتے ہوئے گھر سے نکلا تھا اور پھر رضا کو ہراساں کرنے کے جرم میں اندر کروانے کے بعد ہی اب رات کے ایک بجے گھر لوٹا تھا۔

امی وہ اسی قابل تھا۔۔وہ کیسے ہراساں کر سکتا ہے میری بہن کو ایسے اور یہ بیوقوف رشتہ داری اور سابقہ محبت ہونے کا پاس رکھتے رکھتے یہ نوبت لے ائی

سرمد اب سارا احترام بالائے طاق رکھے ثانیہ کو ڈپٹ رہا تھا اور ساتھ بار بار فون پر نمبر ملا کر کان سے لگا رہا تھا اور پھر جھنجلا کر ہٹا رہا تھا۔

اس سب کو تو چلو چھوڑ۔۔۔اصل پریشانی اب یہ ہے کہ،مہتاب فون

نہیں اٹھا رہا ہے

سرمد نے پھر سے فون کو کان سے ہٹا کر سکرین کو گھورا وہ بے حد پریشان حال تھا کیونکہ مہتاب نا تو گھر پہنچا تھا اور نا فون ہی اٹھا رہا تھا۔

میرا خیال ہے مجھے گھر جانا چاہیے۔۔۔شائید وہ گھر آ گیا ہو

سرمد نے موبائل کو جیب میں رکھتے ہوئے عجلت میں کہا

ابھی بہت رات ہو گئی ہے صبح ثانیہ کو ساتھ لے کر جاتے ہیں میں بھی چلوں گی ابھی رہنے دو مناسب نہیں وہ بہت غصے میں ہو گا اسی لیے فون نہیں اٹھا رہا ہے

صالحہ نے جانے سے منع کرتے ہوئے کہا تو سرمد نفی میں سر ہلا گیا وہ اسی وقت جانا چاہتا تھا اور ثانیہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

ثانیہ تم ٹرائی کرو مہتاب کو

سرمد نے ثانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور خود بے چینی سے پیغام ٹائیپ کرنے لگا

کیا ہے بہت میسجز بھی بھیجے ہیں ۔۔۔کال نہیں اٹھا رہے ہیں نا مسیج پڑھ رہے ہیں

ثانیہ نے سسکیاں لیتے ہوئے بمشکل جواب دیا۔اور سر جھکا لیا جبکہ سرمد اب بے چینی سے کچھ سوچ رہا تھا۔

مشینی جاگنگ ٹریک پر سفید جوگرز تیزی سے گھومتے ٹریک کے سنگ کے دوڑ رہے تھے اور ردا اونچی پونی ٹیل بنائے اس پر بھاگ رہی تھی پسینے کے قطرے ماتھے پر چمک رہے تھے اور پونی ٹیل دائیں بائیں جھول رہی تھی کانوں میں ائیر فون تھے۔

یہ ملک ہاؤس کا وہ چھوٹا سا جم تھا جو بہت عرصے سے بند پڑا تھا اس کی شیشے کی ایک دیوار باہر لان میں سارا منظر صاف دکھاتی تھی۔تابندہ بیگم جو چہل قدمی سے واپس آ رہی تھیں گھورتی نگاہوں کے ساتھ دم بخودہ قدم اٹھاتی اب وہاں پہنچی تھیں۔

(سسی۔۔۔ سسی۔۔۔پانی لیا میرے واسطے (پانی لاؤ میرے لیے

تابندہ بیگم کی نگاہیں سامنے کے ناقابل یقین منظر کو دیکھ کر پوری کھلی ہوئی تھیں۔اور وہ دل پر ہاتھ رکھے سسی کو آوازیں لگا رہی تھیں۔

سسی گھبرا کر پانی کا گلاس پکڑے وہاں ائی تو تابندہ بیگم نے جلدی سے پانی کا گلاس پکڑ کر منہ کو لگایا پانی ختم کیا اور سسی کا بازو تھامے تیز تیز قدم چلتی جم کے پاس ائیں جہاں ردا جاگنگ میں مگن تھی

تابندہ بیگم نے لان کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر حیران سی سسی کا ہاتھ چھوڑا۔

غور نال ویکھ کے دس اوہ سامنے ردا ہی اے(غور سے دیکھ کر بتاؤ وہ سامنے ردا ہی ہے)

آنکھوں کو سکیڑ کر بازو لمبا کرتے ہوئے شیشے کی دیوار کے پار ردا کی طرف اشارہ کیا،لہجہ بے یقین اور حیران تھا

جی بیگم صاحبہ ردا بی بی ہی ہیں

سسی نے منہ کے نیچے ہاتھ رکھے حیرت زدہ لہجے میں تصدیق کی،اور

تابندہ بیگم کو شاکی نگاہوں سے گھورا کہ ان کو کیا ہوا ردا بی بی کو ہی نہیں پہچان رہیں۔

(انیو کیا ہوا ؟۔۔۔(اس کو کیا ہوا ؟

تابندہ بیگم منہ میں بڑبڑاتی آگے بڑھیں، سسی کو وہیں چھوڑ کر وہ اب ردا کے سر پر موجود تھیں جو جوگنگ ٹریک پر دوڑتے ہوئے اب پھولی سانسوں سمیت سامنے پھٹی آنکھوں سے گھورتی ہوئیں تابندہ بیگم کو دیکھ رہی تھی۔

آپ کو۔۔۔کیا ہوا۔۔ایسے۔۔۔ایسے۔۔۔کیوں۔۔۔گھور رہی ہیں مجھے

دوڑتے ہوئے پھولی سانسوں سمیت سوال کیا

تینو کیا ہوا اج ؟۔۔۔(تمہیں کیا ہوا آج ؟) خیریت نہیں لگتی۔۔۔

تابندہ بیگم نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا پیشانی پر بھی حیرانگی رقم تھی۔

کیوں کیا ہوا۔۔۔؟ آپ تو چاہتی تھیں یہ سب اور اب اتنا مشکوک کیوں ہو رہی ہیں

ردا نے ٹریک کی رفتار کو قدرے کم کیا اب وہ دوڑنے کے بجائے چل رہی تھی چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

میں تو بہت عرصے سے چاہتی تھی بیٹا جی۔۔۔ی۔ی۔ی۔پر یہ چن(چاند) اب کیوں چڑھا سمجھ نہیں آ رہا

تابندہ بیگم نے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے بھنویں اچکائیں اور سر کو بھی جنبش دی

عجیب ہیں مما آپ۔۔آپ کو تو خوش ہونا چاہیے نا یہ سب دیکھ کر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے تاسف سے سر ہوا میں مارتے ہوئے کہا۔

خوش تو ہوں پر پریشان بھی ہوں

تابندہ بیگم نے تشویش ناک انداز میں کہا۔۔۔ردا بے ساختہ ہنس دی

کیوں پریشان کیوں ہو رہی ہیں ؟

ردا نے چہرہ اوپر اٹھائے ہنستے ہوئے سوال کیا۔تابندہ بیگم نے رازدانہ قدم بڑھا کر ردا کا اور اپنا فاصلہ کم کیا جاگنگ ٹریک کے ہینڈل پر ہاتھ

رکھا۔

موحد کسے ہور کُڑی پیچھے تے نئ پے گیا ؟(موحد کسی اور لڑکی کے پیچھے تو نہیں پڑ گیا؟)

تابندہ بیگم کا لہجے سے اب تجسس سے زیادہ خوف جھلک رہا تھا۔ردا کے پاؤں ایک دم سے تھمے اور ہاتھ نے بٹن دبائے ٹریک کو بند کیا۔

مما ایسا کچھ بھی نہیں۔۔۔ویسے آپ یہ سب ایسے کیوں پوچھ رہی ہیں

نظریں چراتے ہوئے وہ ٹریک سے نیچے اتری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دن سے دیکھ رہی ہوں مسکرا مسکرا کر فون پر لگا رہتا ہے،اور میں سمجھی تو بھی یہی فیل کر کے سمارٹ ہو رہی اب

تابندہ بیگم کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی اور ان کے الفاظ ردا کو بھی پریشان کر گئے تھے۔تابندہ بیگم آگے ہوئیں اور ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

خیال رکھ پُت۔۔۔یہ مرد ذات بھروسے کے قابل نہیں ہوتی،تیرے

پیو دا موبائل ہجے وی میں چیک کر کے سوندی آں ریمنڈر لگایا ہوا میں ہزبینڈ فون چیکنگ ٹائم۔۔۔(تمھارے بابا کا موبائل میں آج بھی چیک کر کے سوتی ہوں ریمائینڈر لگایا ہوا ہزبینڈ فون چیکنگ ٹائم)

تابندہ بیگم اس سمجھا رہی تھیں اور اس کا دل انجانے سے خوف کی وجہ سے گھٹن کا شکار ہو رہا تھا نگاہیں سامنے لان پر ٹکی تھیں۔

سرمد پریشان سا آگے بڑھا اور ثانیہ کے قریب آیا جو صوفے پر بیٹھی بے حال بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ساتھ پریشان حال کھڑی ایوا مناہل کو گود میں اٹھائے یوئے تھی،مہتاب گھر نہیں پہنچا تھا رات سے صبح ہو گئی تھی۔ وہ سب رات بھر سے مہتاب کو تلاش کر رہے تھے لیکن اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

ثانیہ تم مناہل کو سنبھالو وہ بہت رو رہی ہے

سرمد نے ثانیہ کو سمجھایا اور مناہل کی طرف اشارہ کیا۔ ثانیہ کو تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔پتا نہیں مہتاب یوں ایکدم بنا کچھ کہے بات کیے کہاں

چلا گیا تھا۔

ثانیہ تم ایسے رو رہی ہو مناہل کے سامنے وہ بھی روئے گی پلیز اسے لے کر جاؤ ناشتہ کرواؤ

سرمد نے تھوڑی سختی برتتے ہوئے کہا تو ثانیہ نے گال رگڑے اور مناہل کی طرف دیکھا۔سرمد کے موبائل پر اچانک بجتی گھنٹی پر سب چوکنے ہوئے۔

ہیلو۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرمد نے جلدی سے فون کان کو لگائے کہا دوسری طرف موجود پولیس مہتاب کی کار ملنے کی اطلاع دے رہی تھی۔سرمد کے چہرے کا رنگ زرد ہوا

کہاں ہے گاڑی ایڈریس دیں میں آ رہا ہوں وہیں

سرمد نے پریشانی سے کہا۔سب لوگوں کے سانس خشک تھے اور سرمد پر یک ٹک نظریں جمائے ہوئے تھے۔سرمد نے موبائل بند کیا

مہتاب کی کار مل گئی ہے لیکن وہ خود وہاں نہیں ہے،میں جا رہا ہوں وہیں

سرمد نے پریشانی کے عالم میں بمشکل جملہ ادا کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

کمرے کے ملگجے سے اندھیرے میں اب موحد کے گہری نیند میں سانس لینے کی آوازیں وہ صاف سن سکتی تھی ردا نے ایک آنکھ چوری سے کھول کر دائیں طرف گردن گھمائی موحد لیٹا ہوا تھا اور اب گہری نیند سو چکا تھا۔

ردا لبوں کو بھینچے تھوڑا سا اوپر اٹھی اور پھر کھسک کر پاس ہوئی گردن اوپر اٹھائے دیکھا اس کا موبائل سائیڈ میز پر لیمپ کے پاس پڑا تھا ۔

موحد پر سے بازو گھما کر فون کو اٹھایا ہاتھ کو واپس لا رہی تھی اور اسی لمحے موحد کے ہلکا سا ہلنے پر ڈر کر توازن ایسا بگڑا کہ اس پر ہی ڈھیر ہو گئی۔

موحد ہڑبڑا کر اٹھا،فوراً ردا کا موبائل تھاما ہاتھ گرفت میں لے لیا۔

تم۔۔۔۔تم۔ کیا کر رہی تھی

نیند سے وہ جاگ کر اب خمار سے بھاری ہوتی آواز میں حیرت سے منہ کھولے سوال کر رہا تھا

کہ۔۔کچھ نہیں۔۔۔

ردا نے گڑبڑا کر جھوٹ بولا،چہرے پر خفت تھی

کچھ تو تھا۔۔۔۔بتاؤ۔۔۔کیا کرنے والی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔۔۔پر وہاں وہ ائیں بائیں شائیں کی کیفیت میں تھی

میرے موبائل پر کیا کرنا تھا تمہیں بولو

موحد نے جھٹکا دے کر اگلا سوال پوچھا

موحد کے اچانک نیند سے جاگ کر اس کی چوری پکڑ لینے پر وہ بدحواسی

کا شکار ہو گئی تھی۔

کچھ بھی نہیں کرنا تھا۔۔۔

ردا نے گڑبڑا کر جواب دیا اور جلدی سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو چھوڑ دیا۔موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور موحد کے سینے پر گرا موحد نے جلدی سے موبائل کو اٹھایا اور کہنی کے بل اٹھ کر بیٹھ گیا۔

میرے ساتھ زیادہ چالاکی کرنے کی ضرورت نہیں صاف صاف بتاؤ کیا کرنے والی تھی میرے موبائل کے ساتھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے شاکی نگاہوں سے گھورا،ردا کا یوں چوری سے اس کا موبائل اُٹھانا بہت مشکوک حرکت تھی آخر وہ اب کیا نیا کھیل کھیلنا چاہتی تھی ۔۔۔موحد کی بھنویں اوپر کو اچک گئی تھیں۔۔۔ردا کچھ توقف کے لیے خاموش ہوئی پھر ایک دم سے چراتی نظریں اس کی گھورتی نگاہوں میں گاڑ دیں ناجانے کہاں سے ہمت مجتمع ہو کر یہ روپ دھار چکی تھی۔

تم کس سے بات کرتے رہتے ہو سارا دن ؟

لبوں کو بھینچے گردن کو تھوڑا سا تان کر رعب سے سوال کیا جبکہ لہجے میں ہلکی سی لغزش تھی وہ محبت بھرا یہ حق پہلی مرتبہ اس پر جتا رہی تھی۔

واٹ۔ٹ۔ٹ۔ٹ۔۔۔۔۔

موحد کو اس کے سوال پر حیرت کا جھٹکا لگا،آنکھیں پٹ سے کھولے، بنا جھپکے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔کیا وہ جیلس ہو رہی تھی اس سب سے ماتھا ٹھنکا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں میں جانتی ہوں۔۔۔تم عرفہ سے بات کرتے ہو سارا دن، مسیج دکھاؤ مجھے

ردا نے اس کی حیرت سے لاپرواہی برتتے ہوئے خالص بیویوں والا رعب چلایا اور بڑے ناز سے چھوٹی سی ناک سکیڑی کلائی ہنوز موحد کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھی۔

ایکسکیوزمی۔۔ی۔ی۔ اپنی حد میں رہو، تم نے مجھے میرے جزبات کے

عوض خریدا ہے پر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں اب میں سانسیں بھی تمھاری مرضی سے لوں گا

موحد نے پیشانی پر ناگواری سے بل ڈالے ،وہ تو اس کا خدا بن بیٹھی تھی جو اس کو کسی صورت گوارا نہیں تھا،موحد نے غصے سے اسے گھورا اور پھر ردا کے تیور دیکھ کر اس کو ڈرانے کی غرض سے جھٹکا دے کر قریب کیا۔

اور اگر اتنا ہی حق جتانا ہے تمہیں تو مجھے میرا حق لینا بھی آتا ہے

جان بوجھ کر بےخود سا لہجہ اپناتے ہوئے اس کے کان میں جملہ ادا کیا،ردا ایک دم سے جھینپ گئی۔۔۔دل ایک دم سے ڈوب کر نیچے گیا،پلکیں من بھاری ہو کر گالوں پر جھالر کی طرح لرزنے لگیں اور رواں رواں سمٹ گیا،موحد کی یہ قربت اور کہا گیا جملہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔

موحد جو اس کے خونخوار ردعمل کے لیے بلکل تیار بیٹھا تھا جو وہ اس وار پر ہر دفعہ ظاہر کرتی تھی،حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا جو اب اس کے

چہرے کے قریب ایسے نظریں جھکا گئی تھی جیسے اسے کوئی اعتراض نہیں تھا اس کے حق لینے پر وہ تو پلکیں ایسے لرزا رہی تھی جیسے خود کو پیش کیے بیٹھی ہو،کوئی مزاحمت نہیں کوئی غصہ نہیں موحد نے الجھتے ہوئے اس کی کلائی پر اپنی گرفت کو ڈھیلا کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

اس کو کیا ہو گیا ہے ؟ یہ وہ سوال تھا جو ذہن کی دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارنے لگا،پیشانی پر افقی رخ نا سمجھی کے بل پڑے

میں چاہیے عرفہ سے بات کروں چاہے کتھرینا سے تم اس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتی سمجھی۔۔۔

انگلی کو کھڑا کرتے ہوئے خبردار کیا اور پھر یونہی الجھا سا نا سمجھی کی لکیریں پیشانی پر سجائے باہر نکل گیا۔ردا دم سادھے بیٹھے تھی دل آہستہ آہستہ اپنی گزشتہ حالت میں دھڑکنے لگا تو اس کی سانس بحال ہوئی۔

تکیے پر زور سے سر مارا اور خود کے یوں نڈھال ہو جانے پر تاسف سے آنکھیں بھینچ لیں۔۔۔خود پر ترس آنے لگا تھا موحد کی محبت پوری طرح حاوی ہو چکی تھی اور ردا ملک بے بس تھی اس نے کبھی زندگی میں

ایسے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ عام سی لڑکیوں کی طرح یوں محبت میں گرفتار ہو جائے گی پر آج یقین آ گیا تھا محبت عام،خاص،امیر،غریب کسی کو نہیں دیکھتی

ردا کا یہ انداز تعجب خیز تھا۔ لان کے اندھیرے میں سگریٹ سلگائی وہ چکر لگا رہا تھا۔۔اور پھر تین گھنٹے کے بعد جب وہ کمرے میں آیا تو ردا بے خبر سو رہی تھی۔

موحد نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔سامنے بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی ثانیہ نے دھیرے سے سر اوپر اٹھایا۔

موحد۔۔۔۔۔

آنسوؤں سے تر بھاری سی آواز تھی۔موحد دروازہ بند کر کے آگے بڑھا ۔اسے صبح ہی سرمد کی کال موصول ہوئی تھی اور اسی وقت وہ ملک جہانزیب،تابندہ بیگم اور ردا کے ہمراہ لاہور سے ملتان آ گیا تھا،آج دوسرا دن تھا اور مہتاب کی کہیں کوئی خبر نہیں تھی سب کا برا حال تھا۔

اس کی کار مل گئی تھی اور فون بھی کار میں ہی موجود تھا لیکن وہ خود کہیں بھی نہیں تھا بہت تلاش کے بعد اب رپورٹ درج کروا دی گئی تھی۔ پولیس ہر جگہ تلاش کر رہی تھی۔رضا کو شک کی بنا پر تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔

ثانیہ کے بارے میں ابھی صرف موحد کو ہی بتایا تھا سب،ملک جہانزیب،تابندہ بیگم اور ردا کو ابھی اس معاملے کا نہیں بتایا گیا تھا کہ رضا کون تھا۔ملک جہانزیب اپنے مکمل اثر و رسوخ لگا رہے تھے

موحد بغور ثانیہ کو گھورتا ہوا جیسے ہی بیڈ پر بیٹھا ثانیہ تڑپ کر آگے ہوتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔موحد نے آہستگی سے اس کو تھپکا۔

روئیں مت آپی کچھ بھی نہیں ہو گا مجھے لگتا ہے وہ خود ہی کہیں گئے ہیں۔۔ آپ کے اور رضا کے بارے میں بتایا ہے مجھے سرمد بھائی نے سب۔۔۔

موحد نے ثانیہ کو خود سے الگ کیا اور کندھوں سے تھامتے ہوئے تسلی دی ۔ثانیہ بار بار ہاتھوں کی پشت سے گالوں پر متواتر بہتے آنسو صاف کر

رہی تھی۔

آپی صرف ایک بات کہوں گا آپ کو رضا سے اتنا ڈرنے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی ؟ کیا ہم نے مہتاب بھائی سے کچھ چھپایا تھا جو آپ نے یہ سب کیا ؟

موحد کے سوال پر ثانیہ نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو اس وقت جھاڑتے ہوئے اس کی بیوقوفی کی وجہ پوچھ رہا تھا۔

موحد وہ ساری پکس جو رضا کے پاس تھیں میری اکیلی کی تھیں اور تم جانتے ہو رضا کتنا ضدی اور ہٹ دھرم ہے اور کس حد تک جانے والا ہے پتا نہیں کیوں پر میں یہ چاہتی تھی مہتاب کے سامنے میرا کردار اور میری معصومیت یونہی رہے،نہیں جانتی تھی میری یہ غلطی مجھے یہ دن دکھائے گی

ثانیہ نے بھاری سے آواز میں بمشکل بات مکمل کی،موحد نے تاسف سے سر کو گھمایا

آپی۔۔۔یہ ضروری نہیں کہ آپ مہتاب بھائی کو اپنی سچی محبت کا احساس دلانے کے لیے رضا کو اپنے ماضی سے بلکل مٹا سکیں،وہ تھا۔وہ ہے اور رہے گا آپ کی زندگی کے ماضی کا ایک حصہ بن کر،جب آپ اس سے محبت میں تھیں اس کے نکاح میں تھیں آپ نے جو بھی کیا غلط نہیں تھا،غلط تو تب بھی وہی تھا اور اب بھی وہی ہے بلکہ آپ تو مہتاب بھائی کو یہ بات فخر سے بتا سکتی ہیں کہ آپ نے جب رضا سے محبت کی تھی بے پناہ کی تھی اور اب دل آپ کو دیا ہے تو وہی محبتیں آپ پر لٹا دوں گی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد کی باتیں سن کر ثانیہ کا رونا اب سسکیوں میں بدل گیا تھا وہ ہم تن گوش تھی اور موحد مسلسل بول رہا تھا۔

کیا غلط تھا اس میں۔۔۔وہ بھی تو اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اب اس کی جگہ آپ کو دے چکے تھے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ کہہ دیتے جو میں اس سے کرتا تھا وہ محبت نہیں تھی محبت تو اب ہوئی ہے تم سے۔۔۔

ثانیہ اب سسکیاں لینا بھی بھول چکی تھی اور دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

محبت ایک احساس ہے جو دوسری بار بھی جاگ سکتا ہے کسی کے لیے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا آپ یہ کہیں کہ پچھلی محبت۔۔محبت نہیں تھی اور کچھ تھا اور اب جو ہے وہ اصل محبت ہے

موحد نے پیشانی پر بل مزید گہرے کیے وہ اس وقت ثانیہ کو خود سے چھوٹا نہیں بڑا لگ رہا تھا

محبت پہلی دفعہ ہو یا دوسری دفعہ احساسات میں کوئی فرق نہیں ہوتا آپی ۔۔۔آپ رضا بھائی کی محبت سے نادم ہونا خود کو غلط سمجھنا چھوڑ دیں

ثانیہ ایک دم سے نظریں چرا گئی تھی وہ اسے کتنا سمجھتا تھا ہاں وہ رضا کے نام تک کو ماضی سے مٹانا چاہتی تھی فراموش کرنا چاہتی تھی لیکن ایسا ہر گز ممکن نہیں تھا۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو مجھے مہتاب کو بتانا چاہیے تھا ان کو اعتماد میں لینا

چاہیے تھا پر میں کیا کرتی رشتہ نیا تھا ابھی تو میں ٹھیک سے مہتاب کو جان بھی نہیں پائی تھی

ثانیہ نے بے بسی سے اپنا موقف بیان کیا

جان تو آپ رضا کو بھی نہیں پائی تھیں وہ بچپن سے آپ کے ساتھ تھا

موحد نے لب بھینچے طنزیہ کہا۔اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور سرمد نے دنوں پر باری باری نگاہ ڈالی جو سرمد کی آمد پر خاموش ہو گئے تھے ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد تم چلو گھر امی کو لے کر ثانیہ گھر پر اکیلی ہے ۔۔۔میں یہاں ہوں ثانیہ کے پاس

سرمد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے صالحہ بیگم کے ساتھ گھر جانے کا کہا۔

اچھا۔۔۔

موحد گہری سانس لیتا ہوا اٹھا اور پھر ثانیہ کے کندھے پر تسلی آمیز تھپکی

دے کر باہر نکل گیا۔نیچے اتر کر آیا تو صالحہ مناہل کو گود میں لے کر بیٹھی تھیں اور پاس ردا بیٹھی تھی جو بے حال سی تابندہ بیگم کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی۔ ردا کو روتے ہوئے وہ پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔

ایسا لگا جیسے وہ کچھ انوکھا دیکھ رہا ہو۔۔۔کیا اس جیسی لڑکیوں کے آنکھوں سے بھی آنسو بہتے ہیں۔حیرت سے سوچا پھر نظروں کا زاویہ بدلتا سنجیدگی سے پاس آ کر کھڑا ہوا

چلیں امی گھر چلتے ہیں۔۔۔

موحد نے آہستگی سے کہا تو صالحہ نے سر اوپر اٹھا کر اثبات میں ہلایا اور پھر مناہل کو ایوا کے حوالے کرتے ہوئے ردا کی طرف متوجہ ہوئیں۔

چلو بیٹا چلیں۔۔۔

صالحہ نے محبت سے ردا کی طرف رخ موڑے کہا ردا سر ہلاتے ہوئے تابندہ بیگم سے الگ ہو کر اٹھی تو موحد نے حیرت سے دیکھا ۔

وہ کیا ان کے ساتھ ان کے گھر جانے والی تھی۔ردا صالحہ سے پہلے ہی

کہہ چکی تھی وہ اُدھر جائے گی ان کے ساتھ لیکن یہ موحد کے لیے انتہائی تعجب کی بات تھی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں کھڑے ہو چلو بہو ساتھ جا رہی ہے ہمارے ۔۔۔

صالحہ نے اس کے یوں حیرت سے کھڑے رہنے پر ٹہوکا تو وہ سنجیدگی سے ردا کی طرف مڑا

تم۔۔۔کمفرٹیبل نہیں ہو گی وہاں رہنے دو یہیں رہو۔

موحد نے پیشانی پر بل ڈالے ردا کو جانے سے منع کیا ردا نے چونک کر صالحہ کی طرف ایسے دیکھا جیسے شکائیت لگا رہی ہو

بیٹا کیوں منع کر رہے ہو پہلی دفعہ تو سسرال جا رہی ہے چلو بیٹا تم تمھارا اپنا گھر ہے شادی کے بعد سے پہلی دفعہ تو جارہی ہو

صالحہ نے موحد کو گھور کر دیکھا اور پھر محبت سے ردا کے گرد بازو حائل کیے۔ردا نے تابندہ بیگم کی طرف اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا جو سر ہلا گئیں ۔

وہ لوگ آگے بڑھیں تو موحد بھی دانت پیستا ہوا ساتھ ہوا۔محترمہ آخر کو جا کیوں رہی ہے وہاں پتا بھی ہے کہ ہمارا گھر اس کے شان شایان نہیں ہے۔امی اور تانیہ کی دوڑیں لگ جائیں گی وہ غصے سے سوچتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

ردا دھیرے سے مسکرائی تھی۔کبھی سوچا تک نہیں تھا وہ محبت میں سب بھول جائے گی آج موحد کے گھر جانا آسودگی بخش رہا تھا کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا وہ جو ہمیشہ قیمتی بستروں پر سونے کی عادی ہے وہاں رات کیسے بسر کرے گی بس احساس تھا تو یہ کہ موحد وہاں ہو گا اتنے عرصے ساتھ رہتے ایک کمرے میں سوتے اب جب پتا چلا وہ ادھر جا رہا ہے دل میں عجیب سی کسک اٹھی اور پھر وہ صالحہ بیگم کو ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کرنے سے خود کو نا روک سکی۔

یہ کھڑکی بند رکھنا۔۔۔اس سے مچھر آتے ہیں کمرے میں

موحد نے صحن میں کھلنے والی کھڑکی کو بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

پیچھے مڑا تو وہ اس چھوٹے سے کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی ارد گرد نظریں گھما رہی تھی۔

تانیہ نے ان کی ایک فون کال پر اس کمرے کا حلیہ بہت حد تک بہتر کر دیا تھا۔صاف ستھری چادر بیڈ ہر بچھی تھی فرنیچر صاف تھا پردے بدل کر نئے لگا دیے گئے تھے۔

ائیر کنڈشنر تو نہیں ہے یہاں،اس لیے یہ دونوں فین چلا دیے ہیں میں نے امید ہے گرمی نہیں لگے گی تمہیں

موحد نے زمین پر کھڑے پنکھے کی طرف اشارہ کیا جسے وہ بیڈ کے رخ کی طرف رکھ کر چلا چکا تھا،ملتان میں لاہور کی نسبت درجہ حرارت کافی گرم تھا اس لیے کمرہ دو پنکھوں سے قدرے بہتر دجہ حرارت پر آیا تھا لاہور میں تو وہ اے سی چلا کر کمبل اوڑھ کر سوتے تھے۔

ردا نے اس کے یوں خیال کرنے پر حیرت اور محبت کے ملے جلے تاثر کے ساتھ دیکھا

پہلی دفعہ دیکھا ہے کسی کو یوں اپنے دشمن کا خیال کرتے ہوئے

شائیستگی سے جملہ اچھالا موحد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور پیشانی پر بل ظاہر کیے۔ردا کا ہر ہر انداز اس کی چھٹی حس کی گھنٹی بجا رہا تھا۔

دشمن بھی جب آپ کے گھر میں ہو مہمان ہوتا ہے اور دشمن کی مہمان نوازی صرف بزدل نہیں کیا کرتے

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے معنی خیز جملہ ادا کیا،ردا ایک دم سے خاموش ہوئی چہرے پر خفت نمایاں تھی کیسے اسے سب کچھ بھولنے کا کہے جو اس کے ساتھ کرتی رہی تھی کیسے اسے بتا دے کہ وہ اب ویسی نہیں ہے اس سے محبت کرنے لگی ہے بے بس ہو گئی ہے۔

موحد کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تو ردا نے چونک کر دیکھا

تو تم کدھر جا رہے ہو۔۔۔؟

حیرت سے سوال کیا۔وہ کیا یہاں نہیں سو رہا تھا وہ کیسے اس اجنبی

کمرے میں اکیلے سو سکتی تھی۔

میں چھت پر سوتا ہوں اس گرمی میں

پلٹ کر کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

چھت پر۔۔۔۔؟

ردا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں

ہاں کیوں۔۔۔۔؟

موحد نے ناسمجھی کے بل پیشانی پر سجائے ایسے جیسے اس کا سوال ناگوار گزرا ہو

ڈر نہیں لگتا کیا ؟

ردا نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا وہ کبھی آج تک کھلے آسمان کے نیچے نہیں سوئی تھی اس لیے یہ بات اس کے لیے حیران کن تھی۔

ڈر کیسا۔۔۔۔؟

موحد نے اس کی حیرت پر حیرت ظاہر کی

مطلب کیسے سو لیتے ہو چھت پر کھلے آسمان کے نیچے؟

ردا نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے سوال پوچھا

بند کمروں سے زیادہ اچھی نیند آتی ہے تم جیسے دولت مند نہیں سمجھو گے۔۔سو جاؤ

طنزیہ سر کو ہوا میں مارتا وہ آگے بڑھ گیا تھا اور ردا دل مسوس کر رہ گئی جس کی خاطر وہ یہاں ائی تھی سونا تو پھر بھی اس کے بنا ہی پڑ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب کمرے سے جا چکا تھا ردا نے خوف سے ارد گرد نظر دوڑائی۔

کروٹ بدل بدل کر وہ تھک چکی تھی۔ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی ایک گھنٹہ ہو چکا تھا نیند تو کیا آنی تھی البتہ پنکھوں کی آوازوں سے سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔

چوری سے کمرے سے باہر نکلی تو سناٹا چھایا ہوا تھا۔صحن میں کھڑا درخت ہولناک سا منظر پیش کر رہا تھا۔

یہ چھت کی سیڑھیاں کہاں ہوں گی لبوں کو دانتوں میں دبائے وہ گردن اچک اچک کر چھت پر جانے والے زینے کو تلاش کر رہی تھی۔

بھابھی کیا ہوا۔۔۔؟

عقب سے تانیہ کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر پلٹی ہاتھ یکایک دل پر گیا تھا پیچھے تانیہ کو کھڑا دیکھ کر سانس بحال ہوئی وہ مسکرا رہی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ۔۔۔چھت کے لیے سٹیرز کدھر ہیں۔۔۔؟

حالت پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا ۔تانیہ اس کے سوال پر شرارت سے مسکا دی۔

اوہ۔۔۔اچھا موحد بھائی اوپر چلے گئے ہوں گے ان کو گرمی بہت لگتی ہے

ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے تانیہ نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے اندازہ

لگایا

ائیں میں بتاتی ہوں۔۔۔

مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تو ردا بھی اس کے ہمراہ ہو گئی۔

سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تانیہ شرمائی سے واپس مڑ گئی ردا اب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اوپر جا رہی تھی۔جیسے ہی آخری سیڑھی پر پہنچی موحد کی آواز نے قدموں کو جکڑ لیا۔

عرفہ۔۔۔۔عرفہ۔۔۔۔کیسے بتاؤں تمہیں میں نہیں جی سکتا تمھارے بنا اب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔ردا کا دل جیسے کسی نے دبوچ لیا ہو

تمہیں پتا ہے آج تمہیں دیکھ نہیں سکا تو دن کتنا اداس گزرا میرا۔۔۔

موحد کی آواز پر اس کا رواں رواں جل اٹھا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ایسا لگا جیسے کچھ چھن گیا ہو

پریشان نا ہو۔۔۔میری جان تمھارے سارے خرچے میرے ذمے ہیں ۔۔۔میں ہوں نا

موحد بڑی محبت سے اس کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا۔ردا کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا بات اتنی آگے بڑھ چکی تھی۔

ردا کی تم فکر نا کرو،اس کے لیے میں محض ایک ضد ہوں اور کچھ نہیں اور میں اس کی اس ضد سے ساری زندگی فائیدہ اٹھاؤں گا

موحد قہقہ لگا رہا تھا اور ردا کا دل افسوس سے پھٹنے کو تھا۔موحد اتنا گر سکتا ہے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اس کی ہمت کیسے ہوئی کسی اور لڑکی پر یوں میرا حق اور میری دولت لٹائے۔

سرخ چہرے اور ہتھوڑے چلتے دماغ کے ساتھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھی اور موحد کو کندھے سے پکڑ کر زور کا جھٹکا دے کر اپنی طرف موڑا۔

تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟

موحد نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر موبائل کو کان سے ہٹا کر بند کر دیا۔

تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے۔۔۔

ردا غصے سے کانپ رہی تھی دل کر رہا تھا جھنجوڑ کر رکھ دے موحد کو

کیوں۔۔۔ائے گی۔۔۔میں کرتا ہوں اس سے محبت اور تم سے کون سے میں نے عہدوپیمان کیے جو میں اب شرم کروں

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر اس پر سچ ظاہر کیا،ردا کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ سے سفید ہوا۔

میں بیوی ہوں تمہاری۔۔۔۔

ردا سینے پر ہاتھ رکھ کر چیخی تھی دل پھٹ رہا تھا کیا اصول تھا قدرت کا سب بھول چکی تھی کہ یہ نکاح محض ایک ضد اور زبردستی کے کھیل کے طور پر شروع کیا تھا اس نے

تو۔۔۔میں کیا کروں میری خوشی سے ہو کیا میری بیوی، زبرستی کا

رشتہ ہے ہمارا تمھاری ضد تھی بس

موحد نے اس کے چیخنے پر غراتے ہوئے جواب دیا،وہ لاجواب ہوئی لب خاموش ہو گئے

تمہیں مس لہ کیا ہے۔۔۔تم شوہر بنانا چاہتی تھی بن گیا ہوں۔۔اور ہمیشہ رہنے کے لیے تیار ہوں،اور باقی میں ایک سے محبت کروں یا چار سے تمہیں اس سے مسئلہ نہیں ہونا چاہیے

موحد نے گھورتے ہوئے غصے سے جتایا،اس کی آخری بات پر ردا کا چہرہ پھر سے سرخ ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔تم میری دولت اس پر لٹا رہے ہو

ردا نے دانت پیستے ہوئے کہا

ایکسوکیوزمی میری تنخواہ ہے۔۔۔میں چاہے اس میں دس گرل فرینڈ کو پالوں تمہیں اس سب سے کیا

موحد نے نخوت سے ناک چڑھائی

ہے مجھے مسئلہ۔۔۔تم ایسا نہیں کر سکتے ہو

ردا نے چڑا کر بازو ہوا میں اٹھائے اور پھر نیچے گرائے،کیسے بتائے اسے سب کہ اس کی حالت کیا ہے اس وقت

کیوں نہیں کر سکتا محنت کرتا ہوں کماتا ہوں گھپلا تو نہیں کرتا جو تم یوں چیخ رہی ہو مجھ پر

موحد نے برابر جواب دیا

ہنہہ۔۔۔محنت میری وجہ سے ایم ڈی ہو تم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے سینے پر ہاتھ رکھے غصے سے جتایا دل جل رہا تھا اور ذہن حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا

تو ختم کردو یہ وجہ۔۔۔نو پرابلم اکڑ کس بات کی دکھا رہی ہو،چھوڑ دو مجھے۔۔۔

موحد نے بھنویں چڑھا کر آگے ہوتے ہوئے کہا،ردا اس کی اس بات پر دم بخودہ اسے تکتی رہ گئی یہ کیا کہہ رہا تھا وہ

چپ کیوں ہو گئی سو سمپل۔۔۔چھوڑو مجھے خود بھی سکون میں آؤ میں بھی

موحد نے اب کی بار پرسکون لہجے میں اسے حل پیش کیا ردا اب بھی خاموش کھڑی تھی دل تھا کہ اسے ایک پل کے لیے اب دور نہیں ہونا چاہتا تھا

اس کے یوں گم صم ہو جانے پر موحد نے گہری سانس باہر انڈیلی پھر نرم سے لہجے میں گویا ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رکو۔۔۔دیکھو۔۔۔کیا ہے یہ سب۔۔۔میرا کیا ہے میں تو بہت جلد عرفہ سے نکاح کر لوں گا تم اجازت نا بھی دو گی تو چھپ کر اور اگر چھپ کر بھی نا تو ساری زندگی محبت نبھاتا رہوں گا اس سے

موحد بڑے آرام سے کہتا ہوا اس کے دل کے پرخچے اڑا رہا تھا

تم یونہی اپنی زندگی صرف ایک ضد کی خاطر تباہ کر رہی ہو اور کچھ نہیں

وہ اس سے ہمدردی جتا رہا تھا پر جانتا نہیں تھا کہ اس لمحے اس کے جزبات اس کے احساسات کو روند رہا ہے فقط۔

خلع لے لو۔۔۔چھوڑ دو اب بس کرو نتیجہ کچھ بھی تو نہیں نکلا اس سب کا ضد میں اتنا آگے بڑھ جانے کا،نقصان صرف اور صرف تمھارا ہو رہا ہے

بڑے وثوق سے وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ اس کی غلطی پر اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ہے،ردا خاموشی سے پلٹی کیا کرتی کچھ بھی نہیں تھا کہنے کو۔

تو پھر۔۔۔چھوڑ رہی ہو نا

موحد کی بازگشت پر قدم تھمے۔۔۔۔دل ڈوبا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

کانپتی سی آواز تھی اور یہ سچ تھا نہیں تھا حوصلہ اس میں کہ وہ موحد کو کھو دے،موحد جھنجلا کر آگے بڑھا اور کندھے سے پکڑ کر اس کا رخ

واپس اپنی طرف موڑا

پاگل ہو تم ایک نمبر کی مل کیا رہا ہے تمہیں مجھ سے،دیکھو میں تو یہ نفرت نفرت کھیلتے بھی اب تھک چکا ہوں سیدھی سی بات ہے ختم کرو یہ سب اب

موحد اب دانت پیستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ردا نے بچارگی سے اس کی طرف دیکھا بکھرے بال لیے وہ اس حلیے میں بھی اس کے دل کو راحت بخش گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں کر سکتی

آہستگی سے جواب دیا

کیوں۔۔۔ضد ختم نہیں کر رہی تم۔۔۔۔۔۔

موحد نے ہوا میں ہاتھ اٹھائے تھکے سے لہجے میں جواز پوچھا

ضد نہیں ہے یہ

ردا نے سر جھکا لیا۔۔۔سر من بھاری تھا آواز گھٹی ہوئی تھی

تو پھر کیا ہے۔۔۔بولو چپ کیوں ہو۔۔۔۔کیوں اپنی اور میری زندگی کو عذاب میں ڈال رکھا ہے کیا چاہتی ہو تم مجھ سے بولو۔۔۔؟

موحد اب اس کے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا اس کا یہ سب انداز سمجھ سے باہر تھا۔

محبت۔۔۔۔

جھکے سر کے لبوں سے لفظ ادا ہوا۔۔اور خاموشی چھا گئی۔۔۔۔بلکل خاموشی۔۔۔موحد ورطہ حیرت میں ڈوبا کھڑا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا۔۔۔کیا مطلب۔۔۔

موحد نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا ایسے جیسے جھٹلا رہا ہو جو بھی سنا

۔۔۔ائی۔۔۔لو یو۔۔۔

سر ہنوز جھکا ہوا تھا وہ محبت کا اظہار کر رہی تھی اس کی اکڑ کا پہاڑ آج زمین بوس تھا

ہوش میں ہو۔۔۔اب یہ نیا ڈرامہ ہے کیا ؟

موحد نے آبرؤ چڑھائے تشویش سے پوچھا بے یقینی ہی بے یقینی تھی

نہیں۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔مجھے معاف کردو

ردا نے چہرہ آہستگی سے اوپر اٹھایا وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے

سب پر سب ہو رہا تھا خود بخود کتنی دیر یونہی خاموشی میں کٹ گئے

ایک شرط پر معاف کروں گا

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے سلسلہ کلام پھر سے جوڑا دوسری

طرف جیسے کسی پتلی میں جان ائی ہو

کیا۔۔۔؟

اٹکی سانس کے ساتھ سوال کیا ایسے جیسے کسی کی زندگی موت کا فیصلہ

ہونے جا رہا ہو۔

خلع لو اور چھوڑ دو مجھے سب کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ تمہیں میرے

ساتھ نہیں رہنا

موحد کا لہجہ پرسکون تھا یہی وقت تھا اس سے جان چھڑوانے کا

دیکھو۔۔۔ردا تمہیں مجھ سے جو کچھ محسوس ہو رہا ہے یہ صرف وقتی جزبہ ہے مجھے یہ احساس جرمنی میں ہی ہو گیا تھا،پر جسے تم آج محبت سمجھ رہی ہو وہ کچھ بھی نہیں ہے

موحد ہوا ہاتھ میں معلق کیے بول رہا تھا لہجہ بہت نرم تھا

نہیں میں جانتی ہوں یہ محبت ہے میں ہار چکی ہوں آج تمھارے سامنے ہار مانتی ہوں پلیز مجھے معاف کردو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے بے بسی سے کہا آواز رو دینے کو تھی مہتاب کی وجہ سے دل پہلے ہی بھرا ہوا تھا

پاگل مت بنو۔۔۔تم ایک انتہائی جزباتی لڑکی ہو پل میں کچھ محسوس کرتی ہو پل میں کچھ

موحد نے سختی سے جواب دیا اور ناگواری سے دیکھا

نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں میں تم سے محبت کرتی ہوں

ردا نے آگے بڑھ کر بے تابی سے اس کے بازو پر ہاتھ دھرا،وہ اس کا تھا کیسے چھوڑ دیے اس کو دل مچل اٹھا

پر میں تو نہیں کرتا نا۔۔۔۔

موحد نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے وہ لڑکھڑا گئی زندگی میں پہلی دفعہ کسی کے سامنے وہ یوں بے بس تھی

دیکھو تم یہاں بھی خود غرضی کر رہی ہو تمہیں ہو گیا مجھ سے پیار سو ۔۔۔واٹ مجھے تو نہیں ہے نا اور۔۔۔کبھی ہو گا بھی نہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے ناک بھینچے نفرت کا اظہار کیا

تم جیسے امیر صرف خود کے بارے میں سوچتے۔۔۔نفرت ہوئی تو چلو اسے برباد کر دیا۔۔ محبت ہوئی تو چلو اسے زبردستی حاصل کر لیا ارے بھئی دوسرے کی فیلنگز کا کوئی خیال ہی نہیں

موحد اب ہتک آمیز لہجے پر اتر آیا تھا در حقیقت یہ ائینہ ہی تو تھا اور وہ وہی کہہ رہا تھا جو کچھ وہ اس کے ساتھ کرتی ائی تھی

قصور تمھارا نہیں۔۔۔تم لوگ درحقیقت ہمیں انسان نہیں سمجھتے صرف ایک کھلونا سمجھتے ہو دل چاہا کھیل لیا دل چاہا توڑ دیا۔۔۔خرید لیا بیچ دیا

موحد ہاتھ ہوا میں چلاتا متواتر بول رہا تھا،نفرت کے سوا وہاں کچھ بھی تو نہیں تھا

لیکن ہم ہمیشہ سچے جذبے رکھتے ہیں روکھی سوکھی کھاتے ہیں خوش رہتے ہیں،نفرتوں میں ضد نہیں لگاتے محبتیں زبردستی نہیں کیا کرتے

انگلی تانے لفظ چبا چبا کر ادا کیے،ردا زمین میں گڑ رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمھارا اور میرا نا کل جوڑ تھا اور نا آج۔۔۔اور اگر تم سچ میں ہی مجھ سے محبت کرتی ہو تو ثابت کرو اس محبت کو

موحد نے وقفہ لیا

مجھے آزاد کرو

بارعب لہجہ تھا۔آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر چھت کی مٹی میں جزب ہوا تھا۔

موحد اپنے ایک بازو کو سینے پر باندھے اور دوسرے بازو کو کہنی کے بل موڑ کر اس کے ہاتھ سے پیشانی کو مسل رہا تھا۔کمرے میں کچھ فاصلے پر پریشان صورت لیے کھڑے ملک جہانزیب سامنے بیڈ کی طرف مضطرب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

کمرے میں تابندہ بیگم کی سسکیوں کی ہلکی سی آواز چند سکینڈز کے توقف کے بعد گونج رہی تھی۔ بے سدھ سوزش زدہ آنکھیں اور سفید پڑتے چہرے کے ساتھ ردا بیڈ پر لیٹی تھی اور ڈاکٹر اس کی بازو میں انجکشن گاڑے اس پر جھکا ہوا تھا۔

انجکشن میں موجود محلول آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا اور ردا کی رگوں میں داخل ہو رہا تھا۔انجکشن لگانے کے بعد ڈاکٹر نے سیدھے ہوتے ہوئے ملک جہانزیب کی طرف دیکھا جو بے چینی سے آگے بڑھے۔

بہت زیادہ سٹریس لے رہی ہیں کسی بات کا

ڈاکٹر نے انجکشن کے سامنے موجود سرنج کو تلف کیا اور ملک جہانزیب سے کہا۔موحد ایک دم سے نظریں جھکا گیا۔وہی جانتا تھا وہ کل رات

سے اب تک کس بات کا ذہنی دباؤ لے کر اس حالت کو پہنچی ہے۔

شائید وہ رات بھر روتی رہی تھی صبح اُٹھتے ہی وہ دونوں یہاں آ گئے تھے راستے میں بھی مکمل خاموشی رہی تھی ہاں البتہ ردا کی سوزش لی ہوئی آنکھیں اور زرد چہرہ اس سے مخفی نہیں تھا۔یہاں آ کر دوپہر تک وہ بری طرح نڈھال ہو چکی تھی اور اب ڈاکٹر اس کے یوں بخار میں تپنے اور اعصابی تناؤ کا شکار ہو جانے کا سبب ذہنی دباؤ بتا رہا تھا۔

جی ڈاکٹر اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتی ہے، وہ دو دن سے گھر سے لاپتہ ہے تو اسی وجہ سے پریشان ہے

ملک جہانزیب نے پریشان سے لہجے میں ردا کی اس حالت کا سبب مہتاب کی گمشدگی بتایا۔

اوہ۔۔۔اچھا،میں نے انجیکشن دیا ہے مکمل آرام کرنے دیں اور دیکھیں مزید روئیں مت یہ،ان کی حالت بتا رہی ہے وہ مسلسل کئی گھنٹے روتی رہی ہیں جس کے باعث اعصابی تناؤ پیدا ہوا اور یہ حالت ہوئی

ڈاکٹر نے اپنا باکس بند کرتے ہوئے ہدائیت دیں جس پر ملک جہانزیب سر ہلا گئے۔

جی بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر کے ساتھ ہی ملک جہانزیب کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔تابندہ بیگم اب ردا کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھیں اور موحد آہستگی سے چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا جہاں وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عجیب جزباتی لڑکی ہے،پہلے نفرت میں حدیں پار کر گئی اور اب یہ محبت جیسے فضول جزبے کو سچ مان کر یہ حالت کر لی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ردا ملک رات ہو جانے والی تمام باتوں کا رد عمل یہ ظاہر کرے گی اس نے تو یہ سوچا تھا کہ یا تو سب سن کر اسے مکمل طور پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لے گی یا پھر غصے میں کوئی اور انتہائی قدم اٹھائے گی پر یہاں اس کی یہ حالت اسے بری طرح الجھا گئی تھی،اس طرح کی جزباتی،ضدی لڑکیاں اپنی محبت میں نفرت سے بھی زیادہ شدت پسند

ہوتی ہیں۔موحد اپنے ایک بازو کو سینے پر باندھے اور دوسرے بازو کو کہنی کے بل موڑ کر اس کے ہاتھ سے پیشانی کو مسل رہا تھا۔کمرے میں کچھ فاصلے پر پریشان صورت لیے کھڑے ملک جہانزیب سامنے بیڈ کی طرف مضطرب نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

کمرے میں تابندہ بیگم کی سسکیوں کی ہلکی سی آواز چند سکینڈز کے توقف کے بعد گونج رہی تھی۔ بے سدھ سوزش زدہ آنکھیں اور سفید پڑتے چہرے کے ساتھ ردا بیڈ پر لیٹی تھی اور ڈاکٹر اس کی بازو میں انجکشن گاڑے اس پر جھکا ہوا تھا۔

انجکشن میں موجود محلول آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا اور ردا کی رگوں میں داخل ہو رہا تھا۔انجکشن لگانے کے بعد ڈاکٹر نے سیدھے ہوتے ہوئے ملک جہانزیب کی طرف دیکھا جو بے چینی سے آگے بڑھے۔

بہت زیادہ سٹریس لے رہی ہیں کسی بات کا

ڈاکٹر نے انجکشن کے سامنے موجود سرنج کو تلف کیا اور ملک جہانزیب سے کہا۔موحد ایک دم سے نظریں جھکا گیا۔وہی جانتا تھا وہ کل رات

سے اب تک کس بات کا ذہنی دباؤ لے کر اس حالت کو پہنچی ہے۔

شائید وہ رات بھر روتی رہی تھی صبح اُٹھتے ہی وہ دونوں یہاں آ گئے تھے راستے میں بھی مکمل خاموشی رہی تھی ہاں البتہ ردا کی سوزش لی ہوئی آنکھیں اور زرد چہرہ اس سے مخفی نہیں تھا۔یہاں آ کر دوپہر تک وہ بری طرح نڈھال ہو چکی تھی اور اب ڈاکٹر اس کے یوں بخار میں تپنے اور اعصابی تناؤ کا شکار ہو جانے کا سبب ذہنی دباؤ بتا رہا تھا۔

جی ڈاکٹر اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتی ہے، وہ دو دن سے گھر سے لاپتہ ہے تو اسی وجہ سے پریشان ہے

ملک جہانزیب نے پریشان سے لہجے میں ردا کی اس حالت کا سبب مہتاب کی گمشدگی بتایا۔

اوہ۔۔۔اچھا،میں نے انجیکشن دیا ہے مکمل آرام کرنے دیں اور دیکھیں مزید روئیں مت یہ،ان کی حالت بتا رہی ہے وہ مسلسل کئی گھنٹے روتی رہی ہیں جس کے باعث اعصابی تناؤ پیدا ہوا اور یہ حالت ہوئی

ڈاکٹر نے اپنا باکس بند کرتے ہوئے ہدائیت دیں جس پر ملک جہانزیب سر ہلا گئے۔

جی بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر کے ساتھ ہی ملک جہانزیب کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔تابندہ بیگم اب ردا کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھیں اور موحد آہستگی سے چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا جہاں وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عجیب جزباتی لڑکی ہے،پہلے نفرت میں حدیں پار کر گئی اور اب یہ محبت جیسے فضول جزبے کو سچ مان کر یہ حالت کر لی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ردا ملک رات ہو جانے والی تمام باتوں کا رد عمل یہ ظاہر کرے گی اس نے تو یہ سوچا تھا کہ یا تو سب سن کر اسے مکمل طور پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لے گی یا پھر غصے میں کوئی اور انتہائی قدم اٹھائے گی پر یہاں اس کی یہ حالت اسے بری طرح الجھا گئی تھی،اس طرح کی جزباتی،ضدی لڑکیاں اپنی محبت میں نفرت سے بھی زیادہ شدت پسند

ہوتی ہیں۔

ٹفن باکس کے ڈھکن کو ہاتھوں سے گھماتے ہوئے ایوا نے پھر سے سامنے کھڑے منصور کو گھور کر دیکھا۔وہ اس وقت کچن میں کھڑے تھے جہاں منصور اس سے ایک ٹفن میں کھانا پیک کروا رہا تھا۔اس کا چور سا انداز ایوا کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔

اب بتا بھی دے یہ کھانا کس کے لیے بنوایا ہے اور ایسے مشکوک سا کیوں لگ رہا ہے

ایوا نے آنکھیں سکیڑے پیشانی پر بل ڈال کر پوچھا،منصور جلدی سے رازدانہ قریب ہوا

آہستہ بات کر۔۔۔بتاتا ہوں سب پر ابھی کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے

منصور نے رازدانہ سرگوشی کی،ایوا اس کے اسطرح کی حرکات پر اور تشویش ناک ہوئی۔ایوا کی کھوجتی نگاہوں پر منصور نے گہری سانس لیتے

ہوئے اسی کی طرف دیکھا جیسے اب بات کو اپنے تک رکھنا اس کے لیے مشکل ہو گیا ہو۔

مہتاب صاحب کے لیے لے کر جا رہا ہوں یا کھانا انہوں نے منگوایا ہے

منصور نے کندھے گرائے سرگوشی میں کہا اور جانچتی سی نظر ارد گرد دوڑائی مبادہ کوئی ان کی گفتگو نا سن لے۔

!!!!کیا۔۔۔صاحب۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایوا کا منہ حیرت کے باعث کھلا تھا اور ہاتھ بے ساختہ منہ پر دھر لیا تھا آنکھیں پوری کھولے اب وہ حیرت سے منصور کی طرف دیکھ رہی تھی۔

منصور نے اس کے یوں حیرت سے چیخنے پر فوراً انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

ہاں صاحب،وہ اپنے فلیٹ پر ہیں

منصور نے جواب دیتے ہوئے پھر سے کچن کے دروازے کی طرف دیکھا

وہ آواز بھی حد درجہ کم رکھے ہوئے تھا۔

وہ۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ سب کیوں کر رہے ہیں صاحب،سب کتنے پریشان ہیں یہاں

ایوا نے حیرت سے بے ربط جملا ادا کیا پیشانی پر نا سمجھی کی لکیریں ابھر گئی تھیں۔

کوئی پریشان نہیں ہیں سب ناٹک ہے مجھے پتا ہے صاحب کی حالت کیا تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منصور نے سر جھکا کر نفی میں ہلاتے ہوئے دکھ سے اُس کی بات کو رد کیا

مجھے تمھاری کوئی بات پلے نہیں پڑ رہی صاف صاف بتا ہوا کیا ہے

ایوا نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے دانت پیس کر پوچھا،وہ دونوں ہی مہتاب ملک کے بہت پرانے ملازم تھے اور مہتاب ان کو گھر کے افراد کی طرح ہی سمجھتا تھا۔

یہ جو اپنی بی بی جی ہے ثانیہ بی بی صرف حلالہ کے لیے شادی کی صاحب سے،اپنے سابقہ شوہر سے ابھی بھی چھپ چھپ کر ملتی تھیں صاحب نے دیکھ لیا اس دن

منصور نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بتایا تو ایوا ایک دم سے ساکن ہوئی

میں صاحب کے ساتھ ہی تھا اس دن وہ بہت پریشان اور دل برداشتہ ہو گئے تھے،پہلے بی بی کی قبر پر گئے،پھر فلیٹ چلے گئے اور وہاں سے جب پتا چلا کے ثانیہ بی بی گھر آ گئی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میں گھر نہیں جانا چاہتا

منصور اب بول رہا تھا جب کے ایوا دم سادھے صرف سن رہی تھی۔

صاحب ثانیہ بی بی سے بہت پیار کرنے لگا ہے،اور اب میں جانتا ہوں ان کی کیا حالت تھی اس دن،پہلے ملکانی جی کی ناراضگی کا دکھ پھر نائیلہ بی بی کا انتقال اور اب ثانیہ بی بی کی وجہ سے وہ پھر سے جینے لگے تھے پر اب ٹوٹ گئے ہیں

منصور مہتاب کے دکھ اور کرب کو لفظوں میں بیان کر رہا تھا۔مہتاب اس دن فلیٹ سے گھر کی طرف ہی آ رہا تھا جب اسے منصور نے ثانیہ اور سرمد کی آمد کا بتایا۔وہ کچھ دیر اکیلے وقت گزارنے کے لیے فلیٹ میں چلا گیا تھا اور منصور کو گھر بھیج دیا تھا پر جب ثانیہ اور سرمد کی آمد کا پتہ چلا تو وہ وہیں رُک گیا اور منصور کو اپنے بارے میں کسی کو بھی بتانے سے منع کر دیا تھا ۔

مہتاب باہر کا کھانا زیادہ نہیں کھاتا تھا اور اب اسی لیے منصور اس کے لیے ایوا سے کھانا بنوا کر لے جا رہا تھا۔

منصور مجھے صاحب سے ملنا ہے

ایوا نے پرسوچ نگاہیں سامنے مرکوز کیئے کھوئے سے لہجے میں فرمائیش ظاہر کی ایسے جیسے ذہن کچھ بُن رہا ہو۔

ارے پاگل ہو گئی ہے کیا تو، وہ بہت پریشان ہیں ابھی،کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتے

منصور نے زور سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تردید کی

میرا ملنا بہت ضروری ہے میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں

ایوا جلدی سے اپنا دوپٹہ گلے میں درست کرتے ہوئے بولی تو منصور نے گھور کر لب بھینچے

مجھے تجھے بتانا ہی نہیں چاہیے تھا سب کچھ، صاحب بہت ناراض ہوں گے مجھ سے

منصور نے پریشانی سے کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کچھ نہیں جانتی میرا ملنا بہت ضروری ہے ان سے چلو میں ساتھ چلتی ہوں

ایوا نے بضد کہا اور پھر منصور کو اس کی بات ماننا ہی پڑی۔

ثانیہ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور آہستہ سے چلتی ہوئی تابندہ بیگم کے پاس ائی جو مناہل کے پاس بیٹھی تھیں اور وہ بیڈ پر سو رہی تھی۔

آنٹی۔۔۔ائیں کھانا کھائیں

ثانیہ نے قریب آ کر آہستگی سے ان کو پکارا،تابندہ بیگم نے اداس سا چہرہ اوپر اٹھایا۔ردا دوپہر سے نیم بے ہوشی میں نڈھال پڑی تھی مناہل وہ جب اٹھتی مہتاب کے لیے رونے لگتی تابندہ بیگم کا خود رو رو کر برا حال تھا ایسے میں ثانیہ کو ہی ہمت کرنی تھی۔

مجھے بھوک نہیں ہے ۔۔

تابندہ بیگم نے ایک نظر ثانیہ کو دیکھا اور آنسوؤں میں رندھی سے پریشان آواز میں انکار کیا

آنٹی آپ کو میڈیسن لینی ہوتی ہے کھانا مت چھوڑیں

ثانیہ نے محبت سے ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے اسرار کیا۔تابندہ بیگم اس سے نظریں چرا گئیں وہ ان سے کس قدر محبت سے پیش آ رہی تھی اور انہوں نے آج تک اسے بھی مہتاب کی بیوی کے طور پر قبول نہیں کیا تھا۔

بیٹا بھوک ہی نہیں مجھے

تابندہ بیگم نے نرم سے آواز میں پھر سے انکار کیا اور سر بیڈ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔مہتاب کا اچانک یوں پرسرار سے انداز میں غائیب ہو جانا پریشانی کا باعث تو تھا،ان کی ممتا خول توڑ کر تڑپ اٹھی تھی۔

ثانیہ یونہی کھڑی تابندہ بیگم کو دیکھ رہی تھی جب ان کے گال پر آنسوؤں کی بہتی لکریں دیکھ کر تڑپ کر قریب ہوئی۔ان کے بارعب اور بے اعتنائی برتتے رویے کی وجہ سے وہ ان سے جھجکتی رہتی تھی پر اس لمحے وہ سب بھول گئی تھی۔

آنٹی۔۔۔۔

ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہی ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا،تابندہ بیگم نے نم آنکھیں کھولیں اس کے پریشان حال چہرے کو دیکھا اور بے ساختہ ثانیہ کے گلے لگ گئیں۔

میرا بچہ کہاں ہو گا کس حال میں ہو گا اور اب ردا بھی بیمار ہے دوپہر سے

تابندہ بیگم اب باقاعدہ رو پڑی تھیں کچھ دیر یوں ہی گلے لگے رہنے کے بعد ثانیہ نے پیچھے ہو کر جلدی سے اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کیے

آنٹی۔۔۔کچھ نہیں ہو گا مہتاب کو ان شا اللہ وہ گھر آ جائیں گے

ثانیہ نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے ان کو حوصلہ دیا۔جو اب جامد سی سامنے دیکھ رہی تھیں

میں اس سے پانچ سال سے ناراض ہوں،میرے بچے نے مجھ سے بہت دفعہ معافی مانگی میں نے معاف نہیں کیا،انا میں رہی سنگدل بنی رہی

وہ روتے ہوئے متواتر بول رہی تھیں۔

وہ بہت چھوٹا تھا جب میں اسے لے کر ائی تھی میرا اللہ جانتا ہے میں نے اس سے بہت محبت کی،اور جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا یہ محبت اور

بڑھتی گئی اور اس کی ایک وجہ اسکی فرمابرداری تھی میرا بیٹا میری مرضی میرا کہا کبھی نہیں ٹالتا تھا اور یہ بات میرے لیے فخر کا باعث تھی وہ میرے منہ سے نکلی ہر بات پر سر تسلیم خم کرتا تھا

ثانیہ اب روہانسی صورت بنائے ان کو سن رہی تھی جو روتے ہوئے اسے سب کچھ بتا رہی تھیں۔

پھر اس کی زندگی میں نائیلہ ائی،وہ نائیلہ سے بے حد محبت کرتا تھا پر میں اپنی بھانجی مشعل کو اپنی بہو بنا کر لانا چاہتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تابندہ بیگم نے ندامت سے سر جھکا لیا

اس نے زندگی میں پہلی دفعہ میرے فیصلے کو نا ماننے کے لیے سر اٹھایا اور میرا سارا فخر،غرور پاش پاش ہو گیا،ملک صاحب اور ردا نے اس کا ساتھ دیا اور شادی ہو گئی پر میں اپنے غصے کے خول سے باہر نا ائی اور اس کی لاکھ معافی مانگنے پر بھی اسے معاف نہیں کیا

تابندہ بیگم آج اسے یہ سب پچھتاوے کے انداز میں بتا رہی تھیں۔ثانیہ کا

دل ان کی حالت پر پسیج گیا وہ بظاہر کس قدر مضبوط اور غصے والی لگتی تھیں پر آج یوں مہتاب کے لیے ان کی محبت دیکھ کر ثانیہ کے بھی آنسو نکل ائے۔

آنٹی وہ آپ سے اب بھی بے انتہا محبت کرتے ہیں

ثانیہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

مجھے یقین ہے اس بات کا بس وہ اب آ جائے اور میں اسے سینے سے لگا لوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تابندہ بیگم نے رندھی سی آواز میں کہا اور ثانیہ نے انہیں خود سے لگا کر بھینچ ڈالا۔

کسی قدر اذیت ناک ہوتا ہے وہ پل جب کوئی آپ کو کھائی میں گرنے سے بچانے کے بعد اُسی کھائی میں خود دھکا دیے دے۔کچھ ایسا ہی کیا تھا ثانیہ نے اس کے ساتھ۔معصوم چہرے کے پیچھے چھپا اس کا دھوکے باز چہرہ مہتاب کو چور چور کر گیا تھا ۔

ثانیہ سے سچی محبت اور لگن سے وہ رشتہ نبھا رہا تھا اور اس کے ارادے نے ہلا کر رکھ دیا۔اب سب کھل گیا تھا اور یقیناً وہ اس سے طلاق کا کھلے عام مطالبہ کر دے گی اور مہتاب کسی صورت اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا،یہی وجہ تھی وہ یہ روح پرور لمحہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

اور اب بھی وہ شکستہ حال صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا خود کو اور اپنی قسمت کو کوس رہا تھا یقیناً یہ تابندہ بیگم کی ناراضگی کے باعث خدا اس سے ناراض ہو گیا تھا،اس نے اپنی ماں کی نافرمانی کی تھی یہ سب شائید اسی کی پاداش تھی۔

صاحب۔۔۔

ایوا کے آواز پر مہتاب نے چونک کر سر اوپر اٹھایا تو وہ منصور کے ساتھ سامنے کھڑی تھی۔مہتاب نے سوالیہ نگاہوں سے منصور کی طرف دیکھا تو وہ نظریں جھکا گیا۔

صاحب بہت ضد کر رہی تھی مجھے بتانا پڑا آپکا

منصور نے جھکے سر کے ساتھ شرمندگی بھرے لہجے میں جواب دیا

مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے،میری بات سن لیں

ایوا عجلت میں کہتی آگے بڑھی مہتاب نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا

صاحب آپ ثانیہ بی بی کے لیے کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں

ایوا نے تیزی سے جملہ ادا کیا اور مہتاب نے تکلیف کے باعث لب بھینچ لیے،وہ کیسے بتا دے کہ وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہے

۔

اس دن جب گھر میں ان کے کزن کے آنے کی آپ نے اطلاع دی تھی اور کہا تھا ان کے لیے چائے پانی کا انتظام کرو

ایوا نے انگلی کھڑی کرتے ہوئے،مہتاب کو اس دن رضا کی آمد کی یاد دہانی کروائی اور وہ اس لمحے کو اس دو دن میں کتنی دفعہ اپنے ذہن کے

مطابق تخیل میں چلا چکا تھا اور ہر دفعہ اس کے اختتام پر وہ رضا کا گلا دبوچنا تصور کرتا تھا۔

اس دن جب میں چائے کی ٹرالی کے ساتھ ڈرائینگ روم میں جانے لگی تو میں اندر سے آتی ثانیہ بی بی اور ان کے سابقہ شوہر کی آوازوں کو سن کر رک گئی

ایوا نے اس دن رضا اور ثانیہ کی ساری گفتگو سن لی تھی اور اب مہتاب کو وہ تمام گفتگو گوش گزار کی تھی کہ کیسے ثانیہ اسے دھکے مار کر نکالنے کا کہہ رہی تھی اور وہ کس طرح ثانیہ کو بلیک میل کر رہا تھا وہ سب بتا رہی تھی جس پر مہتاب ششدر بیٹھا تھا۔

صاحب اس شخص نے ضرور بی بی کو بلیک میل کر کے بلوایا ہو گا،آپ بی بی سے بات کریں،اس دن تو میں چپ رہی کہ شائید ثانیہ بی بی نے اسے بےعزت کر کے گھر سے نکال دیا ہے معاملہ ختم ہو گیا ہوا گا،لیکن آج جب منصور نے مجھے بتایا تو میں خود کو روک نا سکی

ایوا اب التجائی لہجے میں ثانیہ کی طرفداری کر رہی تھی اور مہتاب اب

سوچ میں ڈوبا کڑی سے کڑی ملا رہا تھا۔

صاحب ثانیہ بی بی بلکل ایسی نہیں ہیں وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہیں سچی محبت مجھے یقین ہے ان پر

ایوا نے پھر التجائی لہجہ اپنایا مہتاب نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جس کا چہرہ سچائی کی عکاسی کر رہا تھا۔

گھر آ جائیں گھر والے بہت پریشان ہیں، ثانیہ بی بی بہت رو رہی ہیں

ایوا نے اب درخواست کی تو مہتاب نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر چھت کی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگر یہ سب سچ ہے تو اس کا مطلب ثانیہ کو نا تو مجھ پر یقین ہے اور نا ابھی محبت ہوئی ہے۔وہ صرف میری محبت کا احترام کرتی ہے۔اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو وہ کبھی یوں مجھ سے یہ سب چھپا کر اکیلی پریشان نا ہوتی رہتی۔ مہتاب فوراً صوفے پر سے اٹھا تھا ایک طرف پڑا کوٹ اٹھایا۔

چلو گھر چلیں

مدھم سی آواز میں کہتا وہ ان دونوں کے پاس سے گزرتا آگے بڑھ گیا

مہتاب ہاؤس کے گول لاؤنج میں مسوائے ردا کے سب ایک دائیرے میں کھڑے سامنے کے منظر کو دیکھ رہے تھے۔ردا کی طبیعت ابھی بھی نہیں سنبھلی تھی اور دوا کے زیر اثر سو رہی تھی۔

تابندہ بیگم مہتاب کے گلے لگیں زارو قطار رو رہی تھیں اور وہ بھی نم آنکھیں لیے ان کے گلے لگا ہوا تھا۔وہ کبھی مہتاب کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھیں تو کبھی گال پر ہاتھ پھیر رہی تھیں ایک دن میں دل نے پتا نہیں کتنے وسوسے پال لیے تھے اور اب مہتاب کو یوں سامنے دیکھ کر سب کا خوشی کا ٹھکانا نہیں رہا تھا۔

بس ایک ملک جہانزیب تھے جو غصے سے پیشانی پر بل ڈالے کھڑے تھے۔جن کو سرمد سارا قصہ بیان کر چکا تھا کہ مہتاب کے یوں جانے کی اصلی وجہ غلط فہمی اور ثانیہ کی بیوقوفی تھی۔وہ مہتاب کو بھی رضا کے

بارے میں سب بتا چکا تھا۔

مہتاب یہ کیسا بی ہیو تھا تم اتنے غیر زمہ دار کبھی نہیں تھے پہلے

ملک جہانزیب کی آواز پر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے جو کرخت آواز میں اب مہتاب پر برس پڑے تھے۔ثانیہ بے حال کھڑی بے چینی سے متواتر مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی جس کے بکھرے بال اور پژمردہ سا چہرہ اس کے دو دن کے کرب کا سارا حال بیان کر رہا تھا۔

مہتاب اس سے مکمل بے اعتنائی برتے ہوئے تھا جو وہ اچھے سے محسوس کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میاں بیوی میں سو جھگڑے اور مس انڈرسٹینڈنگ ہو جایا کرتی ہیں ان کو مل کر بات کر کے سلجھایا جا سکتا ہے،تم سب کی جان سولی پر لٹکائے غائیب ہو گئے تمہیں ذرا احساس نا ہوا کہ ہم سب کس پریشانی سے گزرے ہیں

ملک جہانزیب سرخ چہرہ لیے اس پر برس رہے تھے،مہتاب کا سر جھک

گیا،وہ بلکل ٹھیک کہہ رہے تھے۔اس نے بہت بچکانہ حرکت کی تھی پر کیا کرتا۔ثانیہ کو کھو دینے کا ڈر یہ سب کروا رہا تھا

بابا میں شرمندہ ہوں پر اس وقت میرا ذہن بلکل کام نہیں کر رہا تھا گھٹی سی آواز میں اپنا موقف پیش کیا۔ثانیہ کی آنکھوں میں پانی تیر کر گیا مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے آج اپنی تربیت پر

ملک جہانزیب نے تاسف بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا تو مہتاب مزید شرمندہ ہوا۔سب لوگ بلکل خاموش کھڑے تھے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بابا میں بہت شرمندہ ہوں

مہتاب نے نظریں چراتے ہوئے کہا ملک جہانزیب نے گہری سانس لے کر کندھے گرائے اور آگے بڑھ کر مہتاب کو گلے لگا لیا۔تابندہ بیگم کا یوں پانچ سال بعد مہتاب کو گلے لگا لینا ان کے لیے بہت معنی رکھتا تھا

۔

آرام کرو۔۔۔مناہل کو اور ثانیہ کو دیکھو بہت پریشان ہیں دونوں

تھوڑی دیر یونہی اسے گلے لگائے رکھنے کے بعد تھپکتے ہوئے کہا۔جس پر وہ آہستگی سے سر ہلا گیا ۔

اس سارے معاملے میں رات کے دو بج چکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں کا رخ کرنے لگے۔تو مہتاب وہیں انتظار کرتی ثانیہ کو چھوڑ کر تیزی سے اوپر چڑھ گیا۔مہتاب کے اس رویے نے اس کے دل کو لرزنے پر مجبور کر دیا۔

ثانیہ ڈرتے ڈرتے اوپر آ کر کمرے میں داخل ہوئی تو مہتاب واش روم سے کپڑے تبدیل کیے باہر نکل رہا تھا۔چہرہ بے تحاشہ سختی لیے ہوا تھا ۔وہ ثانیہ کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا پھر شرٹ کی آستین کو اوپر چڑھاتے ہوئے پاس سے گزرا تو ثانیہ فوراً پلٹی۔

مہتاب کدھر جا رہے ہیں ؟

پگھلا سا نم لہجہ تھا،وہ کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گیا پر پلٹا نہیں ثانیہ تیزی سے آگے بڑھی اور مہتاب کے سامنے آ گئی۔

مناہل کے پاس ادھر ہی سونا ہے مجھے

سختی سے لب بھینچے جواب دیا پیشانی پر بل تھے اور نگاہیں سامنے دروازے پر مرکوز تھیں۔

مہتاب میری بات سن لیں ایک دفعہ پلیز ۔۔۔

ثانیہ بے چین ہو کر آگے بڑھی پر مہتاب کے فوراً درمیان میں حائیل ہوتے ہاتھ کو دیکھ کر رک گئ

ثانیہ۔۔۔میں تم سے ناراض نہیں ہوں،مجھے صرف دکھ ہے کہ تم مجھے سمجھ نہیں سکی میری محبت کو اتنا کمزور سمجھا کہ میں تمھارے سابقہ شوہر کے تم سے رابطہ کرنے پر تمہیں غلط سمجھوں گا

الفاظ تھے کے مہتاب کے اندر کا کرب ثانیہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔رو رو کر برا حال تھا پر مہتاب تو اس پر ایک نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہیں کر رہا تھا۔

مہتاب مجھے معاف کر دیں مجھے سب بتانا چاہیے تھا پر مجھے ابھی آپ کو

سمجھنے۔۔۔۔

وہ ابھی بات مکمل نا کر پائی تھی کہ مہتاب نے اس کی بات کو کاٹ دیا

ہاں تو سمجھنے کے لیے ہی مزید وقت دے رہا ہوں شائید میں نے بہت جلد بازی کی اس رشتے کو آگے بڑھانے میں تم اس کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھی میری محبت کو محض ایک ٹیپکل شوہر کی خواہشات سمجھ کر چپ ہو گئی

مہتاب نے ناک بھینچے کہا جب کے وہ لگاتار روہانسی صورت بنائے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

نہیں مہتاب مجھے آپ کی محبت پر یقین ہے

التجائی لہجہ تھا

لیکن تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو تم کبھی بھی مجھ سے اتنی بڑی بات نا چھپاتی

مہتاب نے غصے سے گھورتے ہوئے اس بات کو رد کیا۔

مہتاب۔۔ایسی بات۔۔۔

ثانیہ نے آگے بڑھ کر بازو تھاما تھا جسے فوراً اپنے ہاتھ سے پکڑ کر مہتاب نے ہٹاتے ہوئے پھر سے اس کی بات کاٹ دی۔

ریسٹ کرو،وقت لو جس دن مجھ پر اور میری محبت پر یقین ہو جائے اور تمہیں بھی مجھ سے محبت ہو جائے میں آ جاؤں گا اس کمرے میں

سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا اور آگے بڑھ گیا کمرے کا دروازہ اس زور سے بند ہوا کہ وہ بدک کر زور سے آنکھیں بند کر گئی اور اب رونے کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وٹس ایپ پیغامات گروپ تھا جس میں موحد،ثانیہ،مہتاب،ملک جہانگیر،تابندہ بیگم مشتمل تھے۔پر پیغامات صرف ردا کے تھے جو کتنی ہی آنکھیں ایک ساتھ پڑھ رہی تھیں۔

سب کی موبائل سکرین کھلیں تھی اور اس چمکتی سکرین پر پیغامات کی شکل میں ایک پورا پیراگراف تھا جو ایک ہی دفعہ لکھ کر بھیج دیا گیا تھا۔

یہ پیغامات ردا کے نمبر سے تھے جو اس وٹس اپ گروپ میں سب کو نظر آ رہے تھے اور سب پڑھ رہے تھے۔

انہیں ملتان سے واپس لاہور ائے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔اس دوران ردا بلکل خاموش تھی، نا آفس آتی تھی اور نا گھر میں کسی سے بات چیت کرتی تھی،موحد یہی سوچ رہا تھا وہ خود کو وقت دے رہی ہے اور پھر ایک ہی دفعہ پھٹے گی،اور وہ اس کے ہر وحشی ردعمل کے لیے خود کو اور عرفہ کو ذہنی طور پر تیار کر چکا تھا،مگر آج اس کے پیغامات نے سب سمجھا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلو !!!

حیران مت ہوں آپ لوگ،مجھے سب کو کچھ بتانا تھا اس لیے یہ طریقہ اختیار کیا،کچھ سچ بتانا ہے ایسا سچ جو اب تک میں چھپاتی رہی سب سے اور غلط پر غلط کرتی رہی،لیکن اب وہ وقت آ گیا کہ سب کو سچ جان لینا چاہیے۔

میرے اور موحد کے رشتے اور نکاح کے پیچھے ہم دونوں کی محبت ہر گز

نہیں تھی، نا تو موحد مجھ سے محبت کرتا تھا اور نا میں اس سے،یہ نکاح صرف میری ضد اور طاقت کا نتیجہ تھا۔موحد میرے خلاف اپنے دوست کے ساتھ باتیں کر رہا تھا جو میں نے سن لیں اس نے معافی بھی مانگی پر میں نے اسے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اغوا کروایا اور پھر گن پوائینٹ پر اس سے شادی کی۔

اس کی کمزوری کا نا جائیز فائیدہ اٹھاتے ہوئے ثانیہ کی بھا سے شادی کروا دی تاکہ یہ مجبور ہو جائے اور جو میں چاہوں کرتا جائے،پر میں ہر جگہ غلط تھی۔۔۔زندگی کھیل نہیں ہوتی،رشتے ناطے ضد بازی جھوٹ اور شرطوں پر نہیں بنائے جاتے۔موحد صرف مجبوری کی خاطر یہ چند مہینے میرے ساتھ رشتہ نبھاتا رہا ہے۔

میں آج آپ سب سے معافی مانگتی ہوں میں نے اپنی انا اور ضد میں آپ سب کو دُکھ پہنچایا اور آج کچھ بھی حاصل نہیں ہوا خالی ہاتھ اور شکست خوردہ ہوں۔

سب سے زیادہ موحد کو تنگ کیا ذہنی اذیت میں رکھا شائید اسی کی سزا

اب اللہ تعالی مجھے دے رہا ہے،میں بہت اذیت میں ہوں اور خود کو بھی معاف نہیں کر پا رہی ہوں۔

بابا اور بھا مجھے پتا ہے اس وقت آپ کو بہت دُکھ پہنچا ہو گا یہ سب جان کر کیونکہ آپ لوگوں نے میری ایسی تربیت بلکل نہیں کی تھی،میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا،بس غصے اور ضد میں سب ہوتا چلا گیا اور میں طاقت کے نشے میں چور موحد کو نیچا دکھانے کے لیے کرتی چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Videos

ثانیہ بھا بھی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو صرف ایک مہرے کے طور پر استعمال کیا پر یقین جانیں میں نے دل سے آپ کو بھا کے لیے پسند کیا تھا کیونکہ ملتان میں گزارے ان دو دنوں نے مجھے آپ کی مناہل کے لیے محبت اور خلوص نے بہت متاثر کیا تھا۔

موحد تمھاری اکڑ اور غرور کو ختم کرنے کے لیے میں نے تم سے ضد باندھ لی تھی۔تم نے کہا تم سے کوئی لڑکا کبھی دل سے شادی نہیں کرے گا،اور میں نے ضد باندھ لی اب تم سے ہی شادی کروں گی پر

تمھاری دل سے والی بات کو یکسر نظر انداز کر بیٹھی تھی۔

تم نے بلکل سچ کہا تھا مجھ سے کوئی کبھی دل سے شادی نہیں کر سکتا تھا ۔تم نے بھی نہیں کی،مجھے اپنی غلط سوچ کا اب باخوبی اندازہ ہو گیا ہے۔ میں ہار گئی ہوں اور آج اسی لیے اپنی ہر غلطی کوتاہی کا اطراف کرتی ہوں۔

تمہیں مجھ سے آزادی چاہیے،تو تم آج سے آزاد ہو میری طرف سے عرفہ سے شادی کر لینا اور خوش رہنا،تمہیں مجھ سے آزادی کے لیے مجھ سے خلع لینے یا طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے،کیونکہ میں خود ہی سب چھوڑ کر بہت دور جا رہی ہوں۔۔۔

کے بزنس کو خود سنبھالوں گی۔میں نے Rida ہاں بابا میں جرمنی میں اس ایک ہفتے میں خاموشی سے سب پلین کر لیا تھا اور وہاں بھی سب کچھ سیٹ ہو چکا ہے سٹیون نے سب سنبھال لیا تھا،اسے کچھ مت کہیے گا میں نے ہی اسے سب کچھ مخفی رکھنے کے لیے کہا تھا اور اب پانچ منٹ کے اندر میری فلائیٹ ٹیک آف کر رہی ہے آپ میں سے کسی

کا بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی مجھ میں، اور بابا اس وقت میں جس حالت میں ہوں آپ کو بیس سال بعد اسی حالت میں دیکھ کر بہت زیادہ تکلیف ہوتی،آپکی اتنی محنت مٹی ملتی نظر آتی آپکو یہ سب آپ کو نہیں دکھانا چاہتی تھی اس لیے بھاگ رہی ہوں یہی سمجھ لیجیے گا ۔

موحد مجھ سے پہلے ہی کوئی لڑکا شادی نہیں کرسکتا تھا اور اگر طلاق ہو جاتی تو اس کے بعد تو بلکل ہی نہیں کرے گا اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے اتنے گناہ تو کر ہی چکی ہوں اب طلاق لے کر اللہ کو اور ناراض نا ہی کروں تو اچھا ہے،میں ساری زندگی تمھارے نام پر گزار دوں گی۔

بابا میں آؤں گی جب میری ندامت کم ہو جائے گی،جب ہمت آ جائے گی اور ویسی ہی ردا بن جاؤں گی جیسی آپ چاہتے تھے،تب آؤں گی لیکن وہ تب کب ہو گی ابھی نہیں جانتی میں۔

اور سب سے آخر میں مما۔۔۔آپ ہمیشہ جو بھی سمجھاتی تھیں وہ سب درست تھا آپکی ردا واقعی بیوقوف ہے آپ ہمیشہ کہتی تھیں بہت پچھتاؤ گی ایک دن اپنی ضد کی عادت سے۔۔ مما میں آج بہت پچھتا رہی

ہوں،بہت زیادہ۔۔۔آپ پلیز بھائی کو یہاں لاہور لے ائیں پلیز۔۔۔اور آپ بلکل بھی نہیں روئیں گی۔

بھا اور بابا میرے پیچھے پلیز آپ دونوں میں سے کوئی نا ائے،میں اکیلے رہنا چاہتی ہوں۔

اللہ حافظ

ملک جہانزیب ہکا بکا لان میں لگی کرسی پر بیٹھے تھے،سامنے رکھا چائے کا کپ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہتاب نے آفس کی چیئر کے ساتھ سر ٹکا لیا تھا،آنکھوں میں بے یقینی تھی جن میں سامنے میز پر رکھے گلوب کا عکس تھا۔

ثانیہ کچن کی شیلف کو تھام کر رہ گئی،کڑاہی میں پیاز سرخ سے سیاہ ہونے لگے تھے۔

تابندہ بیگم کا ہاتھ آہستگی سے اٹھ کر دل پر چلا گیا تھا اور آنکھوں کی پتلیوں پر پانی کی ایک تہہ چمکنے لگی تھی۔

اور سب سے آخر میں وہ تھا جو اس وقت آفس میں بیٹھا تھا،حیرت کے سمندر میں غوطہ زن،دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ہونٹوں پر رکھے ماتھے پر بل ڈالے بار بار سکرین پر نگاہیں دوڑاتا ہوا۔وہ یہ تمام پیغامات کوئی بیس بار پڑھ چکا تھا اور حیرت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

وہ یوں شکست مان کر جائے گی یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔وہ خود دار تھی یہ تو جانتا تھا پر اس کا یوں اس سے الگ ہوئے بنا اسے آزاد کر جانا اس کی سچی محبت کا واضح ثبوت تھا۔

موحد بوجھل سے قدم اٹھاتا ملک جہانزیب کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔وہ جیسے ہی آفس سے واپس آیا تھا اپنی پیکنگ میں مصروف ہو گیا تھا ظاہری بات تھی اب یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

ثانیہ بار بار کال کر رہی تھی جسے وہ منقطع کر رہا تھا،وہ اب ثانیہ کی وجہ سے مزید یہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔یا معافی تلافی کر کے زبردستی ردا کے ساتھ رشتہ نہیں نبھانا چاہتا تھا۔بہت اچھے سے یہ کھیل اختتام کو

پہنچ گیا تھا اور یہ بات اسے پرسکون کیے ہوئے تھی۔

پیکنگ مکمل کرنے کے بعد اس نے ملازم کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے ملک جہانزیب سے ملنا چاہتا ہے۔بے شک اس وقت وہ حد درجہ خود غرضی دکھا رہا تھا پر اتنا بے مروت ہر گز نہیں تھا کہ یوں ان سے ملے بنا اور اجازت لیے بنا چل پڑتا۔

چند منٹ کے وقفے کے بعد ملازم نے واپس آ کر اطلاع دی کہ وہ اس وقت سٹڈی روم میں ہیں اور آپکو وہیں بلا رہے ہیں۔موحد نے بیگ ایک طرف رکھا اور قدم سٹڈی روم کی طرف بڑھا دیے

موحد نے جیسے ہی گھر میں بنے اس چھوٹے سے لائیبریری نما کمرے کا دروازہ کھولا،سامنے آنکھیں موندے صوفے پر بیٹھے ملک جہانزیب نے آہستگی سے پلکیں اٹھائیں

آؤ بیٹا۔۔۔۔

سیدھے ہوتے ہوئے سامنے میز پر پڑے چشمے کو اٹھایا اور آنکھوں پر لگا

لیا۔ لہجہ پژمردہ تھا، چہرہ زرد تھا اور آنکھیں کملاہٹ کا شکار تھیں۔ موحد پاس آیا تو انہوں نے سامنے لگے کاؤچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا موحد خاموشی سے سر جھکائے بیٹھ گیا۔

عجیب وحشت زدہ سی خاموشی تھی۔۔۔ملک جہانزیب مرجھائے سے چہرے کے ساتھ بلکل خاموش بیٹھے تھے۔موحد اپنے جانے کا بتانے کے لیے ذہن میں الفاظ ترتیب دے رہا تھا لیکن ان کی حالت دیکھ کر سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بات کہاں سے شروع کرے،پورے دس منٹ یونہی گزر گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے آہستگی سے پہلو بدلہ ملک جہانزیب نے گہری سانس لی اور پھر خاموشی کے سکوت کو توڑنے میں پہل کر دی۔

سمجھ نہیں آ رہا کیسے نظریں ملاؤں تم سے اور کیسے بات شروع کروں

لرزتی سی نادم آواز نے کمرے کی گہری خاموشی کو توڑا،موحد نے جھکے سر کو ہنوز جھکائے رکھا ان کی یہ شرمندگی دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اور خود اس کے پاس کچھ بھی بولنے کو نہیں تھا سوائے اس کے کہ وہ جا

رہا ہے یہاں سے۔

ردا نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا سراسر غلط تھا،زیاتی تھی۔۔۔۔مجھے اگر اس کی ان سب حرکتوں کی ذرا بھی بھنک پڑتی تو نوبت یہاں تک ہر گز نہیں پہنچ پاتی

آواز کی لغزش میں تھوڑی سی کمی ائی تھی موحد نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا سر ہنوز نیچے جھکا تھا۔اس سب میں ان کا قصور بھی کیا تھا۔

میں نے اس کی ایسی تربیت ہر گز نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خاموشی کا دورانیہ اب کی بار تین منٹ رہا تھا۔

ردا میری شادی کے چودہ سال بعد میری زندگی میں ائی تو یوں سمجھو میری خوشی کی کوئی انتہا نا رہی

ملک جہانزیب کھوئے سے لہجے میں بول رہے تھے،موحد نے سر نہیں اٹھایا،وہ ان کو بولنے دینا چاہتا تھا تاکہ اس وقت تک اس کی ہمت جمع ہو سکے۔

میں نے اپنے دو بچوں کی ہر خواہش کی احترام کیا لیکن کبھی ان کو غلط راہ پر چلنے کی ترغیب نہیں دی تھی کیونکہ یہ میرے خون میں شامل ہی نہیں تھا

ملک جہانزیب کی ہر بات پر اسے سو فیصد یقین تھا وہ بلکل درست کہہ رہے تھے۔کیونکہ ان کی سلجھی ہوئی شائستہ شخصیت اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھی وہ تو خود حیران ہوتا تھا کہ ان جیسے مزہب اور سلجھے ہوئے انسان کی بیٹی اتنی بد دماغ کیسے ہو سکتی ہے۔

ردا کی ضد اور ہٹ دھرمی کے پیچھے ایک کہانی مخفی ہے۔۔میں جانتا ہوں تمہیں اس کو جاننے میں ہر گز دلچسپی نہیں ہو گی،پر میں آج وہ سب تمہیں بتانا چاہتا ہوں میں نہیں چاہتا تم ساری زندگی میری بیٹی کو غلط ہی سمجھتے رہو ۔۔

موحد کے پہلو بدلنے پر ملک جہانزیب کو باخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جلدازجلد بس یہاں سے جانا چاہتا ہے،اس کی عدم دلچسپی سے بے نیازی برتتے وہ اپنا سلسلہ کلام پھر سے جوڑ چکے تھے۔

ردا بچپن سے ہی صحت مند بچوں میں شمار ہوتی تھی اگرچہ تابندہ بیگم بھی اپنے بچپن میں ایسی ہی تھیں،لیکن ردا کے زیادہ صحت مند ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ردا کھانے کی بے انتہا شوقین تھی اور ہے اور اس کا صحت مند ہونا ہمیں خوشی دیتا تھا۔اور اس دن سے پہلے تک ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہماری بیٹی کا صحت مند ہونا اس کو عیب لگنے لگے گا

ملک جہانزیب نے رک کر دکھ سے سانس خارج کیا، موحد نے سر جھکائے لب بھینچے اسے اس وقت تک بھی ردا کی اس سائیکی جان لینے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

یہ دوسری جماعت میں تھی،اس کے سکول میں ایک فنکشن تھا جس میں اس نے بڑی خوشی سے پرفارم کرنے کے لیے شمولیت اختیار کی

ایسا لگ رہا تھا جیسے ملک جہانزیب ماضی میں چلے گئے تھے۔موحد نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اسی انداز میں جھکا لیا

یہ بہت خوش تھی روز جب سکول سے واپس آتی۔۔۔وہ سارا ایکٹ اور

وہ رقص مجھے پرفارم کر کے دکھاتی،سارا۔۔۔سارا دن میرا اور تابندہ کا سر کھا جاتی، ضد کر کے پرفارمنس کا کوسٹیوم سب سے پہلے خرید لائی،لیکن کلاس میں فائینل بچوں کو سلیکٹ کرتے ہوئے اُسے ایک ٹیچر نے اس رقص کے ایکٹ سے باہر نکال دیا اور ایک پلے میں معمولی سا رول دے دیا

ملک جہانزیب کے لبوں پر پھیکی سی مسکان ابھری۔موحد نے سر نہیں اٹھایا

بظاہر تو انہوں نے اپنی طرف سے اس پر یوں نکالے جانے کی کچھ اور بات ظاہر کی لیکن ردا نے غلطی سے اپنی اس ٹیچر کی باتیں سن لیں کہ یہ باقی سب بچیوں میں ایکسٹرا ہیلدی تھی اس لیے وہ سب میں اچھی نہیں لگ رہی تھی

ملک جہانزیب نے زبردستی کی مسکان کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔موحد نے سر اوپر اٹھایا

یہ گھر آ کر بہت اپ سیٹ رہی،اور پھر اسطرح کی بہت سی باتیں اسے

ذہنی طور پر پسماندہ کرنے لگیں

اب ان کی آواز میں دکھ اور کرب شامل تھا۔

ہاں یہ بہت تلخ حقیقت ہے کہ ہم جیسے بڑے اور سمجھدار بھی بعض اوقات ظاہری حسن کے غلام بن کر چھوٹے معصوم ذہنیت کے بچوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ مکمل انسان نہیں ہیں اور ظاہری وضع قطع ہی سب کچھ ہے دنیا میں جینے کے لیے خوش رہنے کے لیے،یہ بہت موٹا ہے،یہ بہت کمزور ہے،یہ کالا ہے،یہ معزور ہے،اس کو چشمہ لگا ہے،اس کا چہرہ بدھا ہے،یہ کند ذہن ہے

وہ اب ایک سانس میں متواتر بول رہے تھے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

اتنے چھوٹے بچوں کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں ہوتا وہ تو گھر کے نوکروں کے ساتھ بھی کھیلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ان کے ذہنوں میں یہ سب خناس بھرنے والے ہم عقل و شعور رکھنے والے بڑے ہوتے ہیں امیر غریب،گورا کالا،خوبصورت بد صورت،کمزور موٹا،یہ سب پہچان ہم کرواتے ہیں ان کے کچے ذہنوں کو،یہ جانے بنا کہ اتنا چھوٹا سا بچہ ذہن

پر اس بات کا کیا اثر لے گا اور اس سب سے اس کا مستقبل کس حد تک متاثر ہو گا۔

اور ردا کے ساتھ بھی یہی سب ہوا تھا،اس دن سے پہلے وہ اپنے موٹاپے کو کوئی خامی یا اس کی کسی چیز میں جیت کی رکاوٹ نہیں سمجھتی تھی پر اس دن کے بعد اسے لگنے لگا تھا کہ اس کا موٹا ہونا اسے عام انسانوں میں شمار نہیں کرتا،وہ اتنی چھوٹی تھی کہ کھانا پینا چھوڑنا یا ڈائیٹ کرنا تو اس کے بس میں نہیں تھا بس وہ چپ رہنے لگی گم صم رہنے لگی جھجکنے لگی،خود کو ائینے میں جانچنے لگی خود کا دوسروں سے موازنہ کر کے کڑھنے لگی رونے لگی۔

ملک جہانزیب اب بول رہے تھے اور موحد اس سارے پل میں پہلی دفعہ ان کی بات پر اب ان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

مجھے اس بات کا جب پتا چلا میں نے فوراً اس کا علاج کروایا کیونکہ میں اپنی بیٹی کو ایسے کمزور ہوتا اور ذہنی طور پر پریشان ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا

ملک جہانزیب نے ہاتھ سے چشمہ درست کیا

آہستہ آہستہ وہ پر اعتماد ہونے لگی،اس کو پتا چل گیا ظاہری شکل و صورت کچھ نہیں ہوتی،ہر انسان میں کچھ خاص ہوتا ہے اور وہ ذہین تھی اب کوئی اس کی جسامت پر اس کا مزاق اڑاتا تو وہ رونے نہیں بیٹھتی تھی بلکہ ڈٹ جاتی تھی

ملک جہانزیب کی آنکھوں میں چمک ابھری

شوق سے کراٹے سیکھے،لیکن ان کراٹوں کی وجہ سے سکول سے لے کر اس کے مار کٹائی کے قصے جب کالج تک پہنچنے لگے میں گھبرا گیا،میں نے اسے باہر پڑھنے کے لیے بھیج دیا اور وہاں بھی اتنے سال اس نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے باعث میرا سر جھکا ہوا

ملک جہانزیب طنزیہ مسکرائے تھے۔

میں مانتا ہوں جو کچھ اس نے تمھارے ساتھ کیا سب شائید اس کی ضد اور طاقت کی بنا پر ہوا پر صرف ایک بات کہوں گا میری بیٹی بہت

باکردار ہے

ملک جہانزیب نے لب بھینچ کر فخر سے کہا ان کی آنکھوں سے ہلکی سی نمی جھلکنے لگی تھی۔

دیکھو میں تمہیں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ تم زبردستی یہاں رہو اور میری ردا کو مت چھوڑنا،وہ ائے گی تو میں اسے سمجھا دوں گا اور پھر مکمل طور پر تم دونوں کی علیحدگی کروا دوں گا،بس اس وقت تم سے ایک درخواست ہے

ملک جہانزیب نے جلدی سے چشمہ اتار کر نم آنکھیں رگڑیں۔

کو وائینڈ اپ کرنے میں یا پھر بزنس کو Rida مہتاب کو ملتان میں کسی اور کے ہینڈ اوور کرنے میں چار پانچ ماہ لگ سکتے ہیں،تم اس دوران میرے ساتھ یہاں لاہور میں اسی پوسٹ پر رہو،میں اب اس سکت میں نہیں کہ سب دیکھ سکوں اور تم پر مجھے پورا بھروسہ ہے

ملک جہانزیب کے لہجے میں التجا تھی۔موحد کے چہرے پر ایک پل کے

خفت کی جھلک ظاہر ہوئی

جب مہتاب یہاں ہمارے پاس آ جائے گا پھر تم جا سکتے ہو، میری درخواست سمجھ لو یہ

ملک جہانزیب نے زبردستی نم آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے اچانک ہاتھ جوڑے تو موحد ششدر جھٹکا کھا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔

بابا مجھے شرمندہ مت کریں پلیز۔۔۔میں یہیں ہوں آپ کے پاس جب تک آپ چاہتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کے دونوں جوڑے ہوئے ہاتھوں کو فوراً کھول دیا۔وہ اثبات میں سر کو جھکا کر ہلانے لگے۔اور پھر اپنی جگہ سے اس کا سہارا لے کر اٹھے۔

تھنکیو بیٹا۔۔۔اور سنو کہیں اور سٹے کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ گھر تمھارا ہی ہے

ملک جہانزیب نے آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے کندھے کو تھپکا،جو شائید تمھارا گھر کے لفظ پر نظریں چرا گیا

مطلب ثانیہ کا سسرال تو ہے نا

ملک جہانزیب نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا پھر فوراً جزبز ہوتے ہوئے وضاحت دی

جی میں یہیں ہوں

موحد نے مؤدبانہ سر جھکایا۔

بہت شکریہ بیٹا

انہوں نے نظریں چراتے ہوئے اس کے ہاتھ کو تھاما اور پھر جلدی سے مڑ کر ایسے کرسی پر بیٹھ کر کتاب کھول لی جیسے اب وہ ضبط کھو بیٹھے ہوں اور اگر موحد ایک لمحہ بھی یہاں رکا تو وہ رو دیں گے۔

موحد ان کی حالت کے پیش نظر بوجھل قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل آیا،دل پر عجیب سا بوجھ تھا۔۔کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے پوری دیوار پر نسب ردا کی تصویر کو پہلی دفعہ اتنے غور سے دیکھا ۔وہ شرارت سے مسکرا رہی تھی۔

سفید رنگت،فربہی سی جسامت۔۔۔پر اس کے نقوش بہت خوبصورت تھے،بڑی آنکھیں،بیضوی چہرہ،چھوٹی تیکھی ناک،خوبصورت تراش کے لب

۔۔۔

ہم انسانوں کی عادت ہوتی ہے ہم دوسروں میں صرف خامی تلاشتے ہیں اور خوبیوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔ایک حسین و جمیل انسان کو بھی اس کی معمولی سی خامی کی وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ بچارے میں یہ کمی نا ہوتی تو مکمل ہوتا۔۔۔اور اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالی نے ہر انسان میں کوئی نا کوئی خوبی رکھی ہے ایسے ہر کسی میں کوئی نا کوئی خامی بھی ہے۔

مکمل تو کوئی بھی نہیں ہوتا اور مکمل ہونا ظاہر سے ممکن ہو بھی نہیں سکتا ہاں باطن کے مکمل ہونے اور خامی سے پاک ہونے کی فکر ہونی چاہیے جو ہم کرتے ہی نہیں۔

ہم تو کسی کے باطن کو بھی اپنی نظر سے پرکھنے کی اہلیت نہیں رکھتے ہم کیا جانیں خدا کی نظر میں کس کا اجر زیادہ ہے وہ ذات پاک جو ایک

یہودی نا پاک عورت کو صرف ایک کتے کو پانی پلانے پر بخش سکتی ہے اس کی نظر میں ہم میں سے کس کے عمال بالاتر ہیں ہم جیسے حقیر انسان کیا جانیں۔

بہت دفعہ تسبیح بجانے والے ہاتھ یتیموں کا حق کھا رہے ہوتے ہیں،تہجد گزار ساس بہو کو اولاد پیدا نا کرنے کے طعنے دے رہی ہوتی ہے۔

ہم ہمیشہ یہ کیوں سوچتے ہیں آدھا گلاس خالی ہے یہ کیوں نہیں سوچتے آدھا گلاس بھرا ہوا ہے۔اور موحد عالمگیر کو آج اپنا گناہ،ردا ملک کے گناہ سے کہیں زیادہ بڑا لگ رہا تھا۔

اپنے کہے ہوئے وہ ہتک آمیز جملے جو ردا کی ضد کے موجب بنے تھے آج وہ خود کو ردا کی جگہ پر رکھ کر سوچ رہا تھا اور سر من بھاری ہو کر جھکتا ہی چلا جا رہا تھا۔

ثانیہ نے سالن کا باؤل آہستگی سے کھانے کے میز پر رکھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی،سٹنگ روم کی طرف بڑھی جس کا سارا منظر یہاں

ڈائینگ ھال میں واضح نظر آ رہا تھا۔

مہتاب لیپ ٹاپ پر جھکا کام کر رہا تھا وہ تین دن سے مسلسل رت دیر تک آفس میں کام نمٹاتا اور پھر آ کر مناہل کے کمرے میں سو جاتا ۔

آج قسمت سے چوتھے دن وہ جلدی گھر آیا تھا پر آتے ہی لیپ ٹاپ پر کے بہت سے معاملات سرمد Rida مصروف ہو گیا تھا وہ یہاں سے کے ہاتھ سونپ کر لاہور جانا چاہتا تھا جس کے لیے بہت سی تبدیلیاں درکار تھیں۔ویسے بھی ردا کے جانے کے بعد سے مہتاب اداس اور زیادہ خاموش ہو گیا تھا۔

ثانیہ خود بھی پریشان تھی اور ایسے میں مہتاب کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی اس کی سمجھ سے باہر تھا وہ کیسے مہتاب کو یقین دلائے وہ اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔اور جو کچھ ہوا اس پر نادم ہے

کھانا لگ گیا ہے،آپ پہلے کھانا کھا لیتے

ثانیہ نے اس کے قریب کھڑے ہو کر آہستگی سے کہا۔مہتاب نے

مصروف سے انداز میں آبرؤ چڑھا کر ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سپاٹ چہرے کے تاثر کے ساتھ سر جھکا لیا۔

تم جاؤ سو جاؤ ایوا ہے وہ سرو کر دے گی

مگن سے انداز میں جواب دیا ،سر جھکانے کے وجہ سے بال پیشانی پر بکھرے تھے لیپ ٹاپ کی روشنی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔یہ شخص اسے دل و جان سے عزیز تھا جس کا روٹھنا اب سوہان روح تھا۔

ایوا کیوں۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے الجھے سے لہجے میں جواب طلب کیا،مہتاب کے ہاتھ تھمے۔

میرا مطلب ہے ایوا کیوں کرے گی۔۔۔میں جاگ رہی ہوں ادھر بیٹھی ہوں آپ کا کام ختم ہو گا میں گرم کر کے پھر سے لگا دوں گی

ثانیہ نے اس کے یوں سنجیدگی سے کام سے رکنے پر جزبز لہجے میں اپنے سوال کی وضاحت کی۔

کیوں تم اتنی تکلیف کیوں اٹھاؤ گی،میرا کام کافی پڑا ہے مجھے دیر ہو

جائے گی اس لیے تم زحمت نہیں کرو پلیز

مہتاب نے اب کہ بار لہجہ تھوڑا سخت کیا ہاتھ اٹھا کر ناگواری سے روکا تو ثانیہ کا چہرہ زرد ہوگیا۔

تکلیف اور زحمت ایسے کیوں کہہ رہے ہیں یہ سب میرا فرض بھی تو ہے

ثانیہ نے جھجکتے ہوئے محبت جتلائی

نہیں صرف فرض سمجھ کر یہ رشتہ مت نبھاؤ،فرض تو ایوا کا بھی ہے کہ مجھے کھانا دے وہ ملازمہ ہے اس گھر کی یہ سب کرنے کے لیے میں اس کو اجرأت دیتا ہوں

مہتاب کا لہجہ حد درجہ سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔پیشانی پر شکن ہنوز برقرار تھے۔

مہتاب۔۔۔۔میں آپ سے محبت کرتی ہوں

ثانیہ نے روہانسی آواز میں التجا کی ضبط اپنی آخری حد پر تھا۔

اور مجھے ایسی محبت بھی نہیں چاہیے جس میں یقین ہی نا ہو اپنے محبوب پر کہ وہ ہر اچھے برے وقت میں ساتھ ہی رہے گا

مہتاب نے سپاٹ لہجے میں کہا ثانیہ بس دیکھتی رہ گئی اور وہ موبائل پر نمبر ملاتا اٹھا۔

ایکسکیوزمی۔۔۔

بے اعتنائی سے کہتا وہ فون کان سے لگائے ایک طرف چل دیا۔اور وہ یونہی رونی صورت بنائے لب کاٹتی کھڑی رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس کم ان

دروازے پر ہلکی سی دستک پر موحد نے مصروف سے لہجے میں دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی ۔دروازہ کھلنے کی آواز ائی پر موحد نے فائیل پر سے سر نہیں اٹھایا۔

سر ایک لڑکا ہے کل بھی آیا تھا اور آج بھی اس کو بتایا بھی ہے کہ

میم ردا یہاں نہیں ہیں پھر بھی بضد ہے ردا بی بی سے ملنا چاہتا ہے

سامنے کھڑی حنا کی آواز پر موحد نے سر اوپر اٹھایا،ردا کو گئے دو ہفتے گزر چکے تھے،ملک جہانزیب اب آفس کم آنے لگے تھے،سارا کام موحد کے کندھوں پر آ گیا تھا جسے وہ پوری ایمانداری سے سر انجام دے رہا تھا

ردا سب سے رابطہ ختم کیے ہوئے تھی،وہ روز رات گئے تک نا چاہتے ہوئے بھی اس کی تصویر کو دیکھتا رہتا تھا۔دل تھا کہ وہ ایک دفعہ ردا سے اپنے اس عمل کی جس میں اس نے اس کی دل آزاری کی تھی اور پھر سارا قصور اس کے کندھوں پر اس کی ضد کا نام دے کر تھوپ دیا تھا،دل سے اس سب کے لیے معافی مانگے اور آج یوں ردا کا نام سن کر چونک گیا۔

بھجیں اسے میرے پاس

پیشانی پر نا سمجھی کے بل سجائے حنا کو کہا اور خود سامنے رکھی فائیل کو بند کر دیا۔ایک منٹ کے توقف کے بعد دروازے پر پھر سے دستک

ہوئی اور اس دفعہ حنا کے ساتھ ایک سولہ سترہ سال کا لڑکا بھی کمرے میں داخل ہوا۔ہاتھ میں ایک شاپر تھامے،قمیض شلوار میں ملبوس وہ لڑکا پریشان سے صورت بنائے ہوئے تھا۔جو اب موحد کو سامنے دیکھ کر بار بار حنا کی طرف دیکھ رہا تھا۔حنا اس کو آفس میں چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

آؤ بیٹھو

موحد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کرسی پر بیٹھنے کا کہا جو موحد کو اب بھی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔پھر وہ یونہی پریشان سا چلتا ہوا آ کر کرسی پر براجمان ہوا۔موحد الجھا سا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

میں سفیان ہوں،صاحب ردا بی بی سے ملنا ہے،ان لوگوں سے بہت کہا کہ ان کا کوئی رابطہ نمبر ہی بتا دو پر کوئی نہیں بتا رہا

لڑکے نے پریشان سے لہجے میں التجا کی

مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے،میں شوہر ہو ردا کا،وہ دراصل ملک سے باہر ہیں اور ان سے رابطہ کا کوئی نمبر نہیں ہے

موحد نے تشویش سے بھنویں سکیڑیں اور ملائیم سے لہجے میں اسے اپنا تعارف کروایا۔جو اب شاپر کو کھول رہا تھا۔

پھر شاپر میں سے ایک تصویر نکال کر میز پر رکھ کر ہاتھ سے موحد کی طرف سرکائی ۔موحد نے نا سمجھی میں ایک دفعہ اسے دیکھا اور پھر ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے تصویر کو تھام کر آنکھوں کے سامنے سیدھا کیا۔

صاحب۔۔۔یہ میرے والد ہیں

لڑکے کی آواز کانوں میں پڑی۔تصویر میں ایک شخص ملک جہانزیب کے گھر کے بلکل سامنے ایک چھوٹی سی گول مٹول بچی کے ساتھ ڈرائیور کے یونیفارم میں ملبوس کھڑا تھا۔بچی مسکرا رہی تھی اور اس آدمی کی ٹانگ سے چپکی ہوئی تھی آدمی نے ردا کے گرد بازو حائیل کیا ہوا تھا۔

چار سال پہلے تک میرے والد ملک صاحب کے گھر ردا بی بی کے ڈرائیور تھے،پھر بیمار رہنے لگے تو نوکری چھوڑ دی

لڑکا بول رہا تھا اور موحد اس تصویر میں اب ردا کی طرف متوجہ ہوا وہ

بچپن میں اب کی نسبت زیادہ صحت مند تھی۔

لڑکے نے پھر سے میز پر کچھ رکھا تو موحد تصویر پر سے نگاہیں اٹھا کر اس طرف متوجہ ہوا۔

یہ اکاونٹ کا اے ٹی ایم کارڈ ہے آپ چیک کر سکتے ہو ردا بی بی نے بنوا کر دیا تھا دو سال پہلے،ہر ماہ اس میں پیسے آتے ہیں جس سے ہمارے گھر کا سارا خرچ چلتا ہے،میری اُور میری دو بہنوں کی پڑھائی،ابا کی دوا گھر کا راشن سب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ لڑکا اب ایسے اس سے بات کر رہا تھا جیسے ہر طرح یقین دلانا چاہا رہا ہو،موحد نے اے ٹی ایم کارڈ اٹھایا۔

صاحب اس ماہ بھی بلکل وقت پر پیسے آ گئے تھے،پر ابا کو دل کا درد شروع ہو گیا وہ ہاسپٹل میں ہیں اس ماہ کے سارے پیسے ان پر لگ چکے ہیں ڈاکٹر بائی پاس کا بول رہے ہیں اور میں بہت پریشان ہوں ردا بی بی کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے ایسا جس سے مدد طلب کریں جہانزیب صاحب کو ردا بی بی کی اس مدد کا بلکل پتا نہیں ہے میں ان کے پاس

جانے سے جھجک رہا ہوں اگر ردا بی بی سے بات ہو جائے تو بہت مہربانی ہو گی آپ کی

وہ لڑکا بے حد پریشانی میں مسلسل بول رہا تھا اس بات سے بلکل انجان کے سامنے بیٹھا وہ شخص ورطہ حیرت میں آنکھیں کھولے اسے تک رہا ہے۔

کوئی کسی کو نہیں جانتا کوئی کسی کو کیسے پرکھنے لگتا ہے کہ وہ ایک مغرور،گناہ گار شخص ہے اور ہم بہت اعلیٰ و ارفع ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ردا بی بی کو یہ سب بتانا چاہتا ہوں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں،پر ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے

سفیان نے بچارگی سے آنسوؤں میں رندھی آواز کے ساتھ التجا کی جس پر چونک کر موحد حیرت سے باہر آیا۔

میں۔۔۔میں چلتا ہوں تمھارے ساتھ ہاسپٹل۔۔۔کس ہاسپٹل میں ہیں بلکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جتنے بھی پیسے چاہیں میں دوں گا

موحد عجلت میں اٹھا تھا لڑکے کے چہرے پر خوشی کی چمک آ گئی تھی۔وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

مہتاب جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا تو قدم تھم گئے۔سامنے صوفے پر ثانیہ بے خبر سو رہی تھی انداز ایسا تھا جیسے اس کا انتظار کرتے ہوئے سوئی ہو۔

کوٹ کو ایک بازو سے دوسرے بازو پر منتقل کرتا وہ آگے بڑھا۔اور پھر اس کے بلکل سامنے آ کر بیٹھ گیا۔کچھ دیر یونہی اس کو دیکھتا رہا پھر لب دھیرے سے مسکرا دیے۔

بہت تنگ کر رہا ہوں نا۔۔پر یہ بہت ضروری ہے تمہیں مجھ پر یقین دلانے کے لیے۔۔۔مسکراتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر اس پر جھک گیا۔

دل بار بار نرمی سے اس کے چہرے پر ائی بالوں کو لٹ کو ہٹانے کے لیے اچکنے لگا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر انگلی کی پور سے اس کی لٹ کو چھوا۔

مہتاب کا اس کی لٹ کو چھونا تھا کہ وہ کسمسائی اور کسلمندی سے بھاری پلکوں کی جھالر کو اٹھایا۔مہتاب کا خود پر جھکا وجود اور چہرہ اور اس میں سے اٹھتی دلفریب مہک وہ حیرت سے منجمند ہوئی،آنکھیں خوشگوار سے احساس سے چمک اٹھیں۔

مہتاب فوراً چہرے پر سنجیدگی طاری کرتا ہوا سیدھا ہوا۔اس کو ابھی اپنی پوشیدہ بے تابی سے آگاہ نہیں کرنا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ۔۔۔۔کب ائے؟

نیند کی خماری میں ڈوبے حیرانگی کے لہجے میں پوچھتے ہوئے وہ صوفے پر سے اٹھ کر مقابل کھڑی ہوئی۔ مہتاب کا نگاہیں چرانا اور کچھ دیر پہلے قربت کا وہ دلکش منظر سب اتنے دنوں کے ذہنی کشمکش کو آسودگی بخش رہا تھا۔

ابھی۔۔۔۔۔

مہتاب نے مختصر جواب دیا اور پھر جلدی سے صوفے پر پڑے بیگ اور

کوٹ کو اٹھایا۔ایسے جیسے کسی چور کی چوری پکڑی جائے وہ نگاہیں نہیں ملا رہا تھا ۔اپنی خفت کا بھرم قایئم رکھنا بہت ضروری تھا۔اس جان سے پیاری کی محبت پر تو کسی قسم کا کوئی شک نہیں تھا لیکن محبت کے سنگ یقین کا سفر ابھی اس کو مکمل کرنا تھا۔

کھانا لگاؤں ؟

ثانیہ نے دلگیر لہجے میں سوال کیا۔مہتاب کا یہ پل پل بدلتا روپ دل کو پرسکون کر گیا تھا کہ جناب کی ناراضگی صرف ظاہری ہے۔

نہیں باہر سے کھا کر آیا ہوں

بے رخی سے جواب دیا اور رُخ زینے کی طرف موڑ لیا۔جب کہ وہ مسکراہٹ دباتی چمکتی آنکھیں لیے شرما گئی تھی۔کچھ دن پہلے تک جو دل میں ڈر تھا مہتاب کی آج کی بے تابی نے وہ ڈر ختم کر دیا تھا۔

وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر جا رہا تھا اور وہ وہیں کھڑی شرارت سے اس کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

موحد کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔یہ لاہور شہر کا بہت اچھا ہسپتال تھا جس کے اس کمرے میں وہ اس وقت پھلوں سے بھرے بیگ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔

سامنے بستر پر ایک ادھیڑ عمر شخص لیٹا تھا اور کچھ دوری پر لگے صوفے پر سفیان نامی وہی لڑکا بیٹھا تھا جو اس دن مدد طلب کرنے آفس آیا تھا۔

موحد کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر سفیان جلدی سے مؤدبانہ اپنی جگہ سے اٹھا۔نزیر نامی یہ ادھیڑ عمر شخص جو بستر پر نیم دراز تھا سفیان کا باپ اور ردا کا پرانا ڈرائیور تھا۔

بائی پاس کے بعد ہوش آنے پر اسے ائی سی یو سے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا اور موحد آج ایک ہفتے کے بعد پھر سے عیادت کی غرض یہاں آیا تھا ۔

موحد نے دست بوسی کے بعد سفیان کی طرف مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے ہوئے پھلوں کے بیگ کو بڑھایا اور خود نزیر بابا کے بیڈ کے قریب آیا

جو اب آہستہ آہستہ آنکھیں کھول اور بند کر رہے تھے۔

کیسے ہیں اب آپ ؟

موحد نے مسکراتے ہوئے خوشگوار لہجے میں سوال کیا۔ان سے باقاعدہ گفتگو وہ آج کر رہا تھا۔کیونکہ اس دن سے وہ جتنی دفعہ بھی ہسپتال آیا تھا اس کی بات چیت سفیان سے ہی رہی تھی۔

بہت بہت شکریہ بیٹا بلکل ٹھیک ہوں

نزیر نے سر کو آہستگی سے ہلاتے ہوئے مشکور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا،جس پر موحد آہستگی سے سر ہلا کر مسکرا دیا

ما شا اللہ

موحد نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر سیدھا ہوتا ہوا سفیان کی طرف مڑا۔

سفیان ہاں بھئی سب ٹھیک چل رہا ہے نا کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ

موحد نے لب بھینچے محبت سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔نہیں سر سب ٹھیک ہے،بہت شکریہ آپکا

سفیان نے جوش سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔موحد نے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے جھکایا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تو دونوں نے ایک ساتھ نگاہوں کو اس طرف گھمایا

دروازہ کھولے سانولہ شناسا چہرے والا لڑکا کمرے میں داخل ہوا۔ سفیان اس کو دیکھتے ہی باچھیں کھلائے جلدی سے آگے بڑھا اور اس سے بغل گیر ہو گیا جبکہ موحد یونہی الجھا سا ذہن پر زور دے رہا تھا آخر کو اس لڑکے کا چہرہ کہاں دیکھا ہے اس نے۔

اس لڑکے نے موحد پر ایک نظر ڈالی اور پھر سرسری سا سلام کیا،موحد کی حیرت سے بے نیازی برتتا نزیر کے بیڈ کی طرف بڑھ گیا ۔

کیسے ہیں آپ بابا ؟ کل گھر گیا تو پتا چلا آپ کی صحت کے متعلق،فکر نا کریں میں نے ردا سے بات کی ہے رات،میں سب سنبھال لوں گا اب

سفیان اکیلا نہیں ہے

عابد نے بڑے ملائیم سے لہجے میں نزیر پر جھکتے ہوئے کہا تو ردا کے نام پر موحد چونک گیا۔مطلب وہ جو کوئی بھی تھا ردا اس کے ساتھ رابطے میں تھی۔

بہت شکریہ بیٹا،پر اب پیسے تو نہیں چاہیے، موحد صاحب نے سب سنبھال لیا بس ردا کو کہو مل جائے ایک دفعہ اپنے بابا سے

نزیر کی آواز میں لغزش تھی اس بات پر عابد نے ایک چور سی نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نزیر کی طرف متوجہ ہوا۔

جی میں اسے کہوں گا،بہت فکر کر رہی تھی آپ کی پر ملک سے باہر ہے نا تو آنا بہت مشکل ہے ابھی

عابد نے مسکراتے ہوئے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا۔پھر مڑا اور سفیان سے آپریٹ اور دیگر انتظامات کے متعلق بات کرنے لگا۔موحد اسی طرح الجھا سا کھڑا تھا۔

وہ کون تھا ردا کا کوئی دولت مند دوست ہو گا شائید اسی وجہ سے دیکھا ہوا لگتا ہے۔مطلب ردا اپنے دوستوں سے رابطے میں ہے۔ذہن نے خود سے سوال کیا۔۔۔

تین ہفتے پر لگا کر گزر گئے تھے۔پر ہر گزرتا دن اس پر ردا کی شخصیت کا ایک نیا پرت کھول رہا تھا۔

ایک عجیب سی بے چینی تھی جو اندر ہی اندر اب اسے نیچا دکھانے پر تلی تھی وہ جو خود کو بہت مہان تصور کرتا تھا اور ردا کو ایک سنگدل اور مغرور دولت کے نشے میں چور لڑکی سمجھتا تھا سب قیاس آرائیاں غلط ثابت ہو رہی تھیں۔

اب بس ایک بات دل پر بوجھ بڑھانے لگی تھی کہ اس سب تماشے میں وہ اکیلی قصور وار ہر گز نہیں تھی جو سب اپنے سر لے کر خاموشی سے چل دی تھی۔موحد یونہی سوچوں میں گھرا کھڑا تھا۔

ہوش تب آیا جب عابد سفیان سے جانے کی اجازت لیتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا موحد بھی جلدی سے اجازت لے کر اس کے

پیچھے لپکا باہر نکلا تو وہ راہداری میں چند قدم کے فاصلے پر ہی جا رہا تھا۔

بات سنو۔۔۔۔

اس کے عقب سے اسے پکارا تو وہ رکا اور مڑا پر بولا کچھ نہیں۔اس کی خاموش سی نگاہوں میں بے اعتنائی اور روکھا پن جھلک رہا تھا۔

کیسے جانتے ہو ردا کو ؟

بھنویں سکیڑ کر سیدھا سوال دے مارا۔عابد کے لبوں پر پل بھر کو طنزیہ سی مسکان ابھری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عابد عمیر،بچپن سے جانتا ہوں دوست ہوں اس کا آپ کو یاد نہیں ہو گا شائید شادی پر ملا تھا آپکو میں

عابد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کی پیشانی پر پڑی شناسائی کی پہچان کے لیے الجھتی لکیریوں کو دیکھ کر اپنی اور اس کی ملاقات یاد دلائی

۔

موحد کے ماتھے کے شکن ایک دم سے کم ہوئے اور منہ ہلکا سا وا ہوا۔

اوہ یس یس یاد آیا مجھے۔۔۔

موحد نے سر ہلایا جس پر عابد پھیکا سا مسکرا دیا یوں جیسے یاد آجانے پر مشکور ہوا ہو

اوکے نائیس ٹو میٹ یو سر

عابد نے لب بھینچے ہاتھ آگے بڑھایا تو موحد نے بھی دست بوسی کی وہ پلٹا اور چل دیا موحد نے گہری سانس لی اور اس کے پیچھے ہی مریل سے قدم باہر کی طرف بڑھا دیے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل بار بار چاہ رہا تھا اسے روکے اور ردا کا رابطہ نمبر اس سے لے لیکن ایک جھجک آڑے آ رہی تھی۔

کار کو ہسپتال کی پارکنگ سے نکال کر وہ سڑک پر لایا تو سامنے کے منظر کو دیکھ کر گاڑی رو ک دی، عابد سڑک کے کے کنارے کمر پر ہاتھ دھرے کھڑا تھا اور رکشہ کو روک رہا تھا جو رکا نہیں تھا،اب وہ ایک اور رکشے کو رکنے کے لیے اشارے کر رہا تھا۔موحد کے لیے یہ حیران

کن تھا ردا کا دوست اور یوں رکشے روک رہا تھا اس کے مطابق تو اس کا ہر دوست اسی کی طرح دولت مند ہونا چاہیے تھا۔ موحد جلدی سے کار سے باہر نکلا اور قدم اس کی طرف بڑھا دیے۔

سنو عابد۔۔۔آؤ میں چھوڑ دوں

موحد نے اسے پیش کش کی جس پر وہ چونک کر پلٹا

نہیں بہت شکریہ میں چلا جاؤں گا

لب بھینچے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے انکار کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں مجھے تم سے بات کرنی ہے کچھ پلیز تھوڑا سا وقت دے دو۔۔

موحد نے التجائی لہجے میں درخواست کی جس پر عابد نے پرسوچ نگاہوں سے اسے گھورا۔اور پھر ساتھ چل پڑا کار میں موحد کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اسے پانچ سے دس منٹ کا وقت یونہی خاموشی میں گزرا تھا جب موحد نے سوال کیا۔

تم ردا کو کب سے جانتے ہو ؟

ہاتھ کار کے سٹیرنگ پر مضبوطی سے جماتے ہوئے تھوڑا سا عابد کی طرف رخ موڑے اسے دیکھا،عابد نے اس کے سوال پر سامنے سکرین پر جمی نگاہیں ایک پل کے لیے موحد کی طرف گھمائیں اور پھر سامنے مرکوز کیئے کھوئے سے لہجے میں گویا ہوا۔

جب میں میٹرک کے بعد جناح کالج کے سکالر شپ میں نام نا آنے کی وجہ سے ایک بنچ پر بیٹھا رو رہا تھا

عابد نے پھیکی سی مسکراہٹ سجائے عجیب الجھا ہوا جواب دیا۔موحد نے نا سمجھی سے پیشانی پر بل ڈالے

مطلب۔۔۔سمجھا نہیں میں

موحد نے اس کی بات پر سامنے دیکھا ایک نظر اس پر ڈال کر اس کی بات کی مزید وضاحت طلب کی

مجھے سوفٹ ویر انجرنینگ کرنی تھی اور جناح کالج میں ایڈمیشن لینے کا شوق تھا پر افسوس ہم جیسے غریب اس کی فیس بھرنے کا سوچ بھی نہیں

سکتے اور سکالر شپ میں میرا میرڈ چند نمبروں کی وجہ سے بنتے بنتے رہ گیا

عابد نے موحد کی طرف دیکھے بنا سامنے نظریں جمائے گہری سانس لے کر اپنی بات کا جواب دیا۔موحد اب خاموشی سے صرف اسے سننے پر اکتفا کیے ہوئے تھا۔

سکالر شپ کے لیے کوشش کی پر نام نہیں آیا،دل برداشتہ ہوا اور وہیں کالج کے باہر بیٹھ کر رونے لگا

عابد نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا ایسے جیسے وہ آج پھر سے وہی لمحہ جی رہا ہو

ردا بھی ایڈمیشن کروا کر باہر آ رہی تھی،مجھے دیکھا گاڑی رکوائی اور پاس آ گئی یوں رونے کی وجہ پوچھی۔۔۔۔بہت اسرار پر میں اسے سب بتاتا چل گیا اپنے گھر کے حالات اپنا یتیم ہونا سب کچھ،احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ اجنبی ہے اور پھر وہ اجنبی لڑکی مجھ پر ایسی مہربان ہوئی کہ میری پڑھائی اور ہر خرچہ یوں اپنے ذمہ لیا جیسے میری دوست نہیں میری اماں

ہو

عابد مسکرا دیا اور وہ اس بات سے بلکل انجان اپنی بات کہے چلا جا رہا تھا کہ پاس بیٹھا شخص منوں مٹی کے ڈھیر تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔اور اب سانس میں دشواری کے سبب اپنی ٹائی کی ناٹ کو دائیں بائیں ایسے گھما رہا ہے جیسے ایسا کرنے سے سانس آنے لگے گا ۔

اس نے کالج میں میرا ایڈمیشن کروایا،میری فیس بھری،میری کتابیں،بیگ،یونیفارم سب۔۔۔۔سب لے کر دیا،میرے حیران ہونے پر مجھے کہتی تھی تم چھوٹے بھائی ہو میرے میرا کوئی چھوٹا بھائی نہیں ہے،کار میں بیٹھا کر گھر تک چھوڑ دیتی تھی تب سے نزیر بابا کو میں جانتا ہوں،اب بھی کل ملنے کی غرض سے ان کے گھر گیا جو کے اکثر میں جاتا رہتا ہوں تو پتا چلا کہ وہ بیمار ہیں

عابد نے اپنی بات مکمل کی اور پھر سانس کو کچھ یوں اندر انڈیلا جیسے یہ سب اسے بتانا نہیں چاہتا تھا پر بتا گیا ۔موحد بلکل خاموش تھا اور عابد کو اس خاموشی کو توڑنے میں قطعً کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

چلیں مجھے یہاں اتار دیں،یہاں سے میرا گھر قریب ہے بہت شکریہ آپ کا

عابد کی آواز پر موحد ایک دم سے ہوش میں آیا اور سر کو اثبات میں جنبش دی گاڑی سڑک کے ایک طرف روکی۔چہرہ ندامت سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

تمھارا فون نمبر مل سکتا ہے ؟

عابد نے جانے کی غرض سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ موحد کی آواز پر ہاتھ رک گئے،گھٹی سی آواز تھی۔

جی مل سکتا ہے،

عابد نے آہستگی سے جواب دیا جس پر موحد اب اپنا موبائل نکالے اس کی طرف سیدھا ہوا۔۔۔۔

وہ نہیں میرا مگر اس سے محبت ہے تو ہے

یہ اگر رسموں رواجوں سے بغاوت ہے تو ہے

سچ کو میں نے سچ کہا جب کہہ دیا تو کہہ دیا

اب زمانے کی نظر میں یہ حماقت ہے تو ہے

کب کہا میں نے کہ وہ مل جائے مجھ کو یا میں اسے

غیر نا ہو جائے وہ بس اتنی سی حسرت ہے تو ہے

جل گیا پروانہ گر تو کیا خطا ہے شمع کی

رات بھر جلنا جلانا اس کی قسمت ہے تو ہے

پیار بن کر دشمنوں سا وہ ستاتا ہے مجھے

پھر بھی اس ظالم پہ مرنا اپنی فطرت ہے تو ہے

دور تھے اور دور ہیں ہر دم زمین و آسماں

دوریوں کے بعد بھی دونوں میں قربت ہے تو ہے

سرمئی سی روشنی اور ڈوبتا سورج کتنا ادس تھا سب اس کے اندر پھیلی

گہری اداسی کی طرح،لیگژری فلیٹوں پر مشتمل یہ جرمنی کے ایک پر آسائیش علاقے کی بلند و بانگ عمارت تھی جس کی چھٹی منزل پر موجود فلیٹ کے خوبصورت ٹیرس پر وہ ریلنگ پر بازو ٹکائے سامنے ڈوبتے سورج پر نگاہیں مرکوز کیے خاموش کھڑی تھی۔

ہوا کے جھونکے کھلے بالوں اور گلے میں ڈالے سکارف کو اڑا رہے تھے ڈھیلی سی سیاہ شرٹ میں اس کا چہرہ زردی مائیل لگ رہا تھا۔آنکھوں کے گرد حلقے بہت گہرے تھے جن کی سوزش تین ہفتوں کے رتجگوں کی چغلی کھا رہی تھی۔

اسے آج خود سے لڑتے تین ہفتے ہو چکے تھے۔آج بھی یہ شام اپنے ساتھ بہت اداسی لیے ہوئے تھے۔جو اسے بار بار گزشتہ تمام لمحوں میں گھسیٹ گھسیٹ کر اس کی غلطیوں کی کھوج میں پاگل کیے ہوئے تھی۔

وہ کہاں غلط تھی کہاں نہیں یہ جاننا اور خود کو باور کروانا بہت ضروری تھا،اپنی ندامت کو کم کرنا بہت ضروری تھا۔

وہ ردا ملک تھی جس کی آنکھ کھلی تو ہر طرح کی آسائیشیں اس کے

قدموں میں تھیں۔ منہ سے نکلنے سے پہلے ہر خواہش پوری ہو جاتی تھی،ماں باپ کے دل کی دھڑکن،ہر دم کھلکھلاتی چہکتی ردا ملک۔

ایک خود دار باپ کی خود دار بیٹی جس کی ظاہری قد و قامت نے اسے خود کو دوسروں سے کم تر ہونے کا احساس دلانا شروع کر دیا۔جیسے جیسے بڑی ہونے لگی لوگوں کی باتیں ان کے مزاق اور ہتک آمیز جملوں کی سمجھ آنے لگی۔

اور پھر وہ سوچنے لگی کڑھنے لگی احساس کمتری محسوس کرنے لگی،لیکن ملک جہانزیب نے اسے اس بھنور سے نکال دیا پر یہ سب احساسات ختم ہونے کے بجائے ایک عجیب ہی روپ دھارنے لگے اس نے اپنی کمزوری کو اپنی طاقت سمجھنا شروع کر دیا۔

جب وہ لوگوں کو ان کی ظاہری وضع قطع سے نہیں جانچتی تھی تو لوگ کیوں ایسا کرتے تھے۔بس انہی حالات میں وہ ٹکرایا جس نے سب بدل کر رکھ دیا۔

جب وہ پاکستان لوٹی تھی اور یہاں آ کر پھر وہی سب کا سامنا کرتے

کرتے وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر ائی تھی۔تب وہ آیا تھا اچانک۔

کے گیٹ کے Rida اس دن بھی کچھ یوں ہی ہوا تھا اس کی کار ابھی پاس ہی پہنچی تھی جب ایک لوفر لڑکے نے ایک خاتون کے ساتھ چھیڑ خانی کی تھی جو ردا کی نظروں میں آ گیا،خاتون کی بچارگی اور بے بسی دیکھ کر وہ باہر نکلی اور اس لڑکے پر برس پڑی اسی دوران اس لڑکے نے اسے موٹا کہا تو اس کا دماغ گھوم گیا وہ اس کو پے در پے گھونسے اور ٹانگیں جڑ رہی تھی جب موحد نے آ کر پکارا۔

ایکسکیوزمی۔۔بس کریں کیوں مار رہی ہیں اسے

بس وہ لمحہ تھا جب اسے اپنے سامنے کھڑا یہ شخص حد درجہ برا لگا اس بات سے بلکل انجان کچھ مہینے بعد یہ ہی پوری دنیا میں اس کے دل کو تسخیر کرنے والا ہوگا۔اور پھر اس کی بحث اور پھر سارے واقعے میں موحد کے چہرے پر ایک اکڑ پتا نہیں کیوں اسے خود کے لیے ایک نفرت جیسا احساس دلاتی تھی۔وہ اگر ردا کو بد دماغ،مغرور،خود سر سمجھتا تھا تو وہ خود بھی تو ردا کے لیے وہی سب کچھ تھا ۔

اگر ردا اسے سناتی تھی تو وہ بھی تو کوئی لمحہ بھی اس کا دل جلانے کا نہیں جانے دیتا تھا اور اس دن پارٹی میں،وہ سب بھول کر مسکراتی ہوئی اس کی آواز پر اسے داد دینے ہی تو آ رہی تھی سب بھول کر اس کا شکریہ ادا کرنے ہی تو آ رہی تھی۔

اسے کہنا چاہتی تھی وہ بلکل غلط تھی جو سوچتی تھی صرف زرداد ہارون ہی ان کی تقریب کو چار چاند لگا سکتا تھا۔اس نے اپنی آواز کا جادو جگا کر اس تقریب میں جان بھر دی ہے۔

پر ہوا کیا موحد اس کے بارے میں ایسے جملے بول رہا تھا جو اس کے بیس سال پہلے والی ذہنی پسماندگی کو جھنجوڑ گئے تھے۔وہ کب احساس کمتری کا شکار تھی،وہ کب اپنی ظاہری جسامت کو اپنی کمزور سمجھتی تھی وہ تو ایسی لڑکی تھی جو اس طرح کے احساس رکھنے والوں کا سہارا بن جاتی تھی۔ان کو اس سب سے باہر نکل کر مضبوط ہونے کا حوصلہ دیتی تھی۔

اور پھر موحد کے وہ الفاظ جس نے اسے اندر تک گاڑ دیا کہ کوئی اس شادی نہیں کرے گا اس نے تو آج سے پہلے اپنی شادی کے متعلق یوں

سوچا تک نہیں تھا۔

اور پھر چل نکلا تھا یہ ضد کا دور جس میں وہ بھول گئی تھی سب اور آج اتنی جنگ کے بعد وہ سب ہارے کھڑی تھی۔

دل،انا،غرور،ضد سب ہار گئی تھی سب کچھ بچا تھا تو کیا صرف موحد کی محبت،وہ محبت جو اسے کمزور بنارہی تھی۔ردا کو کمزور نہیں ہونا تھا۔ اس محبت کو دفن کرنا تھا اپنے ہی اندر کہیں اور پھر ایک نئی زندگی جینی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے گہری سانس خارج کی ایسے جیسے خود کو تیار کرتا ہے کوئی خود سے ہی جنگ کے لیے۔۔۔اور اسے جیتنا تھا اس جنگ میں۔

ثانیہ نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔مناہل سو چکی تھی اور بیڈ پر نیم دراز تھی۔مہتاب آج بھی رات گیارہ بجے کے قریب گھر آیا تھا ۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کمرے میں آیا تھا اور ثانیہ بھی کل کے واقعہ

کے بعد ہمت جما کرتی پیچھے کمرے میں آ گئی تھی۔ مہتاب کپڑے تبدیل کرنے کے بعد واش روم سے باہر نکلا تو اس کو یوں کمرے میں دیکھ کر پہلے ٹھٹکا پھر بے اعتنائی برتتا ہوا بیڈ پر آ کر تکیہ درست کرنے لگا۔

اس کو کیا ہوا آج یہاں آ گئی۔۔۔کن اکھیوں سے ثانیہ کی طرف دیکھا جو پیچھے کمر پر ہاتھ باندھے معصومیت سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔اوپری لب کا ایک کونا منہ میں دبائے کسی سوچ میں ڈوبی۔

بے اختیار اس کی اس ادا پر پیار امڈنے لگا تھا۔دل کی اس بے کلی پر لگاتار جھانپڑ ریسد کیے اور خفگی سے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں کیا کرنے ائی ہو کچھ چاہیے کیا ؟

ماتھے پر بل ڈالے غصے سے پوچھا،ثانیہ نے آہستگی سے سر نفی میں ہلایا۔ پاؤں کو فرش پر دھیرے سے گھماتی سر جھکائے کھڑی وہ اس کی ساری سختی کو پاش پاش کر رہی تھی۔

تو پھر یوں سر پر کیوں کھڑی ہو جا کر سو جاؤ اپنے کمرے میں

نظریں چرا کر کہا اور بے اعتنائی برتتا بیڈ پر مناہل کے ساتھ لیٹ گیا

ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کیا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا پر ثانیہ اب بھی وہیں خاموش کھڑی تھی۔

تم جا کیوں نہیں رہی ثانیہ کیوں تنگ کر رہی ہو

مہتاب جھٹکے سے اٹھا اور لائیٹ پھر سے جلا دی،جیسے ہی کمرہ روشن ہوا نگاہیں اس پر اٹھیں اور پھر دل مچل گیا۔کیا ہے کیوں برداشت آزما رہی ہے۔مہتاب اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

ثانیہ۔۔۔رات بہت ہو گئی ہے جاؤ کمرے میں

قریب جا کر اپنی طرف سے سختی برتی پر وہ تو جیسے اس کے پاس آنے کے انتظار میں تھی آگے ہو کر جھٹ بازو اسے کی کمر کے گرد حائیل کرتی سینے سے جا لگی۔

مہتاب۔۔۔۔معاف کر دیں اب، مانا بہت بڑی غلطی کی ہے

محبت سے سینے میں منہ چھپاتے گزارش کی وہ جو پہلے ہی دوری سے تنگ آ گیا تھا اس کی قربت پر دم سادھے کھڑا تھا۔

میں نے معاف کیا ہے تو تم رہ رہی ہو نا یہاں

مہتاب نے اسے بازو سے تھام کر خود سے الگ کیا جو اب نادم سا چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔

پر ثانیہ بات معافی تلافی کی تو نہیں یقین کی ہے نا جو تمہیں مجھ پر ہونا چاہیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت ہی نرم سا لہجہ تھا اتنے دن کی سختی کے بعد یہ لہجہ ٹھنڈی پھوار جیسا لگا ثانیہ کو،بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہو گئیں ۔

مہتاب مجھے یقین تھا،پر آپ کے غصے سے ڈرتی تھی یاد نہیں ایک دن مناہل کا میک اپ کرنے پر آپ نے کیسے جھاڑ دیا تھا مجھے اور پھر کہا تھا،مجھے ایسے ہی غصہ آتا ہے کبھی کبھی،میں ڈر گئی تھی اس غصے سے رضا نے بھی تو غصے میں آ کر پل بھر میں مجھے چھوڑ دیا تھا جو جینے

مرنے کے وعدے کر چکا تھا بچپن سے،پر آپ نے تو ایسے کوئی وعدے بھی نہیں کیے تھے میں ڈر گئی تھی کہ اس بات کو آپ کیسے لیں گے

ثانیہ بچوں کی طرح متواتر رونے جیسی آواز میں بولے چلے جا رہی تھی اور وہ اسے آج بولنے دینا چاہتا تھا سب غبار نکال لینے دینا چاہتا تھا ۔

بس یہی غلطی ہوئی مجھ سے،سوچا سب خود ہی سنبھال لوں گی آپ کو کھونا نہیں چاہتی تھی،میں آپ سے بہت محبت کرنے لگی تھی

ثانیہ کے گالوں پر آنسو لڑھک گئے۔اور پھر اس سے کچھ بھی بولنا مشکل ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا تو اب میں بتاؤں کہ اگر تم مجھے بتاتی تو کیا ہوتا

مہتاب نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے کہا آنسوؤں میں تر آنکھیں اور بھیگی پلکیں اٹھائے وہ اب مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تم مجھے بتاتی تو میں فوراً اس کے خلاف کوئی ایکشن لیتا،تمہیں اپنے اندر

سمیٹ کر یہ احساس دلاتا کہ تمہیں اس سے ڈرنے کی قطعً ضرورت نہیں ہے یہ گھٹیا مردوں کے طریقے ہیں جس سے ہم واقف ہوتے ہیں،ہر کم ظرف محبوب اور عاشق لڑکی کو ہراساں کرنے کے لیے یہ گھٹیا طریقہ اپناتا ہے اور وہ تو پھر بھی شوہر رہا تھا تمھارا

ثانیہ اب نم آنکھیں لیے اسے سن رہی تھی۔

مجھے تم وقت پر بتاتی تو میں اس کا منہ توڑ دیتا جو تمہیں حلالہ کرنے کے لیے فورس کرتا تھا،اس جاہل کو تو یہ تک نہیں پتا کہ حلالہ جان بوجھ کر کرنا جائیز نہیں ہے اسلام نے شادی کو مزاق نہیں بنایا ہے

مہتاب کے ماتھے پر رضا کے ذکر سے ناگواری کے بل پڑے تھے۔

خیر اب بھی اسے بخشا تو نہیں ہے میں نے اچھا مزہ چکھایا ہے ابھی بھی جیل میں ہے

مہتاب نے فوراً سانس اندر انڈیل کر اپنے غصے پر قابو پایا اور پھر نرمی سے اس کی طرف دیکھا

مہتاب میں اب آپکو کیسے یقین دلاؤں کہ مجھے محبت سے بڑھ کر آپ پر یقین ہے

ثانیہ نے معصومیت سے نم آنکھوں کے ساتھ سوال کیا، جس پر وہ مزید اس کے امتحان کا ارادہ ترک کرتا ہوا اس کے قریب ہوا۔

ا ممم ہاں یہ سوال تو کرنا بنتا ہے تمہارا،پر جواب میں یہاں نہیں اپنے کمرے میں جا کر دیتا ہوں

اسے کے چہرے پر جھکتے ہوئے بھیگے سے شریر لہجے میں جواب دیا،وہ جو پژمردہ سی کھڑی تھی جھینپ گئی زور سے آنکھیں بند کیے مسکا دی۔اور اس کے یوں آنکھیں میچ لینے پر مہتاب کا بے ساختہ قہقہ گونجا تھا ۔

موحد کار سے اترا نگاہیں اٹھائے سامنے دیکھا اور سرخ اینٹوں کی بنی خوبصورت روش پر قدم بڑھا دیے،یہ ایک چھوٹے سے کیفے کے سامنے بنی راہداری تھی جس کے ارد گرد مختلف پودوں کے گملے راہداری کے دونوں اطراف میں قطار در قطار میں کیفے کے دروازے تک لگے ہوئے

تھے۔

کیفے کا شیشے سے بنے دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا ہلکی سی موسیقی اور خنکی کے نے اس کا استقبال کیا،وہ اب لبوں کو ملائے متلاشی نگاہیں ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف دوڑا رہا تھا اور پھر بائیں طرف لگے کرسی میز پر بیٹھے عابد پر نظر پڑتے ہی نگاہ تھم گئی مضطرب سا اس کی طرف بڑھا۔

عابد اس کی آمد سے بے خبر اپنے موبائل کو ہاتھ میں تھامے اس پر گردن جھکائے ہوا تھا۔اور وہ جو پچھلے تین دن سے ایک اضطرابی کیفیت سے دوچار تھا اب اس کی طرف بڑھ رہا تھا،عجیب بے چینی تھی ایک ذہنی دباؤ۔۔۔آفس کے بعد گھر جا کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوتا تو سامنے لگی ردا کی تصویر کو دیکھ کر خود سے نظریں چرانے لگتا اس رات چھت پر اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ تخیل میں آ کر کچوکے لگانے لگتا۔

اپنے الفاظ یاد آنے لگتے جو وہ اس رات اس کے لیے بول گیا تھا حقیقتاً وہ ویسی بلکل نہیں تھی،دراصل اس نے آج تک ردا کو اپنے علاوہ کسی

سے بھی بات کرتے یا پھر کسی بھی قسم کا تعلق روا رکھتے دیکھنے کی کوشش تک نہیں کی تھی اور اب تین راتوں سے وہ ذہن پر زور دے رہا تھا تو اسے کوئی بھی تو ایسا لمحہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور یوں ردا کے اعتاب کا شکار رہا ہو اگر وہ اس پر یوں اپنی طاقت اور اکڑ کا رعب جماتی رہی تھی تو اس نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

پہلی ملاقات سے لے کر آخری لمحے تک اس کی دکھتی رگ پر ہی وار کرتا رہا تھا اور رہی عرفہ احمد کے ساتھ سلوک کی بات تو اس کے پیچھے شائید اس کا حسد پوشیدہ تھا جو موحد کو چاہنے کی وجہ سے تھا۔ یہی وہ ساری باتیں تھیں جن کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے آج عابد کو یہاں بلوایا تھا۔

اسلام علیکم

عابد کے قریب آ کر شائیستگی سے سلام کیا جو اس کے قریب آنے تک اس کو دیکھ کر پہلے ہی کھڑا ہو چکا تھا۔

وعلیکم سلام

عابد نے سنجیدگی سے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور پھر موحد کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی سامنے لگی کرسی پر بیٹھ گیا۔

شکریہ وقت نکال کر آنے کا

موحد نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ ذہن لفظوں کو ترتیب دے رہے تھے

۔

کوئی بات نہیں آپ تھوڑے پریشان لگ رہے تھے رات،خیریت ہے

عابد نے بھنویں سکیڑ کر تشویش ظاہر کی جس پر موحد جزبز ہوا،ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے عابد سب کچھ جانتا ہو۔

ہاں۔۔۔ہاں خیریت ہے

موحد نے بولائے سے انداز میں جواب دیا اور پھر دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھتے ہوئے دھیرے سے مسلا عابد بغور اس کی حرکات و سکنات نوٹ کر رہا تھا۔

دراصل مجھے تم سے ردا کا نمبر چاہیے تھا جرمنی والا

موحد نے خفت پر قابو پاتے ہوئے اپنی بابت کہی عجیب لگ رہا تھا اگر تو وہ اس سب باتوں سے انجان تھا جس کی وجہ ردا گھر چھوڑ کر جرمنی گئی تھی تو وہ کیا سوچے گا کہ شوہر ہو کر نمبر اس کے دوست سے مانگ رہا ہے یہی بات موحد کو نظریں نہیں ملانے دے رہی تھی۔

دوسری طرف تو جیسے خاموشی طاری ہو گئی جواب نا ملنے پر موحد نے نظر اٹھا کر عابد کی طرف دیکھا جو پریشان سا خاموش بیٹھا تھا پھر موحد کے یوں دیکھنے پر سیدھے ہو کر ہاتھ میز پر دھرتا آگے ہوا۔

وہ۔۔۔۔۔۔موحد بھائی رئیلی سوری پر بات یہ ہے کہ اس نے سختی سے منع کیا ہے نمبر دینے سے،ایکچولی نمبر صرف میرے اور سعدیہ کے پاس ہے اس وقت

عابد نے معزرت طلب لہجے میں کہتے ہوئے انکار کیا۔موحد اس کے انداز سے بھانپ گیا کہ اس سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے ظاہر س بات تھی وہ ردا کے بہت قریب تھا،ردا کے یوں جانے کے سبب سے وہ

اچھی طرح واقف تھا۔

جانتا ہوں پر مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے اس سے

موحد نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے مدد طلب نظروں سے دیکھا جس پر عابد مضطرب سا پہلو بدل گیا

موحد بھائی آپ جانتے ہیں اس کو وہ بہت خفا ہو گی، مجھ پر پلیز آپ فورس مت کریں

عابد نے التجائی لہجہ اپنایا اور اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا وہ ہر گز موحد کو ردا کا نمبر نہیں دینا چاہتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانتا ہی تو نہیں ہوں اس کو میں

موحد نے خودکلامی کی آواز آہستہ تھی پر عابد کو با آسانی سنائی دے گئی تھی۔

وہ ایسی ہی ہے ابھی تو آپ کچھ بھی نہیں جانتے اس کے بارے میں

عابد نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے اس کی خود کلامی کا جواب دیا تو موحد

نے چونک کر اس کی طرف دیکھا

مطلب۔۔۔۔؟ سوالیہ نظروں سے عابد کی طرف دیکھا جو اب طنزیہ مگر دکھی سی مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا

جاننا چاہیے آپ کو اسے شائیید اس سے آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو

عابد نے آبرؤ چڑھائے معنی خیز جملہ ادا کیا موحد اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا مطلب وہ سب جانتا ہے۔

ہاں میں جاننا چاہتا ہوں اسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھوئے سے لہجے میں سر ہلاتے ہوئے حامی بھری،عابد نے حیرت سے کچھ دیر اس کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد سانس خارج کی

کار میں ڈرائیو کروں گا،چابی دے دیں

عابد فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور ہتھیلی موحد کے آگے پھیلا کر کہا،اب وہ مسکرا رہا تھا تھوڑی دیر پہلے والی طنزیہ مسکراہٹ کی جگہ اب دوستانہ مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

مطلب۔۔۔؟

موحد نے ناسمجھی کی لکیریں نمودار کرتے ہوئے سوال کیا،وہ ردا کے بارے میں بتانے کے بجائے کار کی چابی کیوں مانگ رہا تھا۔

ردا کو جاننا ہے نا ؟ تو یہاں بیٹھے بیٹھے کیا جان سکیں گے ائیں میرے ساتھ

عابد نے مسکراتے ہوئے کہا موحد ناسمجھی میں اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر چابی عابد کی طرف بڑھا دی جو اب بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے وہ موحد کی ردا کے لیے اس کھوج پر بہت خوش ہو۔

سکول کی اس وسیع عریض عمارت میں بچوں کا شور چاروں اطراف سے گونج رہا تھا،ثانیہ،مناہل کا ہاتھ تھامے ایک لمبی لابی میں سے گزرتے ہوئے جا رہی تھی۔جس کے دائیں اور بائیں طرف مختلف کمرہ جماعت بنے تھے۔

آج مناہل کا رزلٹ ڈے تھے،مہتاب آفس میں بہت مصروف تھا جس

کے باعث اسے اکیلے ہی آنا پڑا تھا۔وہ مناہل کے ساتھ سکول کے اندر پہلی دفعہ ائی تھی۔

مناہل اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اب ایک کمرے میں آ گئی تھی جہاں ایک کلاس ٹیچر کرسی پر براجمان تھیں،مناہل ثانیہ کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑائے بھاگ کر کلاس ٹیچر کے ساتھ بغل گیر ہوئی۔

ثانیہ مسکراتی ہوئی رسمً سلام دعا کے بعد سامنے لگی کرسی پر بیٹھی تو کلاس ٹیچر نے مناہل کا رپورٹ کارڈ اس کو تھاما دیا۔

مناہل بہت اچھے گریڈ میں اگلی کلاس میں پرموٹ ہو گئی تھی یہ بات ثانیہ کے لیے بے حد خوشی کا باعث تھی۔کیونکہ مہتاب کے بہت اسرار کے باوجود وہ مناہل کو کسی ٹیوٹر سے پڑھوانے پر آمادہ نہیں ہوئی تھی۔

بہت زیادہ اچھی پروگرس رہی مناہل کی یہ پچھلے چار ماہ میں،مجھے بہت خوشی ہوئی اس نے اچھے طریقے سے امپرؤو کیا

ثانیہ نے سامنے بیٹھی سکول ٹیچر کی آواز پر رپورٹ کارڈ پر جھکا سر اوپر

اٹھایا۔ مناہل کی اس تعریف پر ثانیہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

جی۔۔۔شی از انٹیلیجنٹ

ثانیہ نے کچھ دور کھڑی مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا،جو کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

یس۔۔۔بٹ کریڈیٹ گوز ٹو یو وہ بہت پر اعتماد اور خوش رہنے لگی ہے اس نے بتایا کہ وہ گھر میں اپنی آنٹی سے پڑھتی ہے ائی تھنک آپ ہیں اس کی آنٹی ثانیہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کلاس ٹیچر نے ستائیشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ثانیہ کی تعریف کی اور سوال کیا،ثانیہ نے مسکرا کر سر ہلایا

تھنکیو سو مچھ ان شا اللہ وہ ایسی ہی کارکردگی دکھاتی رہی گے،میں اس کی آنٹی نہیں سٹپ مدر ہوں

ثانیہ نے محبت سے پھر سے مناہل کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا تو سامنے بیٹھی کلاس ٹیچر حیرت سے دیکھنے لگیں ۔

ثانیہ پھر سے رپورٹ کارڈ پر جھک گئی تھی جب کے کان کچھ دور مناہل اور اس کی دوست کی باتوں کی طرف تھے اس کی دوست مناہل کو اپنی والدہ سے ملوا رہی تھی اور اس کی دوست کی زبان سے بار بار ادا ہوتا مما کا لفظ ثانیہ کے اندر عجیب سی خواہش پیدا کر رہا تھا۔آج کلاس ٹیچر کے منہ سے آنٹی کا لفظ سن کر اس کو ایسے لگا جیسے مناہل کے اتنا قریب ہو جانے اس پر اتنی محبتیں لٹانے کے باوجود کوئی خلا ہے جو ابھی بھی باقی ہے۔وہ مہتاب کے ساتھ اور مناہل کے ساتھ ایک خوش و خرم زندگی گزارنے لگی تھی پر آج کچھ خالی سا محسوس ہوا۔

وہ اپنے خیالوں میں گم تھی جب سامنے بیٹھی کلاس ٹیچر کی آواز پر چونکی

۔

مسز مہتاب اللہ کسی بچے سے اس کی ماں کو جدا نا کرے اور اگر قسمت ایسا کر بھی جائے تو آپ جیسی ماں ہو جو بچے کو اسطرح سنبھال لے ائی ایم ویری پراؤڈ آف یو

کلاس ٹیچر مسکراتے ہوئے ثانیہ کی طرف دیکھ رہی تھی،ثانیہ نے

مسکراہٹ کا تبادلہ کیا

تھنکیو فار دس کمپلیمنٹ ٹیچر

ثانیہ نے خوشگوارایت سے جواب دیا اور ہاتھ ملاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر مناہل کی طرف بڑھ گئی۔

مناہل چلیں بیٹا ؟

مناہل کے پاس جا کر محبت سے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

مناہل تمھاری آنٹی ہیں یہ ؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل کے ساتھ کھڑی چھوٹی سی بچی نے ثانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا،مناہل نے سر اٹھا کر ثانیہ کی طرف دیکھا۔اور پھر سامنے کھڑی بچی کی طرف دیکھا۔

یہ آنٹی نہیں ہیں میری مما ہیں

مناہل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ثانیہ کے ہاتھ کو تھام لیا،ثانیہ نے حیرت سے مناہل کی طرف دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

ویری بیوٹی فل مما مناہل

بچی نے سر کو ہلاتے ہوئے کہا مناہل تو جیسے چہک اٹھی اور وہ جو اس وقت بھی ساکن کھڑی تھی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

مما چلیں

مناہل نے معصومیت سے چہرہ اوپر کیے اس کے ہاتھ کو جھٹکا تو جیسے وہ ہوش میں ائی اور پھر نیچے بیٹھ کر مناہل کو خود سے بھینچ ڈالا۔ ننھا سا وجود اس کے اندر ٹھنڈک اتار گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کار کسی بڑی سی عمارت کے پورچ میں رکی تھی باہر ٹریننگ سینٹر کا بورڈ لگا تھا جسے موحد اچھے سے پڑھ نہیں سکا تھا۔عابد کار کو پورچ میں روکنے کے بعد اب اس کی طرف رخ موڑے دیکھ رہا تھا،موحد حیرت سے پیشانی پر بل ڈالے کار کی کھڑکی سے باہر عمارت کو دیکھ رہا تھا جہاں پورچ کے ایک طرف لان نظر آ رہا تھا۔

اتریں موحد بھائی

عابد کی آواز پر موحد نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا جو اب مسکرا رہا تھا اور اسے اترنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

موحد یونہی اس کی پیروی کرتا کار سے اترا اور اس کے ہمراہ پورچ سے آگے بنے کمروں کی طرف قدم بڑھا دیے ۔

وہاں کچھ لوگ کمروں میں آ جا رہے تھے شائید وہ ملازم تھے یہاں کے ۔

ابھی تک گیٹ پر بیٹھے گارڈ سے لے کر یہاں موجود لوگ عابد کو یوں سلام کر رہے تھے جیسے بہت اچھے طریقے سے جانتے ہوں۔بس ایک وہ تھا جو اب بھی حیران پریشان سا ارد گرد دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

اب وہ ایک آفس نما کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں بیٹھا شخص بہت خوشی دلی سے ان سے ملا تھا اور جیسے ہی عابد نے اس سے موحد کا تعارف کروایا اور بتایا کہ وہ ردا ملک کا شوہر ہے تو وہ شخص تو جیسے بچھ سا گیا جلدی سے سینے پر ہاتھ رکھے مؤدبانہ آگے بڑھا کیونکہ عابد اسے وزٹ کا کر رہا تھا ۔

اب وہ تینوں ایک ھال نما بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔اور وہاں کے منظر نے موحد کو ششدر کر دیا تھا۔

یہ لمبائی کے رخ بنا بڑا سا ہال تھا جہاں جگہ جگہ نٹنگ،پرنٹنگ اور کٹنگ کی مشینیں نصب تھیں اور بہت سے لڑکے اور لڑکیاں مختلف مشینوں پر نٹنگ،کٹنگ اور ڈیزائنگ کا کام سیکھ رہے تھے لیکن حیرانگی کی بات کچھ اور تھی۔

ان میں موجود ہر دوسری لڑکی اور لڑکا کسی نا کسی جسمانی کمی اور خامی میں مبتلا تھا۔کوئی معزور تھا،کسی کا چہرہ جھلسا ہوا تھا،کسی کا اوپری ہونٹ کٹا،کسی کی آنکھ خراب تھی،کسی کی ناک پچکا ہوا تھا۔وہ حیرت سے بنا پلکیں جھپکے دیکھ رہا تھا ایک عجیب سا منظر تھا جیسے یہ کوئی اور ہی دنیا ہو،سب لوگ ہنستے مسکراتے اپنے کام میں مصروف تھے،کسی کو کسی سے بھی جھرجھری یا گھن نہیں آ رہی تھی۔

یہاں کوئی اپنے آپ کو کمتر محسوس کرتے ہوئے کسی دوسرے سے

نظریں نہیں چرا رہا تھا سب لوگ بڑے پرسکون اور پر اعتماد لگ رہے تھے۔

وہ حیرت میں ڈوبا یونہی یک ٹک سامنے دیکھ رہا تھا جب عابد جو کسی سے کوئی بات کر رہا تھا اب اس کی طرف آ کر بلکل اس کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوا

موحد بھائی یہ ردا نے انسٹیٹوٹ بنایا ہے،میں بھی یہیں ملازمت کرتا ہوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ عابد کی آواز سن رہا تھا لیکن دیکھ سامنے رہا تھا۔کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

موحد بھائی وہ سامنے دیکھیں وہ لڑکی جس کے چہرے پر ایک طرف بال ہیں،اس نے سوسائیڈ ایٹمپٹ کی تھی بہت سی نیند کی گولیاں کھا لیں تھیں،پتہ ہے کیوں؟

عابد نے موحد کو سامنے دیکھنے کا کہا جہاں ایک بائیس تئیس سال کی لڑکی مشین پر جھکی کام کر رہی تھی اس کے دوپٹے کی اوٹ سے اس

کے چہرے کا ایک رخ نظر آرہا تھا جو سیاہ تھا ایسے جیسے کسی جانور کے چہرے پر بال ہوں۔بال اس کی آنکھ،گال اور گردن کو ڈھکے ہوئے تھے ۔

لوگ اس سے بچپن سے ہی عجیب سی باتیں کرتے تھے کہ جب یہ پیدا ہونے والی تھی سورج گرہن کے دن اس کی ماں نے دروازے کی اوٹ سے ریچھ کا کرتب دیکھا اسی لیے یہ لڑکی آدھا ریچھ ہے آدھا انسان جب یہ مجھے اور ردا کو ملی تھی یہ بہت زیادہ ڈری سہمی زندگی سے بیزار تھی پر اب دیکھیں کتنی خود اعتماد لگ رہی ہے

عابد اپنی بات کہہ رہا تھا اور موحد دم سادھے سامنے دیکھتا ہوا اسے سن رہا تھا۔

اور وہ لڑکا دیکھ رہے ہیں آپ جو وہیل چیئر پر ہے اس کو اس کی بھابھی گھر میں شام کو تب تک کھانا نہیں دیتی تھی جب تک یہ کچھ کما کر پیسے لے کر نہیں جاتا تھا،جس دن یہ ردا سے ملا یہ خالی ہاتھ سڑک کے کنارے اپنی چیزیں خریدنے کے لیے بھیک مانگ رہا تھا کہ آج اس

کی ایک چیز بھی نہیں بکی

عابد کا لہجہ دلگیر تھا،موحد اب سامنے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا جو وہیل چیئر پر بیٹھا ہی کمپوٹر پر کام کر رہا تھا۔

اور وہ دیکھیں اس خاتون کو سسرال والوں نے جلانے کی کوشش کی ماں باپ نے بھی قبول نہیں کیا

عابد کی نگاہوں کے اشارے کے تعاقب میں سامنے دیکھا تو دل دہل گیا کمسن لڑکی جھلسے چہرے اور پگھلی بند آنکھ کے ساتھ مسکراتی ہوئی اپنے ساتھ والی لڑکی سے بات کر رہی تھی۔

اور اُس کو دیکھیں ایک لڑکے کے لیے گھر سے بھاگ ائی اور لڑکا پیسے لے کر فرار ہو گیا

موحد نے عابد کی آواز پر گردن گھمائی لڑکی سر جھکائے بیٹھی کچھ سمجھ رہی تھی

میں Rida یہ سب یہاں پہلے نٹنگ کی لیے ٹرینڈ ہوتے ہیں اور پھر

کام کرتے ہیں ان میں سے بہت سے ورکرز کی رہائیش کا انتظام بھی ہے پیچھے ہاسٹل ہے اور کچھ پڑھائی بھی کرتے ہیں

عابد پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے سب کچھ بتا رہا تھا،اور وہ یہ سب دیکھ کر اب اپنی کتنی ہی سوچوں کی خود ہی تردید کر رہا تھا۔

ہر انسان کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں کوئی بھی انسان کبھی بھی سب کے لیے ایک جیسا نہیں ہوتا ہے،اسکا اپنے گھر والوں سے اور سلوک ہوتا ہے،باہر والوں سے اور،وہ کسی کا دوست ہوتا ہے تو کسی کو وہ دشمن لگتا ہے،کسی کے لیے مسیحا ہوتا ہے تو کسی کی محبت ہوتا ہے،وہ خلوت میں کچھ اور ہوتا ہے،وہ لوگوں کی ہجوم میں کچھ اور ہوتا ہے۔

ضروری نہیں ایک انسان اگر آپ کا دل دکھنے کی وجہ بنا ہے تو وہ ساری دنیا میں موجود لوگوں کے دل دکھنے کی ہی وجہ بنا ہو،ہو سکتا ہے اس نے کسی ٹوٹے دل کو جوڑا بھی ہو۔

کوئی بھی مکمل نہیں ہے یہاں،ہر شخص خوبیوں اور خامیوں کے ملاپ ہے ظاہر اور باطنی خامیاں،حسد،جلن،آگے نکلنے کی خواہش،خوبصورت نظر

آنے کا خبط،طاقت کا نشہ،مہارت پر غرور،عبادتوں پر تنی گردنیں،یہ سب اس دنیا میں انسانوں کے نفس کی بیماریاں ہیں جو کسی وقت میں کسی پر بھی حاوی ہوتی ہیں۔

لیکن اس نفس کی بیماری میں مبتلا انسان کبھی اچھا ہو ہی نہیں سکتا یہ ان پر قابو پا ہی نہیں سکتا یہ کہنا سراسر غلط ہے۔بعض اوقات ہم اپنی نفس کی بیماری سے بے خبر کسی اور پر یوں انگلی اٹھائے کھڑے ہوتے ہیں جیسے اس سے بڑا مجرم کوئی نہیں۔

موحد نے بھی ردا کے ساتھ کچھ ایسا ہی کیا تھا اور وہ انسان تھی اپنی غلطی کا اطراف کرنا اس جیسی طاقت ور لڑکی کے لیے کتنا کٹھن تھا لیکن وہ جھکی تھی اور آج اس کو محسوس ہو رہا تھا اس کو بھی اپنی غلطیوں کا اطراف کھلے دل سے کرنا چاہیے۔

ردا کے لیے دل میں نفرت چھٹ گئی تھی اور اب تو وہ کسی اور ہی مقام پر پہنچ چکی تھی جس میں کوئی کسی کی بہت عزت کرتا ہے۔ عابد پتا نہیں اسے کیا بتا رہا تھا اچانک وہ خیالوں کے بھنور سے باہر آیا تو اس

کی آواز سنائی دی

اور ان میں سے تو اب بہت سے ورکر جرمنی بھی جائیں گے

عابد نے مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی جس میں سے آدھی بات وہ سن ہی نہیں پایا تھا۔

ردا نے نا صرف ان کو روزگار دیا بلکہ اپنی اس جسمانی کمزوری سے لڑنا بھی سیکھایا ہے ان کو بتایا ہے زندگی میں جینے کے لیے خوش رہنے کے لیے ظاہری خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اپنی جسمانی کمزوری کو عیب سمجھنا خدا کی دی ہوئی زندگی جیسی نعمت سے انکار کرنا ہے

عابد اب کھوئے سے لہجے میں کہہ رہا تھا اور پھر ایک دم سے سیدھا ہو کر سب کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کیا

سنو سب ادھر دیکھو کون ملنے آیا ہے آج آپ لوگوں سے

عابد کے یوں اونچا پکارنے پر سب لوگ متوجہ ہوئے تھے اور اب جا کر ان سب کی توجہ موحد پر گئی تھی اب سب آنکھوں میں ناشناسائی کی

چمک لیے موحد کی طرف دیکھ رہے تھے۔

یہ آپ لوگوں کی ردا میم کے ہزبنڈ ہیں مسٹر موحد عالمگیر

عابد نے خوشگوار لہجے میں مسکراتے ہوئے موحد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کا تعارف کروایا۔سب لوگوں کے چہروں پر یکایک مسکراہٹ بکھر گئی۔

ان میں موجود لڑکے اب باری باری آگے بڑھ کر موحد سے مصافحہ کر رہے تھے۔ان کے چہروں پر انوکھی سی خوشی کی رمق تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر یو آر لکی مین

وہیل چیئر پر بیٹھے لڑکے نے موحد کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام کر گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔موحد اس کی بات پر ساکن ہوا۔۔۔

اور پھر اسی فقرے کے گونج لیے وہ بلکل خاموش سا واپس لوٹ آیا تھا عابد اس کی طرف دیکھتا رہا لیکن اس نے موحد سے کوئی بات بھی نہیں کی تھی ہاں البتہ اب عابد کا وہ روکھا پن جو موحد کے لیے تھا اب یکسر

بدل گیا تھا۔

امی چلیں بات کر لیں اس سے کب سے فون کر رہا ہے ثانیہ نے صالحہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فون کو ان کے سامنے کیا،جس پر فون رنگ گونج رہی تھی اور سکرین پر موحد کا نام جگمگا رہا تھا

نہیں کرنی مجھے اس سے بات،بند کر دو تم فون

صالحہ بیگم نے ناگواری سے چہرے کا رخ موڑتے ہوئے بات کرنے سے انکار کر دیا،ردا کے چلے جانے کے بعد سے اب چار ہفتے ہونے کو ائے تھے صالحہ بیگم موحد سے ناراض تھیں۔

امی وہ بہت پریشان ہے،سرمد بھائی ہیں تو وہ اس سے بات نہیں کر رہے ہیں، دیکھیں اس سب میں اس کا کیا قصور ہے،ردا نے زیاتی کی اس کے ساتھ شادی کی سب کیا اور اب وہ خود چھوڑ گئی اس کو

ثانیہ ہاتھ کو ہوا میں اٹھائے پیشانی پر بل ڈالے صالحہ کو سمجھا رہی تھی۔ آج وہ گھر سے خاص طور پر صالحہ کی بات موحد سے کروانے ائی تھی۔

صحن میں درخت کے نیچے لگی ایک کرسی پر وہ بیٹھی تھی اور سامنے صالحہ بیگم

نہیں مجھے سرمد بتا رہا تھا اس نے جینا حرام کر رکھا تھا ردا کا،وہ تو اب اس سے طلاق نہیں لینا چاہتی تھی،مہتاب نے تم سے تو اس حوالے سے کچھ بھی بات نہیں کی لیکن سرمد کو سب پیغام دکھائے ہیں اس نے ردا کے

صالحہ بیگم اب غصے سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ اسے سب بتا رہی تھیں۔جو اب موحد کی کال کاٹ رہی تھی۔

آفس میں کسی لڑکی کے ساتھ افیر چل رہا تھا نواب کا اس پر پیسے لٹا رہا تھا۔۔۔اسی لیے ردا چھوڑ گئی اسے

صالحہ نے نفرت آمیز لہجے میں بات میں اضافہ کیا تو ثانیہ نے تاسف سے ارد گرد نگاہ دوڑائی

امی وہ بات ابھی میری اس سے نہیں ہوئی ہے وہ ابھی سہی سے کچھ

نہیں بتا رہا مجھے بس آپ سے بات کرنا چاہتا ہے،آپ ایک دفعہ اس کی بھی بات سن لیں

ثانیہ نے پھر سے موبائل کی سکرین پر موحد کے چمکتے نام کو دیکھ کر صالحہ سے بات کرنے کی منت کی

مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس سے،کہہ دے اسے اور اب ملتان آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے

صالحہ نے سختی سے نا صرف انکار کیا بلکہ وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ثانیہ نے فون کی سکرین پر انگوٹھے کی مدد سے کال اٹھانے کے آپشن کو منتخب کیا اور کان سے لگایا۔

موحد امی نہیں کرنا چاہتی تم سے بات

افسردہ سے لہجے میں اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی بول پڑی،دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی جس کا دورانیہ طویل ہوتا دیکھ کر ثانیہ پھر سے گویا ہوئی

ردا کی کوئی خبر۔۔۔؟

آہستگی سے سوال کیا دوسری طرف پہلے موحد کے گلا صاف کرنے کی آواز ائی ایسے جیسے کوئی بہت دیر خاموش رہنے کے بعد بولنے کی تیاری کرتا ہو

نہیں اس کے دوستوں سے رابطہ ہے اس کا پر اس نے نمبر دینے سے منع کر رکھا ہے

موحد کی آواز بہت آہستہ سی تھی وہ بات کرنے کے دوران بھی بار بار گلا صاف کر رہا تھا۔ اس وقت وہ لان میں موجود چبوترے پر بیٹھا تھا،جہاں سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا،چائے کا خالی کپ پڑا تھا۔

خاموشی اور ندامت اب اندر ہی اندر عجیب طرح سے کاٹنے لگی تھی،تابندہ بیگم تو اسے دیکھتی تک نہیں تھیں اکثر ان کی ملک جہانزیب سے اس بات پر جھڑپ بند کمرے سے سنائی دیتی تھی کہ موحد ابھی تک اس گھر میں کیا کر رہا ہے ۔

اور یہاں اس کے اپنے گھر والے وہ اس سے بات تک نہیں کر رہے تھے،وہ جو یہ سمجھا تھا شروع میں کہ ردا کا یوں چلے جانا سب ٹھیک کر گیا ہے اس کا سوچنا سب غلط تھا۔اس کے جانے کے بعد سب بدل گیا تھا۔اس کے اپنے اس سے سخت ناراض تھے اور خود اس کا ضمیر اسے احساس جرم کی مار دے رہا تھا۔

وہ بلکل خاموش فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔ثانیہ کی آواز دوسری طرف سے گونجی۔

تو تم بتاؤ اس لڑکی سے شادی کب کر رہے ہو پھر ؟ کر لو اب اور خوش رہو اب ردا کی فکر کیوں کھائے جا رہی ہے تمہیں وہ اجازت دے تو گئی ہے تمہیں

ثانیہ نے تلخ لہجے میں طنز کیا،موحد کی پیشانی پر یک لخت بل پڑے

میں کسی لڑکی سے شادی وادی نہیں کر رہا ہوں

موحد کا لہجہ اب اکھڑا ہوا تھا،اچانک عرفہ کا چہرہ اور اس رات کی ساری

گفتگو ذہن میں گھوم گئی اتنے دن سے عرفہ سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اب مجھے بتاؤ تمھاری اصل پرابلم ہے کیا پھر ؟

ثانیہ نے بھی متواتر اکھڑے لہجے میں سوال کیا

ردا سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اس سب میں جتنا اس کا قصور تھا اتنا میرا بھی تھا وہ اکیلی سزا کیوں بھگتے،اور اس کو یوں میری وجہ سے اپنے ماں باپ اور گھر کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا یہ سمجھانا چاہتا ہوں اسے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے روانی میں اسے بتایا کہ وہ اب کیا چاہتا ہے،حقیقت میں وہ پرسکون ہونا چاہتا تھا کیونکہ کے ضمیر کی ملامت بہت بری ہوتی ہے اور موحد جیسے خود دار انسان کے لیے ضمیر کا یوں اس کے سامنے تن کے کھڑے ہو جانا اور اسے ملامت کرنا یہ سب اب برداشت سے باہر تھا۔

اور ردا جو تم سے محبت کرتی ہے وہ ؟

ثانیہ نے آہستگی سے پوچھا،موحد کی بھنویں ایک دم سے اچک گئی تھیں۔

وہ جزباتی ہے صرف کوئی محبت نہیں ہوئی اسے مجھ سے اور اب تک تو شائید اسے خود بھی یہ بات سمجھ آ گئی ہو گی

موحد کے لہجے میں ندامت تھی پر آج بھی وہ محبت پر یقین نہیں کیے ہوئے تھا،اسے اب یہ سب ردا کے نرم دل ہونے کا سبب لگ رہا تھا اس نے ردا کی تیمارداری کی اور بس وہ ان جزبات کو محبت سمجھنے لگی۔

آپی یار امی کو سمجھاؤ بات کر لے مجھ سے ایک بار اس سب میں میرا اتنا قصور نہیں ہے،میں گھر آنا چاہتا ہوں ایک دفعہ

موحد نے التجائی لہجے میں پھر سے وہی بات دہرائی جو وہ کل سے ثانیہ سے کہہ رہا تھا۔دل کسی طرف سے بس سکون چاہتا تھا۔

تم ابھی فون مت کرو ان کو،کچھ دن اور ٹھہر جاؤ پھر میں خود بات کروا دوں گی تمھاری،چلو اب اپنا خیال رکھو

ثانیہ نے اس کے خاموش ہو جانے پر بات ختم کی،اور وہ بس سر ہلا کر

رہ گیا

اللہ حافظ

پژمردہ سے لہجے میں اللہ حافظ کہتا ہوا وہ اب فون بند کر چکا تھا۔ثانیہ نے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے جہاں صالحہ بیگم کو اسے رات ہونے سے پہلے منانا تھا۔

موحد نے لیپ ٹاپ بند کیا اور بالوں کو ہاتھوں میں جکڑ کر گردن پیچھے کے رخ کرتے ہوئے کمر کو کرسی کی پشت سے ٹکایا اور نگاہیں چھت پر جما دیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چبوترے کی تکونی چھت کے بیچ و بیچ ردا مسکا رہی تھی،پھر رونے لگی جیسے اس دن چھت پر رو رہی تھی سرخ آنکھیں،متورم چہرہ،موحد جلدی سے سر جھٹک کر سیدھا ہوا،اسکا چہرہ پریشان تھا اور نگاہیں پرسوچ تھیں۔

گاڑی کی چابی کو جیب میں رکھتے موحد اب پورچ سے ہوتا ہوا عابد کے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔وہ رات ہی سوچ چکا تھا کہ آج عابد سے

پوچھنے جائے گا کہ اس نے ردا سے بات کی اس کے بارے میں یا نہیں

۔

دراصل وہ عابد سے کہہ چکا تھا کہ وہ ردا سے کہے کہ ایک دفعہ بس اس سے بات کر لے،وہ عابد کی طرف سے جواب کا انتظار کرتا رہا تھا پر جواب نا آنے پر آج ٹریننگ سینٹر پہنچ گیا تھا۔ ابھی وہ آفس کی کچھ دوری پر ہی تھا جب اندر سے سنائی دیتی آوازوں پر قدم لمحہ بھر کو منجمند ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا کا نمبر دو تم بس مجھے زیادہ بحث نہیں چاہیے سمجھے

یہ کوئی مردانہ سخت سی آواز تھی،موحد تیزی سے قدم اٹھاتا آفس میں داخل ہوا تو احمر نے عابد کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ رکھا تھا اور اس پر چیخ رہا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے ؟ چھوڑو اسے۔۔

موحد جلدی سے آگے بڑھا اور احمر کے بازو کو جھٹکتے ہوئے عابد کو

چھڑوایا جب کے وہ اب موحد کو حیرت اور بد حواسی سے دیکھ رہا تھا۔
پھر غصے سے عابد پر ایک نگا ڈالی اور باہر نکل گیا

یہ۔۔۔؟

موحد نے باہر جاتے احمر کی پشت کی طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے عابد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

احمر ہے دوست ہمارا

عابد نے اپنا کالر درست کرتے ہوئے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے پرسکون لہجے میں جواب دیا

تو یہ تمہیں کیوں مار رہا تھا ایسے ؟

موحد نے آبرؤ چڑھائے تشویش ظاہر کی

لمبی کہانی ہے چھوڑیں موحد بھائی،آپ بتائیں کیسے ہیں،کیسے آنا ہوا ؟

عابد نے لاپرواہی سے ہوا میں ہاتھ مارتے ہوئے جواب دیا

نہیں تم بتاؤ مجھے،جہاں تک میں نے سنا وہ ردا کا نمبر مانگ رہا تھا تم

سے

موحد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور بھنویں سکیڑتے ہوئے سوال کیا

ہاں مانگ رہا تھا۔۔۔

عابد نے اثبات میں سر ہلایا انداز ہنوز پرسکون تھا

تو اس کو کیوں نہیں دیا نمبر یہ تو ردا کا بیسٹ فرینڈ ہے نا

موحد نے تجسس سے پوچھا،عابد مسکرا دیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں وہ تو ہے پر بیسٹ فرینڈ ہونے کے ساتھ جو اس کو کچھ مہینوں کے بعد دورہ پڑ جاتا ہے اس کے پیش نظر ردا اسے نمبر نہیں دے کر گئی

عابد نے معنی خیز جملا ادا کیا جس پر موحد نے الجھ کر دیکھا،عابد نے بیٹھنے کے لیے کرسی کی طرف اشارہ کیا

مطلب سمجھا نہیں میں ؟

موحد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا،ایک تو اسے عابد کا یہ پرسرار

سا انداز الجھا دیتا تھا

چھوڑیں موحد بھائی لمبی کہانی ہے

عابد نے گہری سانس لے کر بات کو ٹالا جبکہ لبوں پر ابھی بھی مسکراہٹ تھی۔

نہیں بتاؤ مجھے

موحد بضد ہوا جس پر وہ اپنے مخصوص انداز میں کچھ دیر خاموشی سے موحد کی طرف دیکھتا رہا پھر گویا ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ جو احمر ہے نا چند ماہ بعد اس کا ردا کے لیے عشق جاگ اٹھتا ہے

عابد نے خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے اسے حقیقیت سے آگاہی دی،موحد کی پیشانی پر پڑے بل ختم ہوئے

یہ صاحب کالج کے زمانے سے ہی ردا سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں،ردا اچھا سنا دیتی ہے اس کو تو چپ ہو جاتا ہے اور پھر میں صرف دوست ہوں یہ۔۔۔وہ کہہ کر ردا کو رام کر دیتا ہے

عابد دائیں بائیں سر کو جھلاتے ہوئے بات کو جاری رکھے ہوئے تھا۔

لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر وہی سب اب بھی جب ردا نے آپ کو چھوڑا تو اس کا عشق پھر سے جاگ اٹھا ہے یہ ردا کو سمجھانا چاہتا ہے اسے اپنی محبت کا یقین دلانا چاہتا ہے

عابد نے مسلسل بولتے ہوئے آگے ہو کر میز پر بازو دھرے جبکہ موحد اب ہم تن گوش تھا

اس کی ان ہی حرکتوں کی وجہ سے وہ اسے نمبر نہیں دینا چاہتی ہے اور یہ بضد ہے

عابد نے کندھے اچکائے اور بات کو اپنی طرف سے ختم کر دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

آپ بتائیں کیسے ائے ہیں

عابد نے پھر سے آنے کا سبب طلب کیا،موحد جو ان سب باتوں کی وجہ سے اندر کھلبلی سی مچ جانے پر پریشان حال بیٹھا تھا جلدی سے سیدھا ہوا

۔

میں۔۔۔ویسے ہی آفس سے جلدی نکلا تھا تو سوچا یہاں کا چکر لگاتا جاؤں

موحد نے سیدھے ہوتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا جس پر عابد نے قطعاً یقین نہیں کیا

بہت اچھا کیا

عابد معنی خیز مسکرایا،اور خاموش ہو گیا جانتا تھا موحد کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔

تم نے بات کی ردا سے میرے بارے میں ؟

موحد اصل بات پر آیا،عابد شرمندگی سے نگاہیں چرا گیا

اس نے کہا ہے وہ بات نہیں کرنا چاہتی کسی سے بھی اور آپ سے تو بلکل نہیں

عابد نے آہستگی سے تاسف بھرے لہجے میں اس کی بات کا جواب دیا تو

وہ خاموش ہو گیا ایک لمحے کو دل کیا زبردستی عابد سے موبائل چھین کے بہت سے کام تھے جو Rida لے،جرمنی جانا اتنا آسان نہیں تھا اس وقت اس کے کندھوں پر تھے ۔

پر تابندہ بیگم اور ملک جہانزیب کی اداسی اور اپنے اندر کی بے کلی بھی جان کا عذاب بن رہی تھی۔

اچھا پھر میں چلتا ہوں

اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہاں سے نکل گیا بنا پیچھے دیکھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیشے کی طرح چمکتے آفس میں لگی جہازی سائیز میز کے پیچھے ردا سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس کرسی پر براجمان تھی۔ایک ہاتھ سے فون کو کان سے لگائے اور دوسرے ہاتھ میں قلم تھامے سامنے رائیٹنگ پیڈ پر رکھے وہ خلا میں گھور رہی تھی۔

فون کے دوسری طرف موجود عابد آج پھر موحد کے آنے اور آ کر اس کا نمبر مانگنے کے بارے بتا رہا تھا اور وہ یونہی دم سادھے سن رہی

تھی۔

ردا نے قلم کو زور سے کاغز پر دبایا کاغز اندر کو دھنستا ہوا ایک کالا چھوٹا سا نقطہ وہاں چھوڑ گیا ۔ پھر جیسے ہی عابد نے اپنی بات مکمل کی ردا نے کاغذ پر موجود اُسی نقطے کے ایک سرے کے گرد دائیرہ کھینچا دیا۔

وہ خود بھی اپنے گرد ایک ایسا ہی دائیرہ کھینچ چکی تھی جس میں سے ایک اصول یہی تھا جس پر عمل کرتے ہوئے اسے موحد کی آواز تک نہیں سننی تھی۔پر اس کے یہاں آنے کے بعد سے جیسے عجیب سی تبدیل ائی تھی موحد کے آگے اس کے سارے پوشیدہ عمال کھلنے لگے تھے اور اب بقول عابد کے وہ نادم ہے شائید۔اس سے پہلے عابد پھر سے موحد کی سفارش میں بولنا شروع کرتا ردا نے اس کی بات کاٹ دی۔

کوئی اور بات ہو سکتی ہے کیا ؟ اب جب بھی تم سے بات ہو تم موحد،موحد کی رٹ کیوں لگائے رکھتے ہو میرے سامنے

ردا نے آہستگی سے دلگیر لہجے میں کہا،ایک ماہ دس دن ہو چکے تھے اور عابد اسے ہر فون پر موحد کے قصے اس کی آمد سنانے بیٹھ جاتا تھا اور یہ

ساری باتیں اسے کھینچ کر پھر پیچھے لے جاتی تھیں۔

اس لیے کہ وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے، وہ آج بھی آفس آیا تھا تم کر لو نا اس سے بات،ائی تھنک وہ شرمندہ ہے اپنے رویے پر

عابد نے اپنی طرف سے آنے والے خیال کو ظاہر کیا ردا نے کچھ بھی بولنا مناسب نہیں سمجھا۔

دیکھو کوئی تو ایسی بات ہو گی جو اُسے کرنی ہو گی تم سے

عابد نے پھر سے موحد کی وکالت کی ردا نے قلم کو پھینکنے کے انداز میں میز پر رکھا

میں نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا ہے میں اس کی آواز تک نہیں سن سکتی تم میری پوزیشن نہیں سمجھ سکتے

ردا نے حدر درجہ لہجے کو متوازن رکھتے ہوئے جواب دیا،سچی محبت یوں ہی ہوا کرتی ہے یہ ایک دلدل ہوتی ہے جس میں انسان نہیں اس کا دماغ دھنستا چلا جاتا ہے اب اس دلدل سے کوئی انسان ایک جھٹکے میں

باہر نہیں آ سکتا ہے۔اس دلدل سے اپنے دماغ کو نکالنے کے لیے بہت زیادہ وقت،سکون اور زندگی جینے کی چاہ درکار ہوتی ہے اور بعض اوقات تو انسان ایسا ناکام ہوتا ہے کہ یہ دلدل اسے نگل جاتی ہے۔

اور ردا کا حساب اب کچھ اسی طرح تھا وہ بڑی مشکل سے خود کو کچھ بہتر کر پائی تھی اور اب موحد کی آواز سن کر پھر سے واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔وہ اسی طرح ضبط کرتے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی اور عابد متواتر اسے سمجھا رہا تھا

مضبوط بننا ہے تو پوری طرح بنو نا یہ کیا بات ہوئی اس کے نام پر بھی رہنا چاہتی ہو اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی ہو

عابد نے اب کی بار سخت لہجے میں کہا

اگر اس نے پھر سے طلاق کا مطالبہ کر دیا تو ؟

ردا کی آواز بہت آہستہ تھی ایسے جیسے خودکلامی کی ہو،دوسری طرف اب عابد نے اس کی اس بات پر چپ سادھ لی تھی

محبت تو وہ عرفہ سے کرتا ہے نا،کیا پتا وہ اسے فورس کر رہی ہو کہ چھوڑ دو ردا کو اسی لیے وہ بات کرنے کے لیے اتنا بے تاب ہو رہا ہو

ردا کا لہجہ رنجیدہ تھا

ردا تو پھر اس بات پر میں تمہیں کہوں یہ پاگل پن ہے،ایک ایسے انسان کے لیے بیٹھے رہنا جو کسی اور سے محبت کرتا ہو،میری مانو تو تم چھوڑ دو موحد کو،احمر سچ میں بہت محبت کرتا ہے تم سے،نکلو موحد کے چکر سے جو ہوا سو ہوا اور ویسے بھی وہ اپنے حصے کی معافی مانگ کر سارا حساب برابر کرنا چاہتا ہے

عابد نے ایک ہی سانس میں سمجھایا

میرا خیال ہے مجھے فون بند کر دینا چاہیے

دوسری طرف سوگوار لہجے میں جواب آیا اور پھر ساتھ ہی فون بند ہو چکا تھا۔

ردا۔۔۔ردا۔۔۔۔

عابد نے اسے بے ساختہ پکارا پر دوسری طرف وہ فون بند کر چکی تھی عابد نے فون کو دیکھا اور پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی۔فون کو آہستگی سے میز پر رکھ دیا

وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور شیشے کی بنی اس دیوار کے سامنے آ گئی۔موحد عالمگیر ایک ایسا نام جو اب اس کے دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر دیتا تھا ۔

اس کا دل جانتا تھا وہ کسطرح خود کو روز سمیٹتی تھی۔موحد کی یاد اس کے ساتھ گزرے پل ساری باتیں وہ جیتی تھی پر اس ایک رات پر آ کر سب ختم ہو جاتا تھا۔موحد پر لاکھ اس کی اچھائیاں کھل گئیں تھیں پر اس نے موحد کے ساتھ جو بھی کیا غلط تھا اور غلط رہے گا ہمیشہ وہ آج جو سب دیکھ رہا ہے صرف اسی کی وجہ سے تھا وہ یہ سب کیسے بھول سکتی تھی۔

مہتاب بیڈ پر گہری نیند سوئی مناہل پر کمبل اچھی طرح درست کرتا ہوا

سیدھا ہوا سامنے نظر ثانیہ پر پڑی جو بیڈ پر ہی ایک طرف بیٹھی تھی۔وہ آفس سے آنے کے بعد شام سے یہ بات نوٹ کر رہا تھا وہ آج معمول کے برخلاف خاموش تھی۔

کیا ہوا۔۔۔؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو ؟

آہستہ سے قدم اٹھاتا ثانیہ کے قریب آیا ثانیہ نے اس کے سوال پر سر اٹھایا اور پھر نگاہیں گھما کر مناہل پر جما دیں جو اس وقت گہری نیند سو رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل کو لے کر پریشان ہو رہی ہوں

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا نگاہیں ہنوز مناہل پر ٹکیں تھیں،اور انداز پریشان تھا،مہتاب نے بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں ایک نگاہ مناہل پر ڈالی۔

مناہل کو لے کر۔۔۔؟ کیا ہوا مناہل کو ایسے کیوں کہہ رہی ہو ؟

مہتاب نے پیشانی پر پریشانی کے شکن نمودار کرتے ہوئے سوال کیا اور

چند قدم اس کی طرف آگے بڑھا۔

نہیں اللہ رحم کرے مناہل کو کیوں کچھ ہو گا،بس اب آپ کو وقت دینا ہو گا مناہل کو زیادہ سے زیادہ،میں نہیں دے سکوں گی

ثانیہ نے گہری سانس لے کر پریشان سے لہجے میں جواب دیا اور اٹھ کر مہتاب کے مقابل کھڑی ہو گئی جس کے ماتھے پر پریشانی کے بل مزید گہرے ہوئے

ایسے کیوں کہہ رہی ہو تم کہیں جا رہی ہو کیا ؟ کیوں پریشان کر رہی ہو صاف بات کرو نا

مہتاب مضطرب ہوا،اسے ثانیہ کا لہجہ اور باتیں بے چین کر گئی تھیں دل میں عجیب سا خوف سر اٹھا رہا تھا۔

نہیں جا تو کہیں نہیں رہی پر میں ایک ساتھ دو بچوں کو کیسے سنبھال پاؤں گی،مناہل کسی بھی صورت اگنور نہیں ہونی چاہیے

ثانیہ نے سنجیدہ سے لہجے میں اپنی بات کہہ کر معصومیت سے مسکراہٹ

دباتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھا جس کو اس کی بات سمجھنے میں چند سکینڈز لگے تھے اور پھر جیسے ہی بات سمجھ ائی ماتھے پر پڑے بل ختم ہوئے اور خوشگوار حیرت سے منہ کھل گیا۔

کیا کہا۔۔۔؟ مطلب۔۔۔

ایک دم سے بتیسی نکالے سر کو نفی میں ہلاتے سوال کیا ایسے جیسے اس کی بات پر خود کو یقین دلا رہا ہو جبکہ ثانیہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی،گال گلال ہو رہے تھے۔پھر لجاتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ مائی گاڈ۔۔۔

مہتاب کی خوشی دیدنی تھی پرجوش انداز میں آگے بڑھا اور فرط جزبات میں اسے اپنے حصار میں لیا۔

بس بس مناہل اٹھ جائے گی

ثانیہ نے کھلکھلاتے ہوئے مصنوعی خفگی ظاہر کی مہتاب اب مسلسل ہنس

رہا تھا

خوش ہیں آپ ؟

محبت سے چہرہ اوپر کیے پوچھا جبکہ اس کے انگ انگ سے پھوٹتی بے پناہ خوشی کہاں اس سے مخفی تھی۔آج صبح جب اسے یہ پتا چلا تھا وہ تب سے ہی سوچ رہی تھی کہ یہ بات مہتاب کو کیسے بتانی ہے یہ سارا ڈرامہ اس پر ہی تھا۔

بہت بہت زیادہ اور تم خوش ہو ؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہتاب نے بھرپور انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہی سوال اس سے پوچھ ڈالا جو سرشار سے اس کے چہرے کو محبت سے دیکھ رہی تھی

۔

مجھے تو یقین نہیں آتا اپنی قسمت پر وہ کونسی نیکی تھی جس کے بدلے خدا نے آپ کا ہمسفر ہونا لکھ دیا اور اب یہ خوشی دے کر مکمل کر دیا

ثانیہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مدھر سے لہجے میں کہہ رہی تھی اور وہ

اس کی آنکھوں میں چمکتی خوشی کی نمی میں ثانیہ کے چہرے کا عکس تھا ۔

اور پتا ہے مجھے کیا لگتا تھا نائیلہ کے بعد جیسے سب ختم ہو گیا،پر تم نے زندگی میں آ کر پھر سے جینا سیکھا دیا،خوش رہنا سیکھا دیا،مناہل کو سنبھال لیا اور اب یہ خوشی دی

مہتاب نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے قریب کرتے ہوئے خود میں سمیٹ لیا جو آنکھیں موندے بھی مسکا رہی تھی۔

پورے کمرے میں کھٹ پٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں اور موحد الماری میں منہ دیے کھڑا تھا۔یہ ردا کی الماری تھی جس میں اس کے کپڑے جوتے اور مختلف کاغزات اور کتابیں پڑی تھیں۔

وہ بہت دیر سے ان سب چیزوں کو جانچنے میں مصروف تھا مقصد صرف ردا کی چیزوں میں سے سعدیہ کا نمبر حاصل کرنا تھا۔شائید کوئی ڈائیری یا ایسا کچھ ہو جس پر اس نے اپنے تمام دوستوں کے نمبر لکھے ہوں۔پر ایسا کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ آج دو ماہ تین دن ہو چکے تھے اسے

گئے اور وہ اپنی بے چینی سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا دل کا بوجھ کم کرنا چاہتا تھا۔

تھک کر وہ اب کمر پر ہاتھ دھرے لبوں کو بھینچے پیشانی پر بل ڈالے گہری سوچ میں کھڑا تھا اور پھر اچانک ذہن میں اٹھ آنے والے خیال کے زیر اثر باہر نکلا قدم تابندہ بیگم کے کمرے کی طرف تھے۔

ہو سکتا تھا ردا کی دوست سعدیہ کا نمبر تابندہ بیگم کے موبائل میں سے مل جائے اسی سوچ کے زیر اثر وہ اب تابندہ بیگم کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔کچھ دیر یونہی کھڑے رہنے کے بعد دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھولے وہ سامنے کھڑی تھیں اور پھر موحد کو سامنے دیکھ کر ایکدم سے ماتھے پر ناگواری کے شکن ابھر گئے تھے۔

کیسی ہیں آپ آنٹی ؟

گلے کو صاف کرتے ہوئے حال پوچھا،ردا کے جانے کے بعد ان کی یہ

پہلی آمنے سامنے گفتگو تھی ورنہ تو اگر سامنا آ بھی جاتا تو بات نہیں ہوتی تھی۔

زندہ ہوں جو تم تو کبھی نہیں دیکھنا چاہتے

کرخت لہجے میں روکھا سا جواب دیا اور گھور کر موحد کو اوپر سے نیچے دیکھا۔

اندر آ سکتا ہوں کیا ؟

ان کے غصے میں بھری نگاہ کا بھی مسکراہٹ میں جواب دیتے ہوئے اندر آنے کی اجازت طلب کی اب وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا دونوں ماں بیٹی کا یہ سخت خول صرف ظاہری ہے اندر سے تو وہ موم کی طرح نرم ہیں۔

تابندہ بیگم کچھ کہے بنا آگے بڑھیں اور خاموشی سے جا کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔ موحد ارد گرد نگاہ دوڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور پھر آ کر ان سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھ گیا۔

چند لمحے یوں ہی خاموش رہنے کے بعد موحد نے ہی بات شروع کرتے

ہوئے خاموشی کو توڑا۔

آنٹی۔۔۔میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں

سر جھکائے نادم سے لہجے میں کہا،تابندہ بیگم نے کوئی بھی جواب دیے بنا سامنے نگاہیں غیر مرئی نقطے پر مرکوز کیں،موحد اس گھر میں ملک جہانزیب کی ضد کی بدولت موجود تھا ورنہ انہیں تو موحد کا وجود کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔

آنٹی دراصل ردا اپنا نمبر دوستوں کو دے چکی ہے اس کی دوست سعدیہ کے پاس اس کا نمبر ہے میں نے بہت کوشش کی پر عابد نمبر نہیں دے رہا

اب کی بار تابندہ بیگم نے چونک کر موحد کی طرف دیکھا تھا ایسے جیسے پوچھ رہی ہوں تمہیں کیسے خبر ہوئی۔

مجھے پتا ہے،پر اب یہ آپ کا کام ہے آپ کیسے سعدیہ سے اس کا نمبر نکلواتی ہیں

موحد نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ان کے چہرے کے تاثرات یکسر اس کے سوچ سے مختلف تھے۔

بیٹا جی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے نمبر نکلوانے کی میری گل ہو چکی اے ردا نال (میری بات ہو چکی ہے ردا کے ساتھ)،شی از مچھ بیٹر ناؤ تم بیکار میں ٹینش نا لو

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھائے اسے آگاہ کیا جس پر وہ اب چونک کر ایک دم سیدھا ہوا

مطلب آپ کے پاس ہے اس کا فون نمبر

حیرت سے پوچھا منہ بھی کھل گیا تھا

ہاں ہے،تمہیں ضرورت نہیں ہے وری ہونے کی ہمارے معاملوں (میں،سانو ساڈے حال تے چھڈ دے (ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو

تابندہ بیگم کا لہجہ اب کی بار زیادہ سخت اور ناگورای لیے ہوئے تھا۔

آنٹی مجھے اس سے بات کرنی ہے،اس کا نمبر مل سکتا ہے کیا

موحد نے التجائی لہجے میں کہا،وہ ایسے ہی عابد کی منتیں کرنے میں لگا رہا یہ ذہن میں ہی نہیں آیا کہ تابندہ بیگم آخر اس کی ماں ہیں یہ کیسے ممکن تھا کہ اتنے عرصے تک وہ اپنی ماں سے رابطہ نا کرے۔

دیکھو وہ بہت مشکل سے وہاں سیٹ ہوئی ہے تم بات نا کرو تو اچھا ہے

تابندہ بیگم نے ناک بھلائے اسے بات کرنے سے منع کیا

آپ غلط سمجھ رہی ہیں مجھے۔۔۔وہ میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اس لیے بات کرنا چاہتا ہوں اس سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے ان کو اپنی بات سمجھائی۔

معافی کس بات کی معافی کیا تو اس نے سب ہے نا تو تم کس بات کی معافی مانگو گے اب اس سے

تابندہ بیگم نے پیشانی پر نا سمجھی کے بل ڈالے سوال کیا

آنٹی۔۔۔آپ نہیں سمجھ سکیں گی آپ اس کا نمبر دے دیں پلیز مجھے

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے التجا کی،تابندہ بیگم نے کن اکھیوں سے

موحد کو دیکھا

نہیں میں اس سے پہلے پوچھوں گی پھر اگر وہ کہے گی تو ہی نمبر دوں گی

تابندہ بیگم نے ایک غصیلی نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نمبر ڈائیل کیا۔

دوسری طرف چند سکینڈز کے بعد ہی شائید ردا نے فون اٹھا لیا تھا۔

ردا۔۔۔وہ۔۔۔موحد بیٹھا ہے میرے کمرے میں تمھارا نمبر مانگ رہا ہے

دوسری طرف شائید خاموشی چھا گئی تھی۔وہ کچھ دیر یونہی بیٹھی رہیں۔

کچھ دن پہلے ہی ردا نے تابندہ بیگم سے خود رابطہ کر لیا تھا۔ موحد اب مضطرب سے کھڑا ان کو دیکھ رہا تھا کچھ دیر بعد تابندہ بیگم نے لب بھینچے موحد کو دیکھا اور پھر کان سے موبائل نیچے کیا

لو بات کرو

تابندہ بیگم نے موبائل موحد کی طرف بڑھایا۔موحد نے حیرت سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے فون لیا اور پھر کان سے لگایا

۔

ہیلو

موحد نے متوازن لہجے میں کہا دوسری طرف گہری خاموشی تھی لیکن فون بند نہیں ہوا تھا۔ایک عجیب سا احساس ہوا وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔

ہیلو۔۔۔ردا۔۔۔۔

موحد نے پھر سے پکارا،مگر کوئی جواب نہیں آیا فون بند نہیں ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے گہری سانس لی اور گویا ہوا

ردا۔۔۔دیکھو یہ سب جو تم نے کیا اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔۔۔۔کچھ دیر خاموش رہا وہ کیوں نہیں بول رہی تھی وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا

اس رات جو بھی ہوا میں مانتا ہوں سب غلط ہوا،میں نے تمہیں جو بھی کہا مجھے ایسا کچھ بھی نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔ بڑے سے نرم سے لہجے میں رک رک کر کہا وہ پہلی دفعہ ردا سے یوں مخاطب تھا۔وہ اب

بھی کچھ نہیں بولی تھی

پلیز ردا۔۔۔ تم واپس آؤ سب بہت پریشان ہیں

التجا کی دوسری طرف خاموشی ہی تھی۔

ردا ائی ایم سوری۔۔۔پلیز مجھے بھی معاف کردو ان سب باتوں کے لیے جتنا قصور تمھارا تھا اتنا میرا پھر تم خود کو اور اپنے پیرنٹس کو سزا کیوں دو،مجھے معاف کر دو

موحد نے مدھم سی آواز میں معافی طلب کی انا،اکڑ،غصہ اور نفرت تو کب سے ختم تھا اب تو فقط شرمندگی اور ردا کے لیے بے پناہ عزت تھی۔اس کی آواز سننے کو دل عجیب طرح بے کل سا تھا۔

معاف کر دیا

بہت ہلکی اندوہ گیں آواز تھی اور پھر اسی لمحے فون بند ہو گیا ۔موحد کا دل عجیب طرح سے ڈوبا ایسے جیسے کوئی بہت اونچائی پر لے جا کر دھکا دے۔عجیب سا احساس جیسے کوئی خواب میں پانی پینے کے بعد بھی پیاس

محسوس کرتا ہے۔

موحد اب ردا کا فون نمبر اپنے موبائل میں نوٹ کر رہا تھا۔

عرفہ نے آہستگی سے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس سامنے میز پر رکھا۔ موحد بلکل سامنے میز پر کہنیاں ٹکائے اور ہاتھوں کے پنجوں کو ملا کر اس پر چہرہ ٹکائے بغور اس کو دیکھ رہا تھا۔

جوس کارنر میں بجتی انگلش موسیقی اور لوگوں کی باتوں کا شور اور موحد کی پیشکش سب کچھ ایک لمحے کے لیے گھوم گیا تھا۔وہ اس سے کیا کہہ رہا تھا کچھ دیر تو کانوں پر یقین تک نہیں آیا پر وہ تو بہت سنجیدہ بیٹھا تھا اور اب اپنے جواب کے انتظار میں تھا۔

موحد لیکن۔۔۔

عرفہ جزبز سی بات کرتے ہوئے رک گئی وہ گہری سوچ میں تھی موحد کی پیشکش بلکل مناسب تھی۔

لیکن ویکن کچھ نہیں تمہیں کیا اس شادی سے انکار ہے

موحد نے بھنویں اچکائیں۔وہ تو اس سب سے بہت خوش تھا اور رات کو وہ ثانیہ کو بھی اس بات کے لیے رضا مند کر چکا تھا۔اور دل کو یہ تسلی بھی تھی کہ سب اس رشتے پر مان جائیں گے عرفہ بہت سلجھی ہوئی اور پڑھی لکھی خوبصورت لڑکی تھی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے بات کرنے دو پہلے اپنے گھر امی کو اعتماد میں لینا ضروری ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عرفہ نے اپنے پریشان ہونے کا اصل وجہ بتائی جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا ہاں یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں کہ اسے بھی تو اپنے گھر میں بات کرنی ہو گی۔

ہاں تو کر لو نا،انکل آنٹی کو بتاؤ،میں بھی بات کرتا ہوں گھر میں بس امی کچھ ناراض ہیں بات نہیں کر رہی مجھ سے لیکن ثانیہ آج بات کرے گی ان سے اس معاملے میں اور مان جائیں گے سب ان شا اللہ

موحد نے پرسکون لہجے میں کہا جس پر عرفہ زبردستی مسکرائی۔وہ ابھی بھی الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔موحد کے پے در پے احسانات تو پہلے سے بہت تھے اور اب یہ اتنی بڑی پیش کش اس کا تو اس نے سوچا تک نہیں تھا۔

اب کیوں اتنی پریشان ہو بھئی

موحد نے ہنستے ہوئے پھر سے پوچھا،عرفہ اکثر باتوں ہی باتوں میں اپنے رشتے کے بارے میں اپنے والدین کی پریشانی کے متعلق اس سے بات کرتی رہتی تھی اور تب سے ہی وہ یہ سب سوچ چکا تھا پر اُس پر اپنی سوچ آج ظاہر کی تھی

نہیں عجیب سا لگ رہا ہے کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہ سب تمھارا اور میرا ایسا رشتہ

عرفہ نے ہنستے ہوئے کندھے اچکائے جس پر موحد نے بھی ہنستے ہوئے سر کو خلا میں جنبش دی۔

تو اب سوچ لو نا میری فیملی بہت اچھی ہے،امی بہت نرم دل کی ہیں اور سرمد بھائی ان جیسا شاندار بندہ نہیں ہے کوئی،بہنیں تینوں بلکل امی پر ہیں ثانیہ تو آج شام کو کال بھی کرے گی تمہیں میں اس سے بات کر چکا ہوں

موحد نے سر جھکا کر مسکراتے ہوئے اسے سب کے بارے میں بتایا تو وہ بھی مسکرادی وہ جانتی تھی موحد کی طرح سب ہی بہت اچھے دل کے مالک ہوں گے۔

سہی ہے میں آج ہی امی سے بات کرتی ہوں

عرفہ نے لب بھینچے سر ہلایا

ہاں کر لو ہو سکتا ہے اگلے ہفتے تک میری امی آ جائیں رشتہ لے کر تمھارے گھر

موحد نے مسکراتے ہوئے کہا تو عرفہ آہستگی سے مسکرا دی اور سامنے پڑا جوس کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔

مدھر سی آواز میں بجتا گیت جو پورے اپارٹمنٹ کے ہر کونے میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

آپ کا ارمان آپکا نام میرا ترانہ اور نہیں۔۔۔۔

ان جھکتی پلکوں کے سوا دل کا ٹھکانہ اور نہیں۔۔۔۔

جچتا۔اا۔اا ہی نہیں۔ں۔ں۔ں آنکھوں میں کوئی۔ی۔ی۔ی۔ی۔

دل تم کو ہی چاہے تو کیا کیجیے۔۔۔۔۔۔

او۔۔۔میرے۔۔۔۔۔دل کے چین ن۔ن۔ن۔

چین ائے میرے دل کو دعا کیجیے۔۔۔۔

گلدان میں سجے سفید اور گلابی پھول اور شیشے کے خوبصورت گول میز پر پڑا گلدان،میز کے گرد لگے ہلکے گرے رنگ کے صوفے اور گول خوبصورت کاؤچ اور لکڑی کا بنا گہرے بھورے رنگ کا فرش ایک طرف اوپن کچن کی شفاف سفید ٹائیلز سے بنی شیلف اس کے پیچھے پوری دیوار میں نسب برتنوں کی الماری،جگہ جگہ دیواروں پر لگی دلکش سجاوٹی

بیش قیمت پینٹنگز کچن کے بائیں طرف تھوڑی سی اونچائی پر رکھا ٹریڈمل اور اس پر دوڑتی ردا ہلکے سبز رنگ میں پہنی ٹی شرٹ کے نیچے سفید ٹریکنگ ٹرایوزر اور سفید جوگرز بالوں کی بنی اونچی پونی جو دوڑنے کی وجہ سے دائیں بائیں کندھوں کو چھو رہی تھی۔اور اس کی خالی سی نگاہیں جو سامنے خلا میں مرکوز تھیں۔

گیت کے بول گونج رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس کے قدم ٹریڈمل پر پوری رفتار سے بھاگ رہے تھے ان تین ماہ میں وہ اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنا اتنا وزن کم کرنے میں کامیاب ہوئی تھی، کبھی تو خود پر ہی یقین نہیں آتا تھا وہ وہی ردا ملک ہے جو کبھی کسی کے لیے خود کو بدلنا نہیں چاہتی تھی پر اب وہ خود کو ہی ایک چیلنج کی طرح لے رہی تھی۔اور یہ سب اس کی زندگی میں پہلی دفعہ ہو رہا تھا۔اور بھی بہت کچھ ایسا تھا جو اس کے ساتھ زندگی میں پہلی دفعہ ہوا تھا۔۔۔

موحد سے یوں اچانک شادی ہو جانا،اس سے انوکھی سی ضد کا جڑ جانا اور پھر اچانک نا چاہتے ہوئے اس سے محبت کا ہو جانا۔

انسان کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا بس یہ ہمارے اندر ایک خوف ہوتا ہے جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہم وہ نہیں کر سکتے جو سامنے والا کر سکتا ہے اور بعض اوقات اسی سوچ کے زیر اثر ہم خود کو بہت ڈھیل دے کر نکما سمجھ کر پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر زندگی جب ہمیں اس موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں ہمیں وہ سب کرنا پڑ جاتا ہے پھر ہمیں احساس ہوتا ہے کچھ بھی نا ممکن نہیں کچھ بھی۔۔۔۔۔

اور ردا ملک جس کو لگتا تھا وہ زندگی میں کبھی اپنی بھوک کو برداشت کرتے ہوئے سمارٹ نہیں ہو سکتی وہ آج سالوں کا سفر تین مہینوں میں طے کر چکی تھی۔

گانے کے بول اور آنکھوں کے سامنے خلا میں گھومتا موحد عالمگیر کا چہرہ سب ایک دم سے موبائل فون پر بجتی رنگ ٹون کی وجہ سے چھانکے سے خیالوں کے پردوں پر ٹوٹ گیا تھا۔

ٹریڈ مل پر بھاگتے قدم فون کی بار بار بجتی رنگ ٹون پر آہستہ ہوتے ہوئے رکے تھے۔ردا نے ٹریڈمل سے اتر کر ایک طرف پڑے تولیہ کو

اٹھا کر گردن کے گرد حائیل کیا اور پاس پڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولتی ایک دو زینے اتر کر لاؤنج میں پڑی میز تک ائی جہاں اس کا فون ہلکا ہلکا سا رنگ ٹون کی وجہ سے سرک رہا تھا فون کرنے والا بار بار کال کر رہا تھا۔فون پر جرمنی کے کسی فون بوتھ کا نمبر چمک رہا تھا،بھنویں اچکائے فون کو اٹھا کر کان سے لگایا۔

ہیلو

جیسے ہی فون اٹھایا دوسری طرف سے شناسا سی مردانہ آواز ابھری اور ایک سکینڈ کے بارہویں حصے میں اس کا ذہن اس آواز کو پہچان چکا تھا۔

احمر۔ر۔ر۔۔۔ر۔

حیرت میں ڈوبی آواز نکلی اور اس نے جلدی سے فون نیچے کر کے نمبر کو دوبارہ سے دیکھا ایسے جیسے یقین نا ہو وہ جرمنی کا ہی نمبر تھا۔فون پھر سے تیزی سے کان کے ساتھ لگایا

ہاں میں ہی ہوں

دوسری طرف سے احمر کی پرسکون آواز ابھری

تم جرمنی۔۔۔ کیا کرنے ائے ہو یہاں ؟ میرا نمبر کس نے دیا۔۔؟

ردا نے حیرانگی میں ماتھے پر بل ڈالے تابڑ توڑ سوال پوچھ ڈالے

سوال جواب بعد میں کرنا پہلے مجھے آ کر پک کرو ائیر پورٹ پر ہوں کب سے فون کر رہا ہوں

احمر کی تھکے سے لہجے میں آواز ابھری۔۔۔ردا نے سر پر زور سے تاسف میں ہاتھ مارا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم۔۔۔ تمھارا دماغ۔۔۔

دانت پیستے ہوئے ابھی اسے جھاڑنا شروع ہی کیا تھا جب احمر نے اس کی بات کاٹ دی

کہا نا بعد میں کرنا آرام سے بیٹھ کر سوال جواب پہلے مجھے پک کرو آ کر بہت ایگزاسٹڈ ہوں اس وقت

اس کی بات پر ردا نے بے بسی سے کندھے گرائے اور پھر لب بھینچے

اوکے رکو وہیں میں آ رہی ہوں بیس سے پچیس منٹ لگیں گے

اسے عجلت میں جواب دے کر وہ کمرے کی طرف بڑھی کپڑے تبدیل کرنے کے بعد باہر ائی تو ایک ہاتھ میں گاڑی کی چابی بھی تھی۔

سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے وہ اب لفٹ میں کھڑی فون کی سکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی لفٹ نیچے بیس منٹ میں بنی پارکنگ میں جارہی تھی ۔نمبر ملانے کے بعد کان سے لگایا دوسری طرف جیسے ہی عابد نے فون اٹھایا وہ برس پڑی

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں احمر کا ؟ کس نے دیا تم دونوں میں سے اسے میرا نمبر ؟

دانت پیستے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا،دوسری طرف جیسے اس کے ایسے فون کا پہلے سے ہی انتظار ہو رہا تھا

ضرورت نہیں سمجھی

عابد کے پرسکون لہجے اور غیر متوقع جواب پر وہ جل بھن گئی۔

عابد اچھا نہیں کیا تم نے۔۔۔۔وہ جرمنی پہنچ گیا ہے تمہیں پتا ہے نا اس کا کیا چیز ہے وہ،اب میرا سر کھا جائے گا

ردا نے لفٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف قدم بڑھائے،عابد بہت دن سے احمر کے لیے اسے باتوں ہی باتوں میں اکسا رہا تھا اس لیے اسے پورا یقین تھا کہ اس کا نمبر احمر کو عابد نے ہی دیا ہو گا۔

ہاں پتا ہے پر اب تم بھی پلیز اس کو سمجھو۔۔۔۔۔۔میرا کہنے کا مطلب ہے ایک دفعہ دل سے احمر کے بارے میں سوچو ہی لوز یو آ لاٹ ۔۔۔ اور ایک لڑکی کو کیا چاہیے اتنے سال کوئی یونہی پیچھے نہیں پڑا رہتا

عابد نے اسی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے سمجھایا۔ردا اب کار کے پاس پہنچ چکی تھی،سفید پیشانی سیاہ گلاسز کے اوپر بری طرح شکن آلودہ تھی

عابد بس کرو یہ تم کہہ رہے ہو ؟ تم اچھی طرح جانتے ہو اُسے، وہ ڈرنک کرتا ہے اور کیا کچھ کر چکا ہے جانتی ہوں میں میرے ساتھ ہی یونیورسٹی میں پڑھا ہے، مجھے ایسے لڑکے پسند نہیں ہیں

ردا نے پیشانی پر بل ڈالے غصے میں اس کی بات کا جواب دیا اور دروازہ کھول کر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

اُس نے پرامس کیا ہے مجھ سے وہ سب چھوڑ دے گا تمھارے لیے وہ نہیں بھول پا رہا ہے تمہیں

عابد کا لہجہ ہنوز پرسکون تھا

اوہ جسٹ شٹ اپ عابد۔۔تمہیں تو میں بعد میں پوچھتی ہوں پہلے اس کو لے آؤں میں ذرا جس کو ایک دفعہ کا انکار سمجھ میں نہیں آتا ہے

ردا نے غصے میں کہا اور پھر فون بند کر کے سیٹ پر پٹخا اب وہ گاڑی کے سٹیرنگ پر ہاتھ تیزی سے گھماتی گاڑی کو پارکنگ ائیریا میں سے نکال رہی تھی۔

موحد فون پر نگاہیں جمائے پینٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا،یہ کوئی لڑکیوں کی چمچماتی برانڈڈ کپڑوں کی دوکان تھی،جہاں تیار شدہ جوڑے قطار در قطار فرش پر رکھے ریکس میں لٹک رہے تھے۔وہ

ٹرائیل روم کے دروازے کے پاس ایک طرف کھڑا تھا جہاں چھوٹی سی راہداری کے دائیں بائیں بہت سے ٹرائیل روم تھے،اچانک ایک طرف سے آتی مردانہ آواز پر وہ بے اختیار متوجہ ہوا۔

بے بی ذرا سمارٹ ہو جاؤ تو اتنا مسئلہ نا ہو پھر

قریبی ٹرائیل روم میں سے مرادنہ آواز ابھری۔۔کوئی لڑکا شائید کسی لڑکی سے مخاطب تھا،وہ اسے جوڑے پہن پہن کر دکھا رہی تھی۔

آرام سے رہیں۔۔۔جان پیاری ہے نا آپکو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نسوانی تیکھی سی غصے میں بھری آواز ابھری اور ساتھ ہی ایک صحت مند لڑکی پیشانی پر ناگواری کے بل ڈالے خفگی سے منہ پھلائے باہر نکلی جس کے بازو پر جوڑے لٹک رہے تھے جو شائید ناکام ہو چکے تھے اور اس لڑکی کے پیچھے شرارت سے مسکراتا لڑکا اسکی پیروی کرتا ہوا نکلا۔

تم پیاری ہو بہت بس یہ جو شادی کے بعد تم فٹ بال بنتی جا رہی ہو نا یہ مسئلہ بن گیا ہے

لڑکے نے مسکراہٹ دباتے ہوئے لڑکی کو کہا جو اب موحد کے قریبی رینک میں ہاتھ چلاتی پھر سے جوڑے دیکھ رہی تھی،موحد دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا شائید اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس لڑکی کا سراپا ردا کی یاد دلا گیا تھا۔

اچھا یہ فٹ بال شادی سے پہلے بہت پیاری تھی آپکو یاد ہے کچھ ؟
پوری دنیا سے زیادہ حسین لگتی تھی میں ہی تھی وہ

لڑکی ایک دم سے غصے میں پلٹی اور گھور کر اپنے شوہر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو گئی

اب بھی لگتی ہو کوئی شک ہے کیا اس میں،پر میں تو یہ کہہ رہا ہوں نا بےبی کے تین گھنٹے ہو گئے ہیں کوئی پسند کا جوڑا پورا نہیں آ رہا تمہیں

لڑکے نے معصوم سی صورت بنائے فوراً جواب گھڑا،موحد اس کے اس انداز پر بے ساختہ ہی ہنس دیا لڑکی کی نظر موحد پر پڑی تو فوراً سر موبائل پر جھکا لیا

گھر چلیں میں آپکو بتاتی ہوں

لڑکی شائید اب اپنے شوہر کو غصے میں جانے کے لیے کہہ رہی تھی،موحد نے آبرؤ چڑھائے چور سی نگاہ اٹھائی تو وہ دوکان سے باہر نکل رہے تھے۔

وہ اب کھلکھلا کر ہنس دیا،شیشے کے بنے دروازے سے باہر اب وہ دونوں گاڑی کے پاس کھڑے بھی لڑ رہے تھے۔عجیب رشتہ ہوتا ہے یہ میاں بیوی کا،ذہن میں ابھرتے خیال کے زیر اثر چھپاک سے ردا کا سراپا سامنے آ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو ہفتوں سے یہی تو ہو رہا تھا اس کے ساتھ،ایک عجیب انوکھا سا انجان کی لفٹ RIda احساس تھا وہ یاد آنے لگی تھی ہر بات پر ہر گھڑی،صبح میں داخل ہوتے ہوئے وہ سامنے کھڑی ہوتی، یوز دا سٹیرز

آفس میں داخل ہوتا تو کرسی پر جھول رہی ہوتی، اپنی اوقات میں رہو سمجھے

گھر واپس آتا تو وہ کمرے میں لیٹی ہوتی۔۔۔خبردار اگر میرے قریب بھی ائے تو

وہ خود حیران تھا وہ کیوں یاد آنے لگی تھی،اس کی باتیں،اس کا انداز،اس کی خوشبو،اس کا ہنسنا،اس کا غصہ کرنا،ضد کرنا،مارنا،برابر لڑنا اور پھر اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔

اس دن سے جس دن سے اس سے فون پر بات ہوئی،اس کے وہ تین الفاظ ذہن کی دیواروں میں گونج گونج کر اسے پاگل کئے ہوئے تھے۔ ایک عجیب سی خواہش سر اٹھاتی تھی وہ فون پر اس کا محفوظ کیا ہوا نمبر نکالتا تھا اور پھر کچھ دیر دیکھنے کے بعد خود ہی سر کو نفی میں ہلاتا خود کو جھٹلاتا وہ موبائل کو ایک طرف رکھ دیتا تھا اور اب بھی یہ لمحہ عجیب طرح سے ردا کی یاد کو جھنجوڑ گیا تھا اور بے اختیار وہ موبائل پر اس کا نمبر نکال کر کھڑا تھا۔انگوٹھا ہوا میں معلق تھا اور دل چیخ رہا تھا۔۔۔

نمبر ملا۔۔۔۔۔۔ نمبر ملا۔۔۔۔۔۔۔۔۔نمبر ملا لے۔۔۔۔۔۔

اور دماغ کھڑا دل کو روک رہا تھا

نہیں پاگل ہے کیا۔۔۔ہو کیا گیا ہے بھئی۔۔۔۔۔جو چاہتا تھا وہ ہو گیا نا اب بس ختم ہے سب،تو جو چاہتا تھا مل گیا نا۔۔۔۔۔ آزادی۔۔۔۔۔ردا ملک سے چھٹکارا۔۔۔اس کی اکڑ کا خاتمہ۔۔۔۔۔

موحد۔۔۔ دیکھو تو یہ والا کیسا لگ رہا ہے ؟

عرفہ کی آواز پر اس نے چونک کر سر اوپر اٹھایا وہ ٹرائیل روم کے دروازے پر کھڑی اسے خود پر زیب تن کیا جوڑا دکھا رہی تھی۔کل صالحہ بیگم،تانیہ اور سرمد کے ساتھ لاہور عرفہ کو دیکھنے کے لیے آ رہی تھیں عرفہ اسی سلسلے میں آج موحد کو لے کر شاپنگ پر نکلی ہوئی تھی اور اب کل کی چھوٹی سی تقریب کے لیے وہ کوئی جوڑا پسند کر رہی تھی۔

ہاں۔۔۔ہاں پرفیکٹ۔۔۔بہت اچھی لگ رہی ہو

موحد نے اوپر سے نیچے نگاہ دوڑاتے ہوئے لب بھینچ کر سراہا یہی فقرہ وہ اس کے پچھلے جوڑے پر بھی اسے کہہ چکا تھا۔

بتا دو یار کنفیوز ہو رہی ہوں یہ والا یا پھر یہ

عرفہ نے ایک ہاتھ میں پکڑے جوڑے کو جھلاتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا،موحد نے انگلی کو لبوں پر دھر کر بغور دونوں جوڑوں کی طرف ایسے دیکھا جیسے واقعی فیصلہ کر رہا ہو کہ کونسا اور پھر اسکے پہنے ہوئے جوڑے کی طرف اشارہ کیا

اممم۔۔۔میرا خیال ہے یہ بلو والا

جبکہ ذہن کہیں اور ہی تھا۔

اوکے ڈن۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عرفہ نے چہکتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا اور پھر دروازہ بند کر لیا اور موحد نے سر کو نفی میں ہلاتے کندھے گرائے موبائل بند کرنے کے بعد جیب میں رکھ لیا۔آج پھر دماغ جیت گیا تھا اور دل کو جھٹلا دیا تھا اور دل پھر سے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر دماغ کو کوس رہا تھا۔

یہ Rida کی لابی تھی جس میں وہ لڑکا فائیل تھامے یہاں ھال میں پہنچا تھا اور پھر کانوں میں پڑتی آواز پر اس کے کان کھڑے ہو گئے تھے

اور آنکھوں میں حیرت جھلکنے لگی تھی۔

ہاں آج ائیں گی موحد کی امی اور اس کی بہن

عرفہ نے شرماتے ہوئے پاس کھڑی لڑکی سے کہا،لڑکی کا منہ خوشی سے واہ ہوا، عرفہ کے گال گلال ہو رہے تھے۔

بہت بہت مبارک ہو یار اللہ نصیب اچھا کرے بیسٹ آف لک

لڑکی نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا جسے اب عرفہ تھام کر مسکرا دی۔

اور پھر فائیل کو تھامے چلتے ہوئے حیران سے کھڑے لڑکے کے پاس سے گزرتی آگے بڑھ گئی۔ لڑکا یونہی بار بار عرفہ کو دیکھتا اب اسی لڑکی کے پاس آیا جس سے کچھ دیر پہلے عرفہ بات کر رہی تھی۔

بڑی خوش ہے بھئی یہ۔۔۔ کیا چکر ہے۔۔۔؟

کاونٹر پر کہنی ٹکائے معنی خیز انداز میں لڑکی سے سوال پوچھا،جو مگن سی فائیلز کو ترتیب دے رہی تھی۔

ہاں آج بات پکی ہو رہی ہے اس کی

لڑکی نے خوشی سے سر اوپر اٹھائے مختصر جواب دیا اور اس سے پہلے کہ لڑکا اور سوال کرتا اسی وقت فون پر بجتی رنگ پر لڑکی نے فون اٹھا کر کان کو لگایا۔

جی۔۔۔اوکے سر میں آتی ہوں

لڑکی نے فون کے دوسری طرف موجود نفس سے مؤدبانہ کہا اور پھر کچھ فائیلز اٹھا کر ایک طرف چل دی۔لڑکا بھی حیران سا سر ہلاتا جوش میں ایک طرف چھوٹے سے کیبن نما آفس کی کی طرف بڑھا داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھے لڑکے کے قریب ہوا۔

لو سن لو پھر۔۔۔میں نا کہتا تھا دال میں کچھ کالا ہے پر جناب یہاں تو ساری دال ہی کالی نکلی

رازدانہ لہجے میں سامنے بیٹھے نفس کو کہا،جو اس کی طرف نا سمجھی میں دیکھنے لگا

کیا ہوا ؟

کرسی پر بیٹھے لڑکے نے تجسس سے آگے ہوتے ہوئے پوچھا

شادی کر رہے ہیں ایم ڈی موحد صاحب عرفہ بی بی سے

لڑکے نے آنکھیں نچاتے خبر گوش گزار کی

اوہ نا کر یار۔۔۔یعنی وہ بات غلط نہیں جو آفس میں پھیلی ہوئی ہے

تین ماہ سے

لڑکے نے جوش سے پوچھا

سو فیصد درست ہے ۔۔۔میں نے اپنے ان گناہ گار کانوں سے سنا عرفہ

انجم سے کہہ رہی تھی کہ موحد کے گھر والے آج شام آ رہے ہیں

ہمارے گھر رشتہ لے کر بلکہ بات پکی کرنے

آنکھوں کو سکوڑے خبر دیتا وہ اب اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

حیرت کی بات ہے ویسے۔۔۔ردا میم کو شائید پتا نہیں ہے اس بات کا

؟

میز کی دوسری طرف موجود نفس نے ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

یار غلط کر رہا ہے موحد کہاں سے کہاں لا کر بیٹھایا ہے ردا ملک نے اسے

پہلے لڑکے نے تاسف سے سر کو مارتے ہوئے کہا

او بھئی ردا ملک نے زبردستی شادی کی تھی موحد سے پتا تو ہے عدنان نے بتایا نہیں تھا سب کو اور اب وہ خود چھوڑ گئی ہے سب میری بیوی کی دوست ہے اس کی دوست اس نے بتایا ہے

دوسرے نفس نے اسے یاد دہانی کروائی،اسے لمحے آفس کا دروازہ کھولے ایک اور لڑکا داخل ہوا۔

تم دونوں کو کوئی کام نہیں کیا ؟ کیا راز و نیاز ہو رہے ہیں مجھے بھی بتاؤ

لڑکے نے آنکھیں نچاتے ہوئے پوچھا اور پھر دلچسپی سے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

بہت اداس تھا اس دن مگر ہوا کیا تھا

ہر ایک بات بھلی تھی تو پھر برا کیا تھا

موحد بلکل خاموش سامنے کے منظر پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا جہاں ایک تتلی ایک پھول پر بیٹھی پروں کو کھول اور بند کر رہی تھی،یہ ردا ٹریننگ سینٹر کا کشادہ لان تھا جس میں ایک طرف چھوٹی سی کینٹین بنی تھی اور لان میں جگہ جگہ کرسیاں اور میز لگے تھے۔اسے آج عابد کی کال موصول ہوئی تھی وہ ملنا چاہتا تھا،اور جب وہ آفس آیا تو پتا چلا وہ کسی سروے پر نکلا ہے کچھ دیر میں یہیں آنے والا ہے۔شام کا سرمئی سا سایہ پھیل رہا تھا اور وہ لان میں ہی اس کا انتظار کرنے کی غرض سے بیٹھ گیا۔ جہاں ردا کے نام سے لگے بورڈ پر نظر پڑتے ہی دل عجیب سی اداسی میں ڈھل گیا۔

آپ کب پہنچے ؟

ایک طرف سے آتی عابد کی آواز پر وہ چونک کر متوجہ ہوا۔وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف ہی آ رہا تھا،موحد نے بھی زبردستی لبوں پر مسکان

سجائی

بس ابھی کچھ دیر پہلے

کرسی سے اٹھ کر عابد سے بغل گیر ہوا

ائیں نا آفس چلتے ہیں

عابد نے آفس کی طرف اشارہ کیا جس پر موحد سر اثبات میں ہلاتا اس طرف چل دیا۔

ردا سے بات ہو گئی تھی میری آنٹی کے پاس نمبر تھا اس کا، تمہیں بتانا یاد ہی نا رہا،خیریت آج کیوں بلوایا مجھے

موحد قدم سے قدم ملائے اس کے ساتھ باتیں کرتا ہوا اس کے آفس میں داخل ہوا۔

اوہ یہ تو اچھا ہوا بہت کہ آپ کی بات ہو گئی اس سے،ردا نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا،آج ویسے ہی آپ سے کچھ باتیں کرنی تھیں، آپ نے تو چکر ہی نہیں لگایا دوبارہ

عابد نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں گلا کیا،موحد چشمے کو درست کرتا ہوا کرسی پر براجمان ہوا اور اس کے شکوے پر مسکرا دیا

ہاں بس وہ مصروفیت ہی ایسی ہیں کچھ آفس کام اور پھر انکل آجکل بلکل آفس جانا بند کر چکے ہیں،سنو۔۔۔تم اس کے اچھے دوست ہو تو پلیز اس سے کہو مجھے معاف کر ہی دیا ہے تو واپس آ جائے اب یہ بیکار میں خود کو اور انکل آنٹی کو سزا دینا ٹھیک نہیں

موحد نے پریشان سے لہجے میں عابد سے وہ کہا جو وہ اتنے دن سے سوچ رہا تھا کہ اس کو اگر اب فون کرے گا تو کیا کہنا ہے۔عابد نے بڑے غور سے موحد کی طرف دیکھا اور پھر معنی خیز مسکراہٹ سجائے آگے ہوا۔

فکر نا کریں احمر بھی جا چکا ہے جرمنی ردا کے پاس،وہ لے کر ہی ائے گا اسے

عابد کی بات پر موحد نے چونک کر دیکھا،فوراً احمر کا وہ سارا قصہ ذہن

میں گھوم گیا جو عابد اسے سنا چکا تھا ۔

احم۔۔م۔۔۔۔احمر۔۔۔کیا کرنے گیا ہے جرمنی

بوکھلائے سے لہجے میں سوال کیا تیوری ایک دم سے چڑھ گئی اور وہ بے اختیار کرسی پر پہلو بدل گیا جبکہ سامنے بیٹھا عابد اس کی اس حالت پر محظوظ ہوا۔پھر دونوں ہاتھ جوڑے میز پر رکھ کر آگے ہوا

موحد بھائی۔۔۔دراصل بات اب کسی سے ڈھکی چھپی تو ہے نہیں،آپ اس سے الگ ہونا چاہتے ہیں اور احمر اسے بہت پسند کرتا ہے،میں نے خود احمر کو بھیجا ہے ردا کے پاس اس کا نمبر بھی دے دیا تھا

عابد نے سنجیدگی سے اپنی بات کہی جبکہ سامنے بیٹھا موحد اپنے اندر اٹھنے والے عجیب سے لاوئے پر پریشان حال تھا۔

کب۔۔۔کب گیا ہے وہ اور وہ وہاں کہاں رہے گا ؟ جرمنی میں کون ہے احمر کا ؟

پیشانی پر بل ڈالے غصے سے سوال کیا،بس نہیں چل رہا تھا اس خبر پر

عابد کا ہی گریبان پکڑ لے کہ اس نے احمر کو کیوں بھیجا ردا کے پاس جبکہ پتا تھا سب کہ وہ ردا سے محبت کا دعویٰ دار بنا پھرتا ہے۔

اس کا تو کوئی نہیں جرمنی میں،ظاہر سی بات ہے ردا کے پاس ہی رُکے گا،وہ چار دن پہلے گیا تھا،ردا کی طرف ہی ہے سٹے اس کا

عابد نے کندھے اچکاتے ہوئے متوازن لہجے میں جواب دیا،چار دن کا لفظ سن کر موحد کی پیشانی کے بل مزید گہرے ہوئے کنپٹی کی رگیں باہر کو ابھر گئیں،چہرہ سرخ ہونے لگا خود پر قابو ہی نہیں رہا تھا۔کچھ چیخ رہا تھا اندر شائید دل ہی تھا کمبخت۔۔۔

تم ایک دفعہ مجھ سے تو پوچھتے اس بارے میں اٹھا کر ردا کا نمبر دے دیا اس کو

ضبط سے لب بھینچے رعب سے عابد کو کہا جو بھنویں اچکا کر حیرت ظاہر کرتا گویا ہوا

کیوں۔۔۔موحد بھائی آپ سے کیوں پوچھتا ؟

کیونکہ ردا میری بیوی ہے اس لیے

موحد نے ترکی با ترکی جواب دیا اور پھر ایک دم خاموش ہوا چونک کر عابد کی طرف دیکھا جو مسکراہٹ چھپا رہا تھا اور نگاہیں گاڑے بیٹھا تھا ۔

خاموشی تھی صرف خاموشی۔۔۔موحد اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے اور اس کے پیچھے آفس میں بیٹھا عابد اب گہری مسکراہٹ لبوں پر سجائے سر ہوا میں مار رہا تھا۔۔۔

او۔۔۔ری محبت۔۔۔۔۔او۔۔۔ری محبت

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تنی گردنیں،یہ انا کے غلام لوگ،یہ مضبوط جسامت،یہ ذہانت،یہ دولت،یہ غربت،یہ بد صورت چہرے۔۔۔۔یہ خوبصورت چہرے،رنگین جسم،مسکین چہرے،کم سنی،جوانی کچھ کچھ بھی نہیں دیکھتی جب یہ ہوتی ہے۔۔۔ہاں جب اس کو ہونا ہوتا ہے۔۔۔

تو پھر ایسے ہی ہوتی ہے۔جناب یہ تو ایک بیماری ہے اور اس میں مبتلا شخص عاشق،آوارہ،محبوب،بچارا،بد چلن تک کہلاتا ہے۔۔

اور پھر وہ۔۔۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔ہ۔دیکھو

ایک اور مریض اب کار میں بیٹھا ہے،مضطرب۔۔۔بے کل۔۔۔چشمے کے پیچھے آنکھیں پژمردگی لیے،پیشانی پر دل اور دماغ کی جنگ کی لکیریں،لبوں کا بار بار خشک ہونا۔۔۔وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

تو پھر موحد عالمگیر تم نے عرفہ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ردا نے فون پر موجود پیغام پر سے نگاہیں اٹھائیں تو ان میں چمکتے آنسوؤں میں کرب کی جھلک واضح تھی۔

وہ موبائل کو ہاتھ میں تھامے ٹیرس کی ریلنگ پر کھڑی تھی۔رات کے اندھیرے میں بھی جرمنی روشنیوں میں نہایا ہوا تھا پر اس کی آنکھوں کی پتلیوں پر جمتی آنسوؤں کی موٹی تہہ کی وجہ سے اب وہ چمکتی روشنیاں پھیل کر ایک ستارے کی مانند ہو رہی تھیں۔

محبت انسان کو بہت کمزور بنا دیتی ہے، کھوکھلا بنا دیتی ہے ایک ڈر ۔۔۔۔ایک خوف۔۔۔۔محبوب کو کھو دینے کا ڈر اس سے بچھڑ جانے کا خوف،یہی وجہ تھی آج ردا جیسی مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی بھی کمزور پڑ گئی تھی،اور وہ نا صرف کمزور پڑی تھی بلکہ یک طرفہ محبت کی تکلیف کو محسوس کر رہی تھی۔

بظاہر تو جو اب موحد کرنے جا رہا تھا اس سب کی اجازت موحد کو وہ خود دے کر ائی تھی لیکن اب موحد کی شادی کی خبر نے ہلا کر رکھ دیا ۔ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دل پر دباؤ ہو کسی وزنی چیز کا۔

وہ آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں چہرے کو تھوڑا اوپر اٹھائے گہرے سانس لے رہی تھی پر آنسو کہاں تھمے تھے آنکھوں کے کناروں کا بند توڑے گالوں پر ایک سیال کی مانند لڑھک گئے تھے۔اور ٹھنڈی ہوا نم ہوتے گالوں کو برف کی مانند ٹھٹھرا رہی تھی۔

عورت چاہے کتنی بھی مضبوط اور سخت دل بن جائے پر اللہ نے اسے احساس،نرم دلی اور محبت میں مرد سے زیادہ درجہ دیا ہے۔ اگر عورت

کے اندر یہ احساس اور محبت کا سمندر نا ہوتا تو اللہ پاک کبھی اسے بچہ جننے اور ماں جیسی عظمت پر فائیز نہیں کرتا۔

ردا کا سخت خول بھی اس کے ماضی کی تلخ یادوں کے باعث تھا لیکن موحد کی محبت اور دل موہ لینے والی شخصیت نے اسے پاش پاش کر دیا تھا،وہ سالوں سے لگے اس کے دل کے قفل توڑے دل کا حکمران بن بیٹھا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکی تھی۔

سینہ دہک رہا ہو تو کیا چپ رہے کوئی
کیوں چیخ چیخ کر نہ گلا چھیل لے کوئی

ثابت ہوا سکونِ دل و جاں کہیں نہیں
رشتوں میں ڈھونڈھتا ہے تو ڈھونڈا کرے کوئی

ترکِ تعلقات کوئی مسئلہ نہیں
یہ تو وہ راستہ ہے کہ بس چل پڑے کوئی

دیوار جانتا تھا جسے میں وہ دھول تھی

اب مجھ کو اعتماد کی دعوت نہ دے کوئی

میں خود یہ چاہتا ہوں کہ حالات ہوں خراب

میرے خلاف زہر اگلتا پھرے کوئی

اے شخص اب تو مجھ کو سبھی کچھ قبول ہے

یہ بھی قبول ہے کہ تجھے چھین لے کوئی

ہاں ٹھیک ہے میں اپنی انا کا مریض ہوں

آخر مرے مزاج میں کیوں دخل دے کوئی

اک شخص کر رہا ہے ابھی تک وفا کا ذکر

کاش اس زباں دراز کا منہ نوچ لے کوئی

خاموش آنسو گلا پھاڑ کر چیختے ارمانوں کا جنازہ اٹھائے گالوں سے بہہ رہے تھے وہ یونہی نمکین آنسوؤں کو پیتے ہوئے رنجیدہ کھڑی تھی جب اپنے پاس آ کر کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر آنسو صاف کرتی،ارحم اس کے ہاتھ سے موبائل تھام چکا تھا۔

میرا موبائل دو ارحم،کیوں تنگ کر رہے ہو

ردا نے ایک دم سے تنک کر کہا اور اس سے موبائل لینا چاہا لیکن وہ فوراً رخ موڑے تیزی سے موبائل سکرین پر کھلا پیغام پڑھ چکا تھا جسے وہ بار بار پڑھ کر گھل رہی تھی،جیتے جی مر رہی تھی۔پیغام پڑھنے کے بعد ارحم نے خاموشی سے اس کی طرف موبائل کو بڑھایا جو اچھل اچھل کر اس کے ہاتھ سے موبائل لینے کے لیے کوشش کر رہی تھی۔ردا نے غصے سے گھورتے ہوئے اس سے موبائل تھاما اور بند کر دیا۔

جبکہ ارحم اب سینے پر ہاتھ باندھے اس کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہو چکا تھا۔اور ردا کو اس کا یوں دیکھنا عجیب کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

دیکھو ردا کیوں بھاگ رہی ہو اس کے پیچھے جس کو تمھارا احساس تک نہیں ہے،انہتائی کوئی چیپ انسان ہے جو سب جانتے بوجھتے آرام سے دوسری شادی کر رہا ہے

ارحم نے ناک چڑھاتے ہوئے ہتک آمیز لہجے میں کہا،ردا کی پیشانی پر یک لخت شکن گہرے ہوئے

شٹ اپ ارحم احمر۔۔۔موحد میرا ہزبینڈ ہے اور وہ چیپ بلکل نہیں ہے دوبارہ میرے سامنے اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال مت کرنا سمجھے

ردا کو اچانک ارحم کا یوں موحد کو چیپ کہنا انتہائی ناگوار گزرا،وہ جانتی تھی موحد ایسا بلکل نہیں ہے ہاں اسکو ردا سے محبت نہیں ہوئی لیکن وہ جانتی تھی وہ ایک ایسا مرد ہے جسے اپنے جذبات پر قابو ہے،کتنی راتیں وہ اس کا محرم ہو کر اس کے ساتھ تھا پر کبھی جزبات کی رو میں بہہ کر اس نے اس کا فائیدہ نہیں اٹھایا تھا اسے ڈراتا تھا دھمکاتا تھا پر یہ سب صرف باتیں تھیں اور ردا کو ایسے ہی مرد پسند تھے ارحم احمر جیسے نہیں جو اس سے سچی محبت کا دعویٰ بھی کرتا تھا اور جذبات کی رو بہہ کر دوسری لڑکیوں کے ساتھ حدیں بھی پار کرچکا تھا۔

ردا۔۔۔از اٹ یو۔۔۔سیریسلی۔۔۔

ارحم ردا کی بات پر حیرانگی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا،ردا نے ہوا میں ہاتھ ناگواری سے مارا اور اسکے ایک طرف سے نکلتی ٹیرس کے دروازے کی طرف بڑھی۔

ردا ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے تمہارے ساتھ یوں سر کھپاتے ہوئے اور تم ہو کے میری محبت پر یقین کر کے نہیں دے رہی اور کھڑی اس بے قدرے انسان کے لیے رو رہی ہو۔۔۔ہاؤ از پوسبل یاررر تم وہ ردا نہیں ہو جو تھی کبھی،بریو،محبت کو ایک مزاق سمجھنے والی،ہنس کھیل کر زندگی گزارنے والی

ارحم بھنویں سکیڑے اسے حیرت سے کہہ رہا تھا اور اس کے پیچھے چلتا ہوا اب لاؤنج میں آ چکا تھا۔

اور مجھے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تمہیں یہ بات سمجھاتے ہوئے کہ میں شادی شدہ ہوں اب،سو تم یہ اپنی محبت کا پٹارا لے کر چلتے بنو پلیز۔ز۔ز۔ز

ردا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سختی سے لب بھینچے اور پھر پلٹ کر کچن کی طرف بڑھی۔

شادی شدہ۔۔۔وہ شادی یار وہ تو جسٹ ایک مزاق تھا

ارحم نے خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی اور کچن کی شیلف پر اس کے بلکل سامنے کہنیاں ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔

نہیں اب وہ مزاق نہیں رہا۔۔۔بلکہ نکاح کبھی مزاق ہوتا ہی نہیں

ردا نے اس کی نگاہوں سے بے اعتنائی برتتے ہوئے جواب دیا اور کچن کی شیلف سے چیزیں سمینٹنے لگی،ارحم اسے مسلسل گھور رہا تھا ردا ایک دم سے غصے میں اسکے بلکل سامنے آ کر کھڑی ہوئی

تم چلے جاؤ پلیز۔۔۔تم ایک ہفتہ کیا ایک صدی بھی یہاں رکو گے میرا جواب تب بھی یہی ہو گا،میں موحد کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور نا ہی سوچنا چاہتی ہوں بھلے وہ تین اور شادیاں کر لے اور میں ردا ملک ہوں میں ایک دفعہ خود سے جو عزم کر لوں اس سے پیچھے نہیں ہٹتی اس کے نام پر زندگی گزار دوں گی پر نا تو کبھی اس سے محبت کی بھیک مانگوں گی اور نا کبھی اس سے محبت کرنا چھوڑوں گی

ردا نے سینے ہر ہاتھ باندھے دو ٹوک لہجے میں اسے جواب دیا اور یہی

بات وہ اسے پچھلے چھ دن سے سمجھا رہی تھی پر وہ تھا کہ اس بار پتا نہیں کیا سوچ کر آیا تھا۔

اور وہ چاہے ساری زندگی تمھاری طرف لوٹ کر نا ائے

ارحم نے گہری نگاہوں سے گھورتے ہوئے سوال کیا

ہاں تب بھی

ردا نے سپاٹ لہجے میں فوراً جواب دیا

عجیب بیوقوف انسان ہو تم یار اور ڈھیٹ بھی ہمیشہ سے،پر سن لو میری بات میں تمھیں خود کے ساتھ یہ ظلم نہیں کرنے دوں گا سمجھی تم،میں کہیں نہیں جا رہا یہیں ہوں،اس بار تمہیں منا کر اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا

ارحم نے انگلی تان کر اس کی سامنے کرتے ہوئے خبرادر کیا اور پھر غصے میں ناک پھلائے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔جبکہ ردا حیرت سے اس کا ڈھیٹ پن دیکھتی ہی رہ گئی تھی پھر زور سے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری کو

شیلف پر پٹخا اور کمر پر ہاتھ دھر کر کھڑی ہو گئی،اب ایک دھکے دے کر اسے بھیجنا باقی تھا۔

ثانیہ نے مہتاب کے پیچھے کھڑے ہو کر اسے کوٹ پہنایا اور گھوم کر اس کے بلکل سامنے آ گئی،وہ آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

آپ کو بھی جانا چاہیے تھا لاہور ہمارے ساتھ،سرمد نا صرف آپ کا سالا ہے بلکہ دوست بھی تو ہے

ثانیہ نے محبت بھری خفگی میں مہتاب سے شکوہ کیا،وہ عرفہ کے ساتھ سرمد کا رشتہ طے کر ائے تھے،ثانیہ کی بہت خواہش تھی کہ مہتاب ان کے ساتھ جاتا پر اس نے انکار کر دیا تھا جس کا شکوہ اب وہ اس سے کر رہی تھی۔

ہاں۔۔۔پر رشتہ موحد نے دکھایا ہے،مجھے موحد کا سامنا نہیں کرنا ہے

مہتاب نے نگاہیں چرائیں اور اس کے پہلو سے نکلتا ہوا سنگھار میز کے سامنے کھڑا ہوا،ثانیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر سے اس

کے سامنے ائی مہتاب اب کوٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔

مہتاب موحد کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے جو کچھ بھی ہوا ردا کی ضد کی وجہ سے ہوا،موحد نا کل غلط تھا اور نا آج

ثانیہ نے آہستگی سے موحد کی وکالت کی وہ نہیں جانتی تھی مہتاب موحد کے لیے دل میں خفگی رکھے ہوئے ہے دل عجیب طرح سے اداسی کا شکار ہوا،مہتاب نے ایک نظر ثانیہ کے جھکے سر اور اداس سے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر رخ اس کی طرف موڑا۔

میں نے کب کہا کہ موحد کی کوئی غلطی ہے،میں نے صرف یہ کہا کہ میں اس کا سامنا نہیں کر سکتا،پتا نہیں تب ردا کی باتوں میں آ کر میں نے اسے کیا کچھ سنا دیا تھا اور اب جب پتا چلا کہ میری ہی بہن نے وہ سب کیا تھا تو عجیب سی شرمندگی ہے مجھے اس سے

مہتاب نے شائیستگی سے اس کی سوچ کی نفی کی،ثانیہ نے چونک کر سر اوپر اٹھایا اور محبت سے مہتاب کی طرف دیکھا

مہتاب سرمد سے جس کی بات طے ہوئی ہے یہ وہی لڑکی ہے جس کے بارے میں ردا کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ موحد کا اس کا ساتھ کوئی تعلق ہے،موحد کا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے،وہ صرف موحد کی کلاس فیلو ہے بس

ثانیہ نے کی بات پر مہتاب گہری سانس لے کر رہ گیا

جانتا ہوں یہ بھی،سرمد بتا چکا ہے مجھے یہ بات لیکن بات تو اب بھی وہی ہے کہ موحد ردا کو چھوڑنا چاہتا ہے اور وہ اس بات کے ڈر سے پاکستان نہیں آنا چاہتی

مہتاب نے دلگیر لہجے میں جواب دیا

یقین کریں ہم سب نے تو اس دن لاہور میں موحد کو بہت سمجھایا،وہ تقریباً مان بھی گیا ہے،ردا کو واپس آ جانا چاہیے

ثانیہ نے پریشان سے لہجے میں کہا،اس رات رشتے کی بات ہوجانے کے بعد سرمد،ثانیہ اور صالحہ بیگم نے موحد کو اس رشتے کو قائم رکھنے اور

ردا کو دل سے معاف کر دینے پر بہت سمجھایا

جیسے پہلے مان گیا تھا،مت کرو یار۔۔۔۔تم لوگ مت کرو اس کے ساتھ زبردستی اب پھر،یہ رشتے زبردستی کے نہیں ہوتے

مہتاب نے التجائی لہجے میں پیشانی پر شکن ڈالے کہا

نہیں مہتاب زبردستی تو نہیں کر رہے ہیں صرف سمجھایا ہے اسے کہ اب جو رشتہ بن گیا ہے ایک دفعہ،چاہے جیسے بھی بنا،اسے نبھایا بھی تو جا سکتا ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے ملائیم سے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا مؤقف سامنے رکھا

تو کیا کہا موحد نے پھر کیا وہ معاف کر دے گا ردا کو ؟

مہتاب نے پیشانی پر تجسس بھری افقی لکیریں ڈالے سوال کیا

وہ معاف کر چکا ہے ردا کو بات بھی کی ہے اس نے جرمنی میں ردا سے،اسے خود بھی اس بات کا احساس ہے کہ ردا کے جانے سے انکل آنٹی پر کیا گزر رہی ہے

ثانیہ نے آہستگی سے جواب دیا

ہم۔م۔م چلو دیکھتے ہیں بس کچھ دن کا کام باقی ہے پھر لاہور جانا ہے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے

مہتاب نے پرسوچ لہجے میں کہا پھر قریب ہو کر اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ثانیہ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں

ایک بات تم موحد سے کہہ دینا،وہ اس سوچ کے ڈر سے ردا کے ساتھ زبردستی رشتہ مت نبھانے کے لیے راضی ہو کہ میں چھوڑ دوں گا تمہیں،تم میری روح میں بسنے لگی ہو اور روح جسم سے جدا ایک ہی صورت میں ہوتی ہے

قریب ہو کر اس کی مانگ پر لب رکھے تو ثانیہ نے پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں موند لیں۔اس کے کوٹ سے اٹھتی مہک دل کو تسکین بخش رہی تھی۔

بڑھی ہوئی شیو،بکھرے سے بال مضمحل نڈھال سی آنکھیں،موحد کھویا

سا آفس کی کرسی پر بیٹھا تھا۔نئ نئ محبت میں مبتلا مریض کی مانند ایسا مریض جسے خود کو اس بیماری کا شکار ہونے پر ملال بھی ہو اور کچھ کر بھی نا پائے۔

ردا کو کتنی بار فون کر چکا تھا اپنے نمبر سے آفس کے نمبر سے وہ مسلسل کال منقطع کر رہی تھی۔وہ اس سے بات تک نہیں کرنا چاہتی تھی۔اور اس کا دل تھا اس کی آواز سننے کو مچلنے لگا تھا،عجیب سی بے تابیاں تھیں کچھ بھی نہیں یاد تھا کہ وہ تو اسے موٹی بدھی لگتی تھی،وہ تو اسے ایسی لڑکی لگتی تھی جس سے کوئی لڑکا محبت نہیں کر سکتا تھا کبھی۔

ساری ساری رات اس کی تصویر دیکھتے گزر جاتی تھی،اس کی ہر بات ہر ادا یاد آتی تھی،دل اس کی موجودگی چاہتا تھا اداس ہو گیا تھا کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا کوئی بھی بات کوئی بھی چیز اداسی کا خاتمہ کرنے میں کارآمد ثابت نہیں ہو رہی تھی۔

اور سونے پر سہاگہ وہ احمر عُرف ارحم وہاں تھا اس بات پر دل عجیب طرح سے بے چین ہو جاتا تھا کہ وہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے بس مہتاب

کے آنے کا انتظار تھا ابھی ملک جہانزیب کو وہ اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا تھا۔ اس لیے ردا کو بار بار فون کر رہا تھا پر وہ تو اتنی سخت دل ہو گئی تھی فون اٹھا نہیں رہی تھی پیغام کا جواب نہیں دے رہی تھی وہ ہیلو ۔۔۔۔بات سنو میری۔۔۔۔جیسے کتنے پیغام بھیج چکا تھا جو شائید وہ دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

یہ چار دن اس نے انگاروں پر لوٹتے گزارے تھے،روز عابد سے فون پر پوچھ لیتا تھا کہ ارحم واپس آیا کہ نہیں پر وہ بھی سدا کا فارغ انسان دو ہفتے ہو گئے تھے وہیں براجمان تھا اور یہ بات عجیب سے وسوسے پیدا کر رہی تھی دل میں۔۔۔اگر ردا نے اس کی باتوں میں آ کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ لے لیا تو ؟ ابھی تو اس کے دل سے عرفہ والی غلط فہمی دور کرنی تھی،ابھی تو اسے یہ بتانا تھا کہ وہ بھی یہ رشتہ ختم نہیں کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔اور یہ کہ وہ بھی اس سے محبت کرنے لگا ہے

سر۔۔۔۔سر۔۔

کانوں میں پڑتی آواز پر موحد چونکا تھا سامنے حنا تھی وہ کب سے یہاں

کھڑی تھی اور اب اسے پکار رہی تھی احساس ہی نہیں ہوا ۔

سر یہ غلط فائیل دی ہے آپ نے

حنا نے فائیل آگے کرتے ہوئے فکر مندی سے کہا ،

کون سی فائیل۔۔۔؟

موحد نے بولائے سے انداز میں کہتے ہوئے حنا کی طرف دیکھا جو اس وقت اسے عجیب طرح سے دیکھ رہی تھی۔

سر سمر کولیکشن کی فائیل دینی تھی آپ کو سیگنیچر کے لیے دی تھی میں نے،آپ نے یہ پتہ نہیں کونسی فائیل اٹھا کر دے دی ہے

حنا اس کی حالت پر پریشان سے لہجے میں جواب دے رہی تھی۔

اوہ ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں تو کیا نہیں کیے ہیں ابھی سائینز میں نے

موحد نے پیشانی پر انگلیاں مسلتے ہوئے الجھے سے لہجے میں سوال کیا

سر یہ تو آپ کو پتا ہو گا نا ؟

حنا نے حیرت سے کہا وہ اب موحد کی اس بوکھلائی سی حالت پر مزید پریشان نظر آ رہی تھی

ہاں۔۔۔اچھا آپ چلیں میں بھجواتا ہوں

موحد نے شرمندہ سے لہجے میں اسے جانے کا اشارہ کیا اور سامنے رکھی فائیلز کو الٹنے لگا۔حنا اسی طرح حیرانگی سے دیکھتی باہر نکل گئی۔اور وہ اس کے جانے کے بعد اپنے بالوں کو جکڑ کر سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہو گیا ہے مجھے؟ ؟ ۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ دماغ نے چیخ کر دل سے سوال کیا تھا اور دل نے مسکرا کر یہ غزل سنا دی۔

ہو گئی ان سے محبت ہو گئی

ان کی مرضی میری قسمت ہو گئی

چپکے چپکے دل سے کرنا گفتگو

تیری فرقت میں یہ عادت ہو گئی

آرزو تک مٹ گئی تو امید کیا

میری ہستی وقف حسرت ہو گئی

غیر کی جانب یہ تیری نظر ارتقا

خیر ہے ہم سے کیوں نفرت ہو گئی

ہاں انہیں بیدار ہمیشہ رہنا چاہیے

میری صورت غم کی صورت ہو گئی

جب سے وہ ہر ذرے میں دکھنے لگے

ہم کو بھی سجدوں کی عادت ہو گئی

آنکھ لگ کر لگ سکی نا تب سے میری

آنکھ لگنا اب اک مصیبت ہو گئی

موحد نے آہستگی سے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور ملک

جہانزیب کی اجازت پر اندر داخل ہوا وہ لیمپ کی روشنی میں کتاب پر جھکے بیٹھے تھے چشمہ ناک پر ٹکائے وہ کھوئے ہوئے تھے،وہ اب اپنا زیادہ وقت لائیبریری میں گزارنے لگے تھے۔ موحد کی آمد پر انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور پھر چہرہ افسردہ سا ہو گیا نگاہیں ایک دم سے چرا لیں۔

اجازت لینے ائے ہو ؟ جاؤ بیٹا تمہیں ہم روک نہیں سکتے ہیں

ملول لہجے میں کہتے وہ کتاب کو بند کر چکے تھے،کل رات مہتاب اور ثانیہ لاہور پہنچ چکے تھے اور ملک جہانزیب یہی سمجھے تھے کہ موحد ان سے اب رخصت چاہتا ہے۔

جاؤ بیٹا پہلے ہی بہت روک چکا ہوں تمہیں اب مزید نہیں رکوں گا

موحد کے خاموش رہنے پر اب وہ پھیکی سی مسکراہٹ سجائے کہہ رہے تھے۔موحد آگے بڑھا اور ان کے بلکل سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں جانے کی اجازت لینے نہیں آیا ہوں

آہستگی سے کہا جس پر ملک جہانزیب نے چہرہ اوپر اٹھائے سوالیہ انداز

میں دیکھا

میں آپ سے کچھ کہنے آیا ہوں

بہت نادم سا لہجہ تھا اور چہرہ متروم تھا حلیہ مجنوں جیسا

کیا۔۔۔؟

ملک جہانزیب اب اس کے اس بے حال سے حلیے کو جانچ رہے تھے۔

میں۔۔۔ردا کو۔۔۔۔

موحد نے بات ادھوری چھوڑی،ملک جہانزیب کی بوڑھی آنکھوں میں ایک خوف سا جھلکا کہیں وہ ردا کو طلاق دینا چاہتا ہے۔موحد کی شخصیت اور عادات ایسی تھیں کہ انہیں تلاش کرنے پر بھی اپنی بیٹی کے لیے ایسا انسان نا ملتا پر وہ ان کی بیٹی کی قسمت نہیں تھا شائید۔

میرا مطلب ہے میں ردا کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہوں

موحد نے اپنی بات بمشکل کہی جس پر ملک جہانزیب کی اٹکی سانس تو بحال ہو گئی لیکن ان کی افسردگی کم نہیں ہوئی۔

موحد بیٹا۔۔۔زبردستی کے رشتے کھوکھلے ہوتے ہیں ان کی چھاپ کہیں نا کہیں رہ جاتی ہے مت کرو بیٹا ابھی ہی ختم کر دو

ملک جہانزیب نے دلگیر لہجے میں کہا

بابا۔۔۔میں کسی دباؤ میں یہ فیصلہ نہیں لے رہا ہوں اور نا اب کوئی مجھ سے زبردستی کر رہا ہے۔۔۔اب تو میرا دل ہے جو مجھ سے زبردستی کر رہا ہے

آخری بات پر موحد سر کو مکمل جھکا گیا تھا اور ملک جہانزیب کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی تھی ان کی زبان گنگ تھی

بابا میں بھی بہت سی جگہوں پر غلط تھا میں نے بھی ردا کے ظاہر سے اس کی شخصیت کو اپنے ذہن میں ایک امیج دے دیا تھا اور اس سے آگے کبھی سوچا ہی نہیں

موحد بول رہا تھا اور ملک جہانزیب کو اپنے کانوں پر یقین نہیں تھا۔

اگر جذباتی وہ تھی تو جذباتی اور غصے والا میں بھی کم نہیں تھا،پر جو کچھ

بھی ہوا دل کو اب کسی بات پر ملال نہیں ہے میں ردا کو دل سے چاہنے لگا ہوں

موحد نے سر اوپر اٹھایا تو ملک جہانزیب کے لب مسرت سے کپکپا رہے تھے۔

میں جرمنی جانا چاہتا ہوں اسے واپس لانا ہے

محبت سے کہا ملک جہانزیب کے آنسو گال پر لڑھکے تو موحد تڑپ کر آگے ہوا اور ان کے بوڑھے وجود کو باہوں میں سمیٹ لیا وہ موحد کی پیشانی کو فرط محبت سے بوسہ دے رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے آفس کے دروازے پر دستک کی آواز سنی اور اندر آنے کی اجازت دی،لڑکا ہاتھ میں ایک بڑا سا پارسل پیک لیے داخل ہوا۔

،سر آپ کے لئے کوئی پارسل آیا ہے جرمنی سے ہے شائید

حیرت کا شدید جھٹکا تھا،سماعتیں بے یقین، آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور منہ

کھلا رہ گیا تھا۔اس کی کل جرمنی کے لیے فلائیٹ تھی پر یہ جرمنی سے کس کا پارسل تھا کس نے کیا بھجوایا تھا دل کو ایک دم سے عجیب سے خدشے نے گھیر لیا۔

ک ک کک کس کا پارسل ہے ؟ نام کس کا لکھا ہے ؟

آنکھوں کو ضرورت سے زیادہ کھولے سامنے کھڑے آفس بوائے سے پوچھا۔

سر، جرمنی سے ہے اور میم ردا کا نام ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آفس بوائے نے ایک نظر پھر سے پارسل کی طرف دیکھ کر جواب دیا

دکھاؤ ادھر وہ میز پر پارسل رکھنے کا اشارہ کر کے اپنی کرسی آگے گھسیٹ رہا تھا، بے چینی اس حد پر تھی کے اس کے رکھنے سے پہلے اچک اچک کر پارسل کے اوپر لکھی تحریر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا

ادھر رکھو اور جاؤ تم

نظریں اٹھا کر جونہی اس کے چہرے پر گئیں اپنی کیفیت پر خود کو

سنبھالا اور چہرے پر زبردستی سختی کو ابھار دیتے حکم صادر کیا۔

اس کے کمرے سے جانے کی دیر تھی کے موحد پارسل کو میز پر اپنی جانب یوں گھسیٹنے لگا کے ایک سیکنڈ بھی دیر ہو گئی تو وہ اسے کھو دیگا۔

تجسس تھا کے آسمان کی بلندیوں کو چھوتا،حیرت تھی کے سمندر کی گھرائیوں میں ڈوبتا جاتا، وہ اب پارسل کو گود میں لے کر کرسی پیچھے کئے اسے کھول رہا تھا۔

ایک درمیانے سائز کا باکس تھا،ایک بات تو یقینی تھی کے یہ پارسل موحد کے لئے ردا ملک کے علاوہ اور کوئی بھیج ہی نہیں سکتا تھا

باکس کھل گیا تھا اور وہ اپنے ہاتھ کو ماتھے پر مار کر کہنی کے بل میز پر ٹکا گیا تھا، نظریں گود میں پڑے گفٹ پر تھیں جس کے ساتھ ایک اس کو خوبصورت سے کارڈ پر ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کے الفاظ درج تھے۔ کیسے پتا تھا کہ آج اس کی سال گرہ تھی یہ تو اسے بھی یاد نہیں تھا۔ پیشانی ہتھیلی میں دیئے میز پر کہنی ٹکائے وہ گود میں رکھے باکس میں موجود نہایت سلیقے سے سجایا ہوا اپنا پسندیدہ پرفیوم جنہیں گلاب کی پتیوں

کے بیچ سجا کر رکھا گیا تھا، ساتھ ہی ٹیبل ڈیکوریشن پیس جو بہت قیمتی اور خوبصورت تھا ایک الگ ترتیب سے رکھا گیا تھا۔

پھول کی پتیاں اپنی خوشبو بکھیر کر اب رنگ کھونے کو تھیں، جرمنی سے انہیں یقیناً پریمیئم کوریئر سروسز کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔

وہ پیغام کچھ یوں لایا میرے لیے

خفا ہوں مگر بھولا نہیں تجھے

اب موحد کسی خط یا وش لیٹر کی کھوج میں تمام چیزیں جوش و خروش سے نکال کر میز پر جمع کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باکس خالی ہو چکا تھا مگر پورے گفٹ میں ہیپی برتھ ڈے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

اگلے لمحے موحد کے کارڈ لیس پر ابھرتی نمبر ملانے کی بیپ تھی۔دوسری طرف کال جا رہی تھی جس کا بے چینی سےانتظار تھا وہ میز پر رکھے تحفے کو دیکھ رہا تھا، اور پاؤں انتظار کی سی کیفیت میں بے چینی سے ہلا

رہا تھا۔

ردا ملک۔۔پک اپ دا فون۔۔ بار بار کال ملانے پر بھی کال ندارت،وہ اب کرسی پر پشت ٹکا کر پیچھے ہوتا چھت کو گھور رہا تھا

تصور میں ردا کو ہاتھ میں یہ گفٹ باکس تھامے اس کی گہری خوشی سے لبریز آنکھوں اور دلکش سراپے کے سحر میں ڈوبتا ابھرتا اپنی اس ہی کرسی پر برا جمان سامنے تحفہ پیش کرتے مسکراتا دیکھ رہا تھا۔اسی لمحے گہری
مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا حصار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر یہ کیا وہ فون تو اب بھی نہیں اٹھا رہی تھی لیکن اب دل کو ایک تسلی تھی ردا اس سے محبت کرتی ہے۔اب اسے جانا تھا۔کل تک کا انتظار سوہان روح تھا۔

ردا تیز تیز قدم اٹھاتی کار سے نکلنے کے بعد زینے چڑھ رہی تھی یہ کی شاندار فلک سے باتیں کرتی عمارت تھی جہاں اب Rida جرمنی میں

وہ شیشے کے ردوازے کو اندر کو دھکیلتی سلام کرتے گارڈ سے بے نیازی برتتی اندر داخل ہو رہی تھی۔

پیشانی پر انگنت شکن سجائے اب وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہی تھی،کچھ دیر پہلے ائے سٹوین کے پیغام نے عجیب الجھن میں ڈال دیا تھا وہ صبح آفس کے لیے نکل ہی رہی تھی جب سٹوین کا پیغام آیا کہ میم پاکستان پہنچ گئے ہیں اور تمام فائیلز اور رکارڈ Rida سے باس بنا انفارم کیے چیک کر رہے ہیں،آپ آفس جلدی پہنچیں۔اتنے سے پیغام کو پڑھ کر وہ بار بار سٹوین کو واپسی کال کر رہی تھی جو وہ اب نہیں اٹھا رہا تھا۔

یہ یقیناً بابا اور بھائی میں سے کوئی ہو گا مما بھی عجیب ہیں مجھے انفارم تک نہیں کیا کہ ان دونوں میں سے کوئی یوں بنا بتائے جرمنی آ رہا ہے،جب میں منع کر چکی تھی پھر یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر۔۔۔وہ دانت پیستے ہوئے سوچ رہی تھی۔ لفٹ سے نکل کر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئی تو سب بوکھلائے سے بیٹھے تھے اسے دیکھتے ہی اپنی اپنی نشست سے کھڑے ہو رہے تھے۔ ردا نے نگاہیں ارد گرد

سٹوین کی تلاش میں گھمائیں۔

سٹیوین کہاں ہے ؟

ردا نے اپنی طرف آتے آفس بوائے سے پوچھا،جس کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔وہ آفس دیر سے پہنچتی تھی جس کی وجہ سے سارا عملہ بھی ان گھنٹوں میں غیر سنجیدہ ہوتا تھا اور آج اچانک پاکستان سے چھاپا پڑ گیا تھا جس پر سب بوکھلا گئے تھے۔جو کوئی بھی آیا تھا اس نے ایک گھنٹے میں ہی سب کو لائین حاضر کر دیا تھا سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑی تھیں اور بولائے بولائے سے کام میں جتے تھے۔

میم سر سٹیوین سامنے آفس میں ہیں اور باس بھی وہیں ہیں

آفس بوائے نے بھی گھبرائے سے لہجے میں جواب دیا،ردا نے قدم آفس کی طرف بڑھا دیے جیسے ہی آفس کا دروازہ کھلا قدم وہیں منجمند ہو گئے تھے اور دل کی دھڑکن تھم گئی سامنے نا تو مہتاب تھا اور نا ہی ملک جہانزیب،سامنے تو وہ چین و سکون چھین لینے والا دشمناں جان براجمان تھا۔جس نے نگاہیں اٹھائیں تو وقت،سانس،رگوں میں بہتا خون

سب کچھ تھم گیا تھا۔

آہ۔۔۔وہ آ گیا وہی کہنے جس کے ڈر سے میں فون نہیں اٹھا رہی تھی،عرفہ کو میرا اس کے نام پر رہنا بھی گوارا نہیں۔۔۔ردا کا دل جیسے کسی نے پنجے میں جکڑ لیا ہوا۔

زخم دیتے ہو

کہتے ہو

سیتے رہو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

! جان لینے کر

کہو گے

کہ جیتے رہو

پیار جب جب

زمین پر اتارا گیا

زندگی تجھ کو

صدقے میں وارا گیا

پیار زندہ رہا

مقتلوں میں مگر

پیار جس نے کیا ہے

!!!!!!!! وہ مارا گیا

NEW ERA MAGAZINE .com

آیا تھا ویسے بھی ردا کو اپنی آمد Rida وہ صبح جب جرمنی پہنچا تو سیدھا میں سب کی جان پر بنا Rida کا سرپرائیز دینا چاہتا تھا۔آتے ہی یہاں چکا تھا،سٹوین نے گھبرا کر ردا کو پیغام بھیجا اور جیسا موحد نے کہا صرف وہ بتانے کے بعد فون بند کر دیا۔

اب جب وہ آفس میں داخل ہوئی تو سرپرائیز کرنے والا اس کو دیکھ کر خود سرپرائیز ہو چکا تھا۔وہ اتنا بدل چکی تھی خود کو کہ موحد کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا۔

کوٹ پینٹ میں ملبوس خوبصورت ڈیل ڈول اور اونچے قد کاٹھ کی یہ لڑکی جو ایک ہی نگاہ میں سامنے والے پر اپنی شخصیت کا سکوت طاری کر سکتی تھی اُس ردا سے بلکل مختلف تھی جو چار ماہ پہلے پاکستان چھوڑ کر ائی تھی،نا وہ بھاری بھرکم وجود رہا تھا اور نا ہی ٹھوڑی کے نیچے بنتی وہ ڈبل چن ہاں وہ بہت دبلی پتلی تو نہیں ہوئی تھی البتہ وہ اتنا وزن کم کر چکی تھی کہ اس کو چار ماہ بعد دیکھنے والا یونہی ششدر رہ جاتا جیسے اس وقت موحد عالمگیر تھا۔

سٹوین دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو انگشت بدنداں کھڑے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔سٹوین ان کو وہیں مجسم چھوڑ کر پریشان سا سر جھکائے آفس سے نکل گیا۔

جیسے ہی سٹوین نے آفس کا دروازہ بند کیا تو موحد اس سراسیمگی کی حالت سے باہر آیا۔وہ وہیں کھڑی تھی متعجب ذہن میں الجھتے بنتے خیالوں کے زیر اثر خون خشک تھا اور دل کی رفتار کم ۔موحد یقیناً ہر رشتہ ختم کرنے آیا تھا یہ خیال سانس لینے میں دشواری پیدا کر رہا تھا۔

موحد آہستگی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور بلکل اس کے سامنے آکر سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور نگاہیں ردا پر مرکوز کردیں جو حواس باختہ کھڑی اب اس کے قریب آنے پر نگاہیں جھکائے پلکوں کو لرزا رہی تھی۔

اُسی طرح سرخ و سفید رنگت والا دھلا چہرہ سنہری بال جن کی درمیان میں مانگ نکالے وہ کندھوں پر بکھیرے ہوئے تھی۔چہرہ پہلے کی نسبت دبلا ہو کر بیضوی کی نسبت تھوڑا لمبا دکھنے لگا تھا پر نقوش اور غضب ڈھانے لگے تھے یا پھر موحد عالمگیر اسے آج دیکھ ہی اور نگاہ سے رہا تھا

۔

جب کوئی دل میں بس جائے تو وہ عام سے خاص ہو جاتا ہے وہ چاہے ساری کائینات کے لیے معمولی ہی کیوں نا ہو پر جس کے دل کی دنیا اسی کے دم سے بستی ہو اسے وہ پوری دنیا میں حسین لگنے لگتا ہے اور موحد عالمگیر کو بھی آج اپنے سامنے کھڑی ردا ملک دنیا کی دلکش ترین لڑکی لگ رہی تھی اور اپنی قسمت پر رشک وہ کیوں نا کرتا کہ اس کے سامنے

کھڑی یہ لڑکی اس سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس نے اپنا آپ ہی بدل ڈالا اس بات سے بلکل انجان کے سامنے کھڑا یہ شخص جو یوں اسے پیاسی نگاہوں سے تک رہا ہے اسے اب اس کی ظاہری خدوخال کے بدلنے یا نا بدلنے سے کوئی سروکار نہیں تھا اسے تو ردا سے محبت تھی اس ردا سے جس نے اس کی زندگی اس کا دل اس کی شخصیت،اس کی حیثیت تک بدل ڈالی تھی وہ مقدر کا سکندر تھا اور وہ لمحہ اس کی قسمت کا اکا تھا جب اس نے ردا کے خلاف باتیں کی تھیں۔

موحد کا یوں خاموشی سے دیکھے جانا ردا کو عجیب سی بے چینی میں مبتلا کر رہا تھا۔وہ کچھ بول بھی تو نہیں رہا تھا بس دیکھے جا رہا تھا۔ردا نے پلکیں جھپکاتے ہوئے نگاہیں اٹھائیں اور اس کے لبوں کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک نے ایک دم سے الجھا دیا۔

موحد نے اس کے نگاہیں اٹھانے پر مصافحے کی غرض سے ہاتھ آگے بڑھایا جیسے ابھی تک بس اس کی نگاہ اٹھانے کا ہی منتظر تھا ۔

جان لینے سے پہلے ہاتھ ملا رہا ہے۔۔۔آہ کتنا سنگ دل ہے

۔ردا نے ایک نظر اس کے ہاتھ پر ڈالی اور پھر نگاہیں اٹھا کر اس کے چہرے پر مرکوز کیں،عرفہ اور موحد کی شادی والا پیغام نگاہوں میں گھوم گیا۔

میں نے منع کیا تھا کہ کوئی بھی نہیں ائے گا میرے پیچھے جرمنی تو تم کیوں ائے

بہت کوشش کے باوجود سخت آواز میں ہلکی سی لغزش ابھی باقی رہ ہی گئی تھی۔ موحد نے اس کے سلام لینے کے بجائے سختی سے کیے گئے سوال پر ہاتھ کو پینٹ کی جیب میں ڈالا اور گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھا جو اب نگاہیں ایک طرف کیے اس سے بے اعتنائی ظاہر کر رہی تھی۔

غلط بلکل غلط تم نے میسیجز میں صرف بھائی اور بابا کا لکھا تھا،کوئی بھی تو نہیں لکھا تھا

موحد نے گہری مسکراہٹ میں جواب دیا،ردا اب نگاہیں سامنے میز پر مرکوز کیئے ہوئی تھی اور دل کی رفتار آہستہ ہو رہی تھی۔

تم کیوں ائے ہو ؟

سختی سے سوال پوچھا جب کے دل اس سوال کے جواب سے پہلے لرز اٹھا تھا۔

فون کیوں نہیں اٹھاتی میرا ؟

موحد نے گہری سانس لیتے ہوئے نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑیں

تو یہ پوچھنے ائے ہو پاکستان سے یہاں ؟

ردا نے نگاہیں ملائیں اور غصے سے پوچھا،جھوٹا۔۔۔اپنی محبوبہ سے وعدہ لے کر آیا ہو گا کہ اس سے علیحدگی کر کے ہی لوٹوں گا۔۔۔ردا کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں

نہیں حساب چکتا کرنے آیا ہوں

مسکراہٹ دبائے اس کے چہرے کی سختی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا

کیسا حساب ؟،کوئی حساب نہیں میں سب ختم کر ائی تھی اور اگر تمھاری

عرفہ کو مجھ سے کوئی ڈر ہے تو کہہ دو اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے،میں اگر کبھی پاکستان ائی بھی تو تم دونوں کے فرشتوں تک کو خبر نہیں ہوا کرے گی کہ ردا ملک پاکستان ائی ہے جاؤ اور کر لو شادی

ردا نے تیز تیز ایک ہی سانس میں اپنے دل کے تمام وہم اس کے سامنے اگل دیے اور وہ اس کی باتوں پر بس بے ساختہ ابھر آنے والے قہقے کو ہی روکتا رہ گیا۔

عابد پہلے ہی بتا چکا تھا کہ ردا کو کسی نے اس کے اور عارفہ کی شادی ہونے کی غلط خبر پہنچائی ہے۔اور ابھی اس کی یہ غلط فہمی اسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

ہمم پر عرفہ مان نہیں رہی نا مسئلہ یہ ہے۔۔ چلو پھر گھر جا کر تفصیل سے بات کرتے ہیں اس بارے میں

موحد نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیا اور وہ جو اپنے اندر کے طوفان کو قابو کئے کھڑی تھی،چونک کر موحد کی طرف دیکھا۔

گھر۔۔۔مطلب میرے اپارٹمنٹ کی بات کر رہے ہو ؟

ردا نے آبرو چڑھائے،عرفہ کا نام اسکے منہ سے یوں محبت سے نکلتا سن کر تو خون کھول گیا تھا۔

مطلب کیا فلائیٹ سے سیدھا آفس آ گیا تھا،بہت تھکا ہوا ہوں،ظاہر سی بات ہے فریش ہونا ہے آرام کرنا ہے،کچھ کھانا ہے

موحد نے بڑے مزے سے کہا

تو پھر اس کے لیے ہوٹل کا انتظام کرو میرا اپارٹمنٹ کوئی سرائے نہیں ہے جہاں تم اپنا حساب چکتا کرنے سے پہلے،فریش ہو گے۔۔۔کھانا کھاؤ گے۔۔۔

ردا نے منہ چڑاتے ہوئے نخوت سے ناک چڑھائی،موحد اس کی اس ادا پر دل و جان سے فدا ہوتا مسکراہٹ دبا گیا۔

دیکھو نا ڈیل تمھارے ساتھ طے کرنی ہے،حساب کتاب بھی تمھارے ساتھ چکتا کرنا ہے تو سٹے بھی تمھارے ساتھ کروں گا نا ؟

موحد نے شرارت سے دیکھتے ہوئے لہجے کو بظاہر سنجیدہ رکھا،جیسے ہی ردا نے نگاہیں اس کی طرف گھمائیں تو فوراً لہجے والی سنجیدگی کو چہرے پر بھی طاری کیا۔

میرے اپارٹمنٹ میں صرف دو کمرے ہیں جن میں سے ایک میں اس وقت میرا دوست ارحم رہ رہا ہے

ردا نے ناک پھلاتے ہوئے جواب دیا۔۔آیا بڑا تعلق ختم کرنے آیا ہے اور رہنا میرے ساتھ ہے دل خون کے آنسو رو رہا تھا،کتنی محبت کرتا تھا وہ عرفہ سے جس کے لیے یہاں جرمنی تک پہنچ گیا تھا۔

تو دوسرا کمرہ ہے نا ؟

موحد نے بھنویں سکیڑ کر یاد دہانی کرائی

وہاں میں سوتی ہوں

ردا نے لہجے کی سختی کو برقرار رکھا

تو میں بھی وہیں سوؤں گا نا،ہمیں تو عادت ہے ایک کمرے میں رہنے

کی

موحد نے پرسکون لہجے میں مسئلہ حل کیا،جبکہ نگاہیں محبت سے اسے دیکھتے ہوئے اس کی جلن سے محظوظ ہو رہی تھیں۔

نہیں مجھے اب عادت نہیں ہے میں اپنا کمرہ کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی

ردا نے غصے سے ماتھے پر بل ڈالے۔۔دل کر رہا تھا گلا دبا دے موحد کا اس ستم ظریفی پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے پھر ارحم کو لاؤنج میں سلا دیں گے

موحد نے اُسی لہجے میں ترکی با ترکی حل پیش کیا،ردا نے غصے سے گھورا

وہ گیسٹ ہے میرا ہر گز نہیں سوئے گا وہ لاؤنج میں

آنکھوں کو سکوڑ کر دانت پیس کر جواب دیا

ٹھیک ہے پھر تم لاؤنج میں سو جانا

بڑے آرام سے کہا جس پر ردا نے حیرت سے منہ کھول کر اس کی

طرف دیکھا جو اب دانت نکال رہا تھا۔

چلو۔۔۔چلو تو سہی پہلے میں سو جاؤں گا لاؤنج میں بہت تھکا ہوا ہوں

موحد نے قہقے پر بمشکل قابو پایا اور التجائی لہجے میں کہا تو ردا نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا اور پھر منہ میں بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے جبکہ وہ گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ اور محبت سے دیکھتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔

تابندہ بیگم کمرے سے باہر نکل کر لاؤنج میں ائیں تو مناہل کو لاؤنج میں کارٹون کے سامنے بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف بڑھیں،جس دن سے مہتاب لاہور آیا تھا،وہ پرسکون ہو گئی تھیں اور کمرے سے باہر رہنے لگیں تھیں مناہل میں تو ان کی جان بستی تھی۔وہ پاس ائیں تو مناہل فوراً اٹھ کر ان سے لپٹ گئی۔

مما کہاں ہیں آپکی ؟

تابندہ بیگم نے اس کے گال پر بوسہ دیا اور پھر ثانیہ کی تلاش میں

ارد گرد دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

مما کچن میں ہیں دادو

مناہل نے باریک سی آواز میں جواب دیا۔۔۔ہیں کچن میں۔۔۔تابندہ بیگم نے ماتھے پر بل ڈالے اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

کچن میں داخل ہوئیں تو ثانیہ چولہے کے آگے کھڑی کچھ پکا رہی تھی اور سسی بڑے مزے سے شیلف سے کمر ٹکائے جھولتے ہوئے اس سے باتیں کر رہی تھی۔تابندہ بیگم کے گھورنے پر وہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ۔۔۔بیٹا آپ کیوں کام کر رہی ہو ؟ باہر آؤ اتنے ملازم ہیں نا وہ کریں گے کام

تابندہ بیگم نے محبت سے ثانیہ کو ڈپٹا

مما۔۔۔ملتان میں بھی کرتی تھی نا تو یہاں کیوں نہیں؟

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے نرمی سے جواب دیا

نہیں۔۔۔ایسی حالت میں اتنی دیر کچن میں کھڑے ہونا ٹھیک نہیں چلو

آؤ باہر

تابندہ بیگم نے خفگی سے نفی میں سر ہلایا اور آگے بڑھیں

مما۔۔۔کچھ نہیں ہوتا مجھے اور مہتاب کو عادت ہے میرے ہاتھ کا بنا کھانے کی

ثانیہ نے محبت سے انکار کیا،جبکہ سسی اب جزبز سی لب کچل رہی تھی

مہتاب دی عادت دی ایسی دی تیسی،تینو میں اس حالت وچ کوئی کم نئیں کرن دینا(مہتاب کی عادت کی ایسی کی تیسی،تمہیں میں نے اس حالت میں کوئی کام نہیں کرنے دینا ہے)

تابندہ بیگم نے خفگی سے ماتھے پر شکن ڈالے ثانیہ سے کہا اور سسی کو گھور کر ثانیہ کے ہاتھ سے چمچ لینے کا اشارہ کیا ثانیہ ان کی اس محبت پر سرشار ہوتی آگے بڑھی۔

ٹھیک اے جیویں تُسی خوش مما،میں کوئی کم نئ کراں گی، آپاں مل کے گلاں کراں گے۔(ٹھیک ہے جیسے آپ خوش مما،میں کوئی کام نہیں

کروں گی،ہم مل کر باتیں کریں گے)

ثانیہ نے محبت سے ان کو کندھوں سے تھام کر کہا جبکہ وہ ثانیہ کے یوں پنجابی بولنے پر خوشگوار حیرت میں مبتلا منہ کھولے کھڑی تھیں۔۔۔کوئی تو تھا جس نے ان کی پنجابی کی بات کا جواب پنجابی میں دیا تھا۔

ہائے صدقے۔۔۔تینو پنجابی آندی جے(ارے قربان تمہیں پنجابی آتی ہے)

خوشی اور حیرت کے ملے جلے لہجے میں پوچھا ثانیہ بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دی۔مہتاب اسے تابندہ بیگم کی پنجابی زبان سے محبت کے بارے میں اسے بتا چکا تھا۔

ہاں جی مما اسی پنجابی ہی تے آں (جی مما ہم پنجابی ہی تو ہیں)

ثانیہ نے محبت سے جواب دیا۔

اچھا !!او موحد نکمے جیئے نو تے نئ آندی پنجابی(اچھا اسے موحد نالائق سے کو تو نہیں آتی پنجابی)

تابندہ بیگم نے ناک چڑھا کر کہا تو ثانیہ ان کی بات پر قہقہ لگا گئی۔ موحد سے ان کے شکوے ختم نہیں ہوتے تھے۔وہ تو اب جب ردا کو منا کر پاکستان لائے گا تب ہی تابندہ بیگم اسے گلے لگائیں گی۔

ثانیہ مسکراتی ہوئی ان کے ساتھ چل دی تھی۔

موحد ردا کے بلکل پیچھے کھڑا ارد گرد گردن گھما کر دیکھ رہا تھا اور ردا اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول رہی تھی۔یہ عمارت کی چھٹی منزل کی بہت لمبی چوڑی گیلری تھی جس میں اپارٹمنٹ کے دروازے دائیں بائیں دونوں اطراف میں موجود تھے۔

سفر کے دوارن گاڑی میں دونوں کے درمیان بلکل خاموشی رہی تھی موحد تو بار بار محبت بھری چور نگاہوں سے اس کے اس بدلے سے سراپے کو دیکھ کر سیر ہو رہا تھا مگر وہ ان نگاہوں سے نا آشنا ذہن کے خوف کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھی۔

موحد اس سے خلع کا مطالبہ کرے گا وہ کیا کہے گی کیسے کہے گی وہ

ساری باتیں ذہن میں ترتیب دے رہی تھی۔

ردا نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور موحد کو اندر آنے کا کہے بنا بے رخی سے آگے بڑھ گئی جبکہ وہ ستائیشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا۔

ہمم اپارٹمنٹ تو شاندار ہے

لبوں کو تھوڑا سا باہر نکالے تعریفی جملہ کہا جس سے بے نیازی برتتی ردا آگے بڑھ رہی تھی اور دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی چھوٹی سی لابی سے گزر کر سامنے لاؤنج تھا جس میں لگے صوفے پر ارحم ہاتھ میں باؤل پکڑے بیٹھا تھا وہ کچھ کھا رہا تھا شائید اور سامنے بڑی سکرین پر کوئی فلم چل رہی تھی۔

موحد کو دیکھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا چمچ ہوا میں ہی معلق رہ گیا اور آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئیں جبکہ موحد اس کو دیکھ کر کھولتے خون کے ساتھ اب لب بھینچے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اس خبیث کے تو مزے میں ختم کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔موحد نے ارحم پر آنے والے غصے پر بظاہر قابو پایا۔اور زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

اوہ۔۔۔یو ارحم احمر نا ؟

موحد نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے بڑے خوشگوار لہجے میں حیران ہوتے ہوئے ایسے پوچھا جیسے اس کی یہاں موجودگی سے پہلے واقف نا ہو۔

ارحم اب اسی طرح حیرت سے آنکھیں اور منہ کھولے کھڑا ہو گیا تھا ۔کبھی ردا کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی موحد کی طرف

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلو برو۔۔۔کیسے ہو بھئی ؟

موحد نے پاس آ کر ایک طرف سے اسے ساتھ لگایا اور اس کی پیٹھ پر زور دار تھپکی نما جھانپڑ رسید کیا کہ وہ ہل کر رہ گیا۔

ٹھیک ہوں ۔۔۔

گھٹی سی آواز میں جواب دیا اور ایک طرف پریشان حال خود سے الجھتی ردا کی طرف سوالیہ نگاہوں سے گھورا۔جو اس کی گھوری کے جواب میں

بس ناک چڑھا کر رہ گئی

کھاؤ۔۔۔کھاؤ۔۔۔یار سوری تمہیں ڈسٹرب کیا

موحد نے پھر سے اسے کندھے پر زور کی تھپکی دی، تھپکی اتنے زور کی تھی کہ وہ کندھے کو سہلانے پر مجبور ہو گیا۔

جبکہ موحد اب مسکراتا ہوا ردا کی طرف مڑا

ردا مجھے فریش ہونا ہے ہمارا کمرہ کونسا ہے ؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا

ہمارا کمرہ۔ہ۔ہ۔ہ

ارحم نے بھنویں سکیڑ کر اس کے ہمارا کمرہ والے لفظ کو دہرایا اور حیرت سے ردا کی طرف دیکھا جو سنجیدہ سی اس کی گھوری کو بنا دیکھے موحد کو کمرے کی طرف لے جا رہی تھی۔

موحد کو کمرے میں بھیج کر وہ واپس ائی تو حیرت میں مبتلا ارحم تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

ارے بھئی یہ کیا چکر ہے۔۔۔؟ یہ کیا کرنے آیا ہے یہاں،اور ہمارا کمرہ !!!!۔۔۔

ارحم نے بھنویں سکیڑ کر حیرت سے سوال کیا،اسے موحد کے تیور عجیب سے لگے تھے

تمہیں اس سے مطلب۔۔۔

ردا نے سختی سے لب بھینچے ارحم کو گھور کر دیکھا،ایک تو اس کی جان پر بنی تھی اوپر سے یہ ارحم فضول میں دماغ کھا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہو۔و۔و۔۔اب سمجھا۔۔۔باہر نکالو اس کو اور کتنی تکلیف دے گا تمہیں منہ پر خلع کے پیپر مارو اس کے

ارحم نے سر کو ہلاتے ہوئے مشورہ دیا وہ ردا کے اترے چہرے کو دیکھ کر سب سمجھ گیا تھا۔

جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔یہ میرا اور اس کا معاملا ہے تم نکلو بلکہ یہاں سے

ردا نے غصے سے گھور کر ناگواری سے کہا۔

نہیں اب تو تمہیں اکیلا چھوڑ کر ہر گز نہیں جاؤں گا،دیکھتا ہوں کیا کرے گا یہ سمجھتا کیا ہے خود کو

ارحم نے سر کو زور زور سے نفی میں ہلاتے ہوئے کہا،ردا نے تاسف سے ارحم کی طرف دیکھا

تم سے بات کرنا بیکار ہے

ردا نے پیر پٹخا اور ایک طرف چل دی۔جبکہ وہ اب بھنویں اچکائے موحد کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالوں کو سلیقے سے بنائے وہ جب کمرے سے باہر نکلا تو ردا اور ارحم سامنے صوفے پر براجمان تھے۔ردا کا چہرہ اترا ہوا تھا جب کے ارحم نے کن اکھیوں سے اسے گھورا تھا۔سامنے ٹی وی چل رہا تھا جس سے ردا بلکل بے نیاز اپنے خیالوں میں گم بیٹھی تھی۔

موحد شرٹ کے کف فولڈ کرتا ہوا آہستگی سے چلتا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا،کچن کے کیبن میں لگی چیزوں کو بغور دیکھ کر وہ صرف کافی کا جار

نکلانے میں کامیاب ہوا تھا۔

وہ اب ساس پین کی تلاش میں ارد گرد دیکھ رہا تھا جب ردا سپاٹ چہرے کے ساتھ پیچھے آ کر کھڑی ہوئی۔اپنے عقب میں وہ کسی کی موجودگی محسوس کر چکا تھا۔

کافی بنانی تھی مجھے

موحد نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور لب بھینچے کہا،ردا ہنوز اسی طرح آگے بڑھی اور اس کے ہاتھ سے زور سے کافی کا جار کھینچتی اب کیبن سے کپ نکال رہی تھی۔موحد کو اس کے اس غصے پر بھی بے پناہ پیار آ گیا تھا۔وہ الجھا سا چہرہ لیے اب کچھ جار نکال کر کچن شیلف پر رکھ رہی تھی وہ اب کپ میں کافی انڈیل رہی تھی۔

اوہ۔۔نہیں میں بنا لوں گا دو مجھے

موحد جلدی سے آگے بڑھا اور نرمی سے کہتے ہوئے کافی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

میں بنا دیتی ہوں جاؤ بیٹھو جا کر

ردا نے بنا دیکھے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پلکیں گالوں پر کپکپا رہی تھیں ۔موحد نے ایک بھرپور نگاہ اس کے غصے سے بھرے چہرے پر ڈالی کتنا متعجب تھا سب وہ اس سے اتنی محبت کرنے لگی تھی کہ ناراضگی میں بھی وہ اس کے لیے کافی بنا رہی تھی۔ موحد کچھ دیر اسے یونہی دیکھنے کے بعد آگے بڑھا۔بھنویں سکیڑے ارحم کو گھورتا اب وہ لاونج میں آ کر اس کے پاس بیٹھ چکا تھا۔

اور مسٹر ارحم کیا کرتے ہو آپ ؟

موحد نے ارحم کے طرف رخ موڑے متوازن لہجے میں سوال کیا ؟

ارحم نے زبان کو دانتوں کے پیچھے گھماتے ہوئے پیشانی پر بل ڈالے۔ اسے شائید موحد کی طرف سے یوں بے تکلفی کی توقع نہیں تھی۔

ڈیڈ کا بزنس ہے اس کو دیکھتا ہوں

تیوری چڑھائے روکھے سے لہجے میں جواب دیا

تو وہ تو ڈیڈ کا بزنس ہوا نا تمھارا تو نہیں خیر۔۔۔

موحد نے طنزیہ جملا ادا کیا جس پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا جبکہ موحد اب صوفے کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا۔

گڈ تو بزنس کو تو بہت لاس ہو رہا ہو گا نہیں ؟

موحد نے اپنے مخصوص انداز آبرؤ چڑھائے مصنوعی فکر مندی ظاہر کی

کیوں بزنس کو کیوں لاس ہو گا ؟

ارحم نے ناگواری سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف سوال پوچھا۔

تم ادھر ہو دو ہفتے سے تو ؟

موحد نے پرسکون لہجے میں کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ارحم نے غصے سے دیکھا

میرا بزنس میرے پاپا ہی دیکھتے ہیں

ارحم نے گردن کو خم دے کر بڑے زعم میں جواب دیا

اوہ۔۔۔۔اچھا ۔۔۔۔

موحد نے سر کو اثبات میں ہلایا،ارحم نے ایک مشتعل نگاہ موحد پر ڈالی اور پھر نگاہیں سامنے ٹی وی سکرین پر جما دیں۔

جبکہ موحد سامنے کچن میں کافی بناتی ردا پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا . وہ کافی بیٹ کرتے ہوئے بالوں کی لٹ کو دو بار کان کے پیچھے کر چکی تھی،شرٹ کے بازو کو ایک دفعہ درست کر چکی تھی،وہ اس کے ہر انداز کو نوٹ کر رہا تھا جبکہ وہ پلکیں گرائے بہت مصروف انداز میں کافی بنا رہی تھی۔پھر جیسے ہی کافی بنا کر اس نے نگاہیں اٹھائیں موحد نے اپنی نظروں کا زاویہ فوراً بدل لیا۔

موحد کی نگاہیں وہ خود پر مسلسل محسوس کر رہی تھی۔اس کے دیکھنے اور مسکرانے کا انداز بلکل مختلف تھا وہ عجیب پرسرار سا کیوں لگ رہا تھا ردا کی سمجھ سے باہر تھا۔چائے کا کپ تھامے وہ اس کے قریب آ چکی تھی جو اب ٹی وی دیکھنے میں خود کو مگن ظاہر کر رہا تھا۔ردا نے کافی کا کپ موحد کی طرف بڑھایا۔

تھنکس۔۔۔

موحد نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے کپ کو تھاما ردا اب کاؤچ کی طرف بڑھی تھی جہاں قریبی میز پر اس کا موبائل پڑا تھا۔

مبارک ہو تمہیں شادی کر رہے ہو

ارحم نے ایک نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر استہزایہ مسکراتے ہوئے موحد سے پوچھا۔ردا چونک کر مڑی تھی اور گھور کر ارحم کی طرف دیکھا جو اب طنزیہ مسکراہٹ کو لبوں پر اور گہرا چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خیر مبارک پر وہ تو میں کر چکا ہوں

موحد نے کافی کا سپ لیتے ہوئے بڑے آرام سے جواب دیا،ردا کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی ایسا لگا تھا جیسے یہ الفاظ خنجر کی طرح اس کے سینے میں پیوست ہو گئے ہوں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اب کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اوہ۔۔۔گریٹ،تم تو ہماری سوچ سے بھی آگے ہو

ارحم نے طنزیہ جملہ اچھالا وہ دونوں اب کمرے کی طرف جاتی ردا کو دیکھ رہے تھے ردا کے کمرے کے دروازہ بند کر لینے پر ارحم نے ٹی وی بند کیا اور رخ موحد کی طرف موڑا۔

سنو ایک ڈیل کرتے ہیں ؟

ارحم نے ناک بھینچے گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیتے ہوئے بڑے رعب سے کہا

کیا ڈیل۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے کافی کا سپ لیتے ہوئے بھنویں اوپر چڑھائے سوال کیا

تم ردا کو طلاق دو حق مہر کا ایک کڑوڑ میں دیتا ہوں

ارحم نے مغرور لہجے میں کہا موحد کے جبڑے یک لخت ضبط کے انداز میں باہر کو ابھرے

ہمم۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا انگوٹھے سے ناک کو سکیڑے بمشکل وہ اپنے ضبط

کو برقرار رکھے اس کے پاس آیا تھا۔جو اب غرور سے گردن تانے موحد کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے،بتاؤ اٹس اے بگ ڈیل چلو دو کڑوڑ لے لو ؟

ارحم نے موحد کو خود پر جھکتے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ وہ اب ارحم کے گریبان کو دبوچ چکا تھا۔

تمھاری ڈیل کا جواب میں تمہیں دیتا ہوں ؟

موحد نے جھٹکا دے کر اسے صوفے پر سے اٹھایا تھا۔ وہ اس کے ایک جھٹکے سے ہی لڑ کھڑا گیا تھا۔

دماغ ٹھیک ہے تمھارا چھوڑو میرا گریبان ؟

ارحم نے گڑبڑا کر اپنے گریبان کو موحد کی گرفت سے آزاد کروانے کی ناکام سعی کی پر وہ تو غصے پر سے ضبط کھو چکا تھا۔اور گریبان پر گرفت مزید بڑھا رہا تھا اور ارحم کو اوپر اٹھا رہا تھا بازو کی رگیں پھول رہی تھیں۔ارحم کا چہرہ درد اور سانس کی دشواری کے سبب سرخ ہو چکا

تھا۔

ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے

موحد نے ایک جھٹکے سے اس کو چھوڑ کر دانت پیسے غصے میں کہا جبکہ وہ ایک طرف صوفے پر گرا اب سینے کو مسلتے ہوئے اٹھا تھا۔

تم پاگل ہو گئے ہو کیا،ردا۔۔۔۔۔ردا۔۔۔۔

ارحم نے بوکھلاہٹ میں دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے ردا کو پکارا وہ شائید پہلے ہی شور سن کر دوروازے تک پہنچ چکی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہی تھی جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اب گتھم گھتا ہوئے تھے۔موحد اس کا گریبان پکڑنے کی کوشش میں تھا جبکہ وہ خود کو بچا رہا تھا۔

موحد چھوڑو اسے یہ سب کیا ہو رہا ہے

ردا نے موحد کے کندھے کو پکڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کہا آواز حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

نکالو اسے ابھی کے ابھی باہر میں اسے یہاں مزید برداشت نہیں کر سکتا ہوں

موحد نے سرخ چہرے کے ساتھ ردا کی طرف رخ موڑے کہا۔ارحم نے موحد کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا اور تنک کر آگے ہوا۔

پاگل ہو کیا تم نکلو گھر سے باہر سمجھے،ردا یہ انسان تمہیں اور کتنا ہرٹ کرے گا بولو،دوسری شادی کر چکا ہے اور اب دھڑلے سے یہاں تم سے خلع کا کہنے آن پہنچا ہے

ارحم چیختا ہوا ایک طرف ہوا،ردا نے اس کی بات پر لب بھینچے

تمہیں اس سب سے کیا یہ میرا اور میری بیوی کا معاملا ہے نکلو میرے گھر سے

موحد نے ایک جھٹکے سے دوبارہ اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا جو اب ردا کے سامنے کھڑا تھا۔ردا ایک دم سے موحد کی طرف مڑی تھی۔

یہ تمھارا گھر نہیں ہے،میرا گھر ہے اور ارحم کہیں نہیں جائے گا

ردا نے گلا پھاڑتے ہوئے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا،ارحم کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ نے گھیراؤ کیا

ردا اس کو نکالو یہاں سے اسی وقت

موحد نے غصے میں ارحم کی مسکراہٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جھپٹ پڑا اس پر ارحم برابر اس سے لڑ رہا تھا

شٹ اپ۔۔۔بس کرو تم دونوں

ردا نے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر چیختے ہوئے آواز کو اتنا اونچا رکھا جتنا وہ رکھ سکتی تھی،موحد اور ارحم ایک دم سے اس کے اتنا اونچا چیخنے پر اس کی طرف متوجہ ہوئے

ردا میں نے اسے کہا مجھ سے ایک کڑوڑ لو اور ردا کو طلاق دو آگے سے کہتا ہے تین کڑوڑ دو تب دوں گا طلاق

ارحم نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے غصے میں لال چہرے کے ساتھ جھوٹ بولا جبکہ لبوں پر ایک خباثت بھری مسکراہٹ تھی جسے وہ دبا رہا

تھا۔

کیا !!!!!!!۔۔۔۔ابے تیری تو۔۔۔۔،وہ میری بیوی ہے تو اگر دس کڑوڑ بھی دے گا تو بھی نہیں چھوڑوں گا اسے سمجھا

موحد اچھل کر پھر سے اس کا گریبان تھام چکا تھا اور وہ جو سفید لٹھے کی مانند چہرے کے ساتھ کھڑی تھی اس کے قدم پیچھے کے رخ کو ہی کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

موحد نے ارحم کے منہ پر گھونسے جڑتے ہوئے گردن موڑ کر فکر مندی سے ردا کی طرف دیکھا جو بدحواس سی اب کمرے کے اندر داخل ہو چکی تھی۔ موحد تقریباً بھاگتا ہوا جب تک دروازے پر پہنچا وہ دروازہ بند کر چکی تھی۔

ردا۔۔۔لسن۔۔۔۔ردا۔۔۔۔بکواس کر رہا ہے یہ سب میری بات سنو ردا

۔۔۔۔

موحد نے دروازہ زور سے بجاتے ہوئے کہا۔

ردا میری بات سنو ایک دفعہ اوپن دا ڈور۔۔۔ردا میں نے کوئی شادی نہیں کی ردا۔۔۔آر یو لسن می ؟

موحد نے دروازے پر بارہا دستک دی پر کوئی جواب نہیں آیا جیسے ہی اس نے رخ پھر سے ارحم کی طرف موڑا ارحم تقریباً بھاگتا ہوا دوسرے کمرے کی طرف بڑھا اور موحد کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کمرے میں بند ہو چکا تھا۔اور وہ پھر سے دروازے پر دستک دینے لگا تھا پر وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔

موحد کی دروازے پر بار بار دستک دینا بند ہو چکا تھا ۔وہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔وہ اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ارحم سے کہے گا کہ تین کڑوڑ دو میں طلاق دوں گا۔

دل گھٹی گھٹی سی چیخیں مارنے لگا تھا اور آنسو گال سے لڑھک رہے تھے ۔اتنی تکلیف آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اتنا گہرا سناٹا ہے

جیسے کوئی بول رہا ہے

!اے انکار کے لہجے والے

میں نے تجھ سے کیا مانگا ہے

باہم موت کا وعدہ چھوڑو

کون کسی کے ساتھ جیا ہے

توڑنے والے کیا توڑے گا

تیرا میرا رشتہ کیا ہے

پیڑ تیمم کرنے کو ہیں

وقتِ نمازِ استسقا ہے

کھلتے پھول اور کھیلتے بچے

دیکھ کے کتنا ڈر لگتا ہے

سارے جگ کی خیر ہو یا رب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنے زور سے دل دھڑکا ہے

دردوں نے تو زندہ رکھا

بے دردوں نے مار دیا ہے

کیسا کمسن درد ہے میرا

آدھی رات کو جاگ اٹھا ہے

یاد آتا ہے کم کم لیکن

یاد آئے تو دل دکھتا ہے

الف لام اور میم نے مل کر

کیسا الم تخلیق کیا ہے

اے مجھ سے نہ ملنے والے

میں نے خود کو چھوڑ دیا ہے

اس نے کیا توقیر کمائی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو رسوائی سے ڈرتا ھے

کون زیاں کا حاصل جانے

ساری عمر کا سرمایہ ہے

آتش دان کو تاپ کے دیکھو

باھر کیسی سرد ہوا ہے

بوندیں پاؤں پڑ سکتی ھیں

بادل کس کے ساتھ رہا ہے

درد کی کوئی انت نہیں تو

صبر کا کیسا پیمانہ ہے

موبائل پر بار بار بل بج رہی تھی جس سے بے نیاز وہ روئے جا رہی تھی۔

سنو، مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

وہ زمین پر لگے بستر پر کروٹ بدل رہا تھا جب سامنے صوفے کے کنارے پر ہاتھ میں چائے کا کپ لئے ردا کو بیٹھا پایا۔سوئی جاگی کیفیت میں آنکھیں کھلنے کو نہ تھیں اور رات بھر زمین پر بستر لگا کر سونے کے باعث نیند کی چادر سر تا پا تھی۔

رات کتنی دیر وہ دروازہ بجاتا رہا تھا پھر مایوس ہو کر واپس لاؤنج میں آ گیا تھا۔اور پھر زمین پر ہی کمفرٹر اور بستر لگا کر سو چکا تھا جو شائید ردا پہلے سے ہی وہاں رکھ چکی تھی۔

نا سمجھی کی حالت میں ایک نظر ردا کی آواز کو وہم سمجھ کر اسے بغور دیکھا وہ پرسکون چہرے کے ساتھ چائے کا سپ لے رہی تھی۔موحد نے آنکھیں دوبارہ موند لیں۔۔

ہاں تم ہی سے کہا ہے، مجھے کچھ بات کرنی ہے

ردا نے چائے کا کپ منہ سے ہٹا کر بدستور پر سکون انداز میں کہا، اب

وہ اپنے گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کر آگے کو جھک گئی تھی

وہ نیند کی خماری میں اسے بھی اپنا خیال تصور کرتا ہوا کروٹ بدل چکا تھا اور چادر کو چہرے پر لیتے سر کو تکیے میں گاڑھ دیا۔وہ ساری رات سوچتا رہا تھا اور اب یہ اسی کا اثر تھا کہ ردا کا یوں پاس بیٹھنا بھی خام خیالی ہی لگ رہا تھا۔

میں ارحم سے شادی کر رہی ہوں، بس یہی بتانا تھا تمہیں

وہ لا پرواہی سے کہتی ہوئی اپنے چائے کپ کو ایک طرف رکھ کر اب صوفے سے کھڑے ہونے کو تھی کے بجلی کی سی رفتار میں اٹھتا ہوا وہ اس کے سامنے اسی کے گھٹنوں پر ہاتھ دھرے بیٹھا، چہرہ اونچا کیئے اسے دیکھ رہا تھا۔

کمفرٹر دور جا گرا تھا، وہ خود اتنی تیزی سے اٹھا تھا کے ردا بھی ایک لمحے کو رک کر پیچھے ہو گئی تھی۔

ردا۔۔رکو رکو۔۔کیا کہہ رہی ہو تم؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

نیند سے اچانک اٹھنے پر اتنا تیز جھٹکا اسے سنبھلنے نہیں دے رہا تھا، بمشکل گڑبڑاتا ہوا بول کر پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھی لا پرواہ، نخوت چڑھائے اپنی بیوی کو تک رہا تھا۔

میں خلع کے لیے وکیل کو فون کر چکی ہوں کچھ دیر میں کاغذات آ جائیں گے

وہ بڑے پرسکون لہجے میں کہہ رہی تھی یہ صبح جسے وہ خوبصورت بنانے کے ساتھ ساتھ دن بھر کے معاملات کے لئے کئی منصوبے رات بھر تیار کرتا رہا تھا اس کے لئے ایک ملال کی آندھی لیتی آئی تھی۔وہ یہ کیا کہہ رہی تھی۔

وہ ہلکا سا میک اپ کیے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس کہیں جانے کی تیاری میں لگ رہی تھی۔

میری بات سنو پہلے

موحد ایک دم سے اٹھ کر صوفے پر اس کے برابر میں بیٹھا تھا جب کہ

وہ یونہی سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔اس سے پہلے کہ موحد اپنی بات شروع کرتا ردا تنک کر گویا ہوئی۔

نہیں مجھے کسی کی کوئی بات نہیں سننی،میں تمھاری بے وفائی تمھاری شادی سب برداشت کر سکتی تھی پر اتنا گھٹیا پن جو تم نے ارحم سے کہا کل وہ نہیں۔۔۔۔بلکل نہیں برداشت کر سکتی

ردا نے سختی سے دنوں ہاتھ اٹھائے اپنے سر کے قریب لا کر ناگواری سے کہا اور صوفے پر سے اٹھنا چاہا،موحد نے اسی لمحے بازو تھام کر جھٹکا دے کر پھر سے ساتھ بیٹھا لیا۔

بکواس کر رہا ہے وہ سنو میری بات عرفہ سے میں شادی نہیں کر رہا ہوں اس کی شادی سرمد بھائی سے ہو رہی ہے

موحد نے شائیستگی سے اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے وہی بات کہی جو وہ رات بھی اسے بتانے کے لیے دروازہ بجاتا رہا تھا۔ردا نے دم سادھے پوری آنکھوں کو کھول کر موحد کی طرف دیکھا،موحد کو اس کی حیرت اور اس حیرت زدہ کھلی آنکھوں پر بے پناہ

پیار آ یا۔یہی وہ حیرت تھی یہی وہ سرپرائیز تھا جو وہ ردا کو دینا چاہتا تھا اور اب اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں رقص کر رہا تھا اور اسے اندر تک سرشار کر رہا تھا۔

ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں

موحد نے اس کی حیرت اور خاموشی کے جواب میں گہری مسکراہٹ لبوں پر مزین کیے اپنی بات کی تائید کی،بغور اس کے چہرے پر خوشی کی رمق کے تلاش میں نگاہیں گھمائیں پر یہ کیا اس کی پیشانی تو شکن آلودہ ہو رہی تھی۔

تم کیا ہو موحد !!!!!! محبت تم کرتے تھے عرفہ سے باتیں تم کرتے تھے ساری ساری رات اور اب شادی اپنے بھائی کی۔۔۔۔افففف ۔۔۔۔۔مجھے افسوس ہو رہا ہے میں نے اس طرح کے انسان سے محبت کی

ردا نے تاسف اور ناگواری سے افسوس کا اظہار کیا،موحد کی مسکراہٹ ایک دم سے غائیب ہوئی

ارے یاررررر وہ بھی جھوٹ تھا اس رات میں اس سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا سچ میں، یقین کرو،تم چھت پر آ رہی تھی میں دیوار کے پاس کھڑا سگریٹ پی رہا تھا،تمہیں دیکھا اور وہ سب شروع کر دیا اس دن فون پر کوئی نہیں تھا

موحد نے اس کے چہرے پر موجود ناگواری کے پیش نظر متوازن لہجے میں صفائی دی

ٹھیک ہے یہ بات بھی مان لیتی ہوں پر پھر بھی وہ سب تم نے مجھ سے چھٹکارے کے لیے کیا تھا،اور اب رات ارحم کو تین کڑوڑ کی آفر بھی اسی لیے۔۔۔۔

ردا کا افسوس بھرا لہجہ ابھی بھی قائم تھا بات کو ادھورا چھوڑ کر وہ اب سامنے دیکھنے لگی تھی۔

وہ جھوٹ بول رہا ہے ردا وہ مجھے یہ آفر کر رہا تھا میں تو اسے اس آفر پر مار رہا تھا

موحد نے جھنجلا کر جواب دیا،وہ تو ساری بات کو الٹ سمجھ رہی تھی

کیوں۔۔۔!!!!! تم کیوں مار رہے تھے تم چھوڑنا ہی تو چاہتے ہو نا مجھے تو اب میں خود کر رہی ہوں سب تو کیا ہے پھر اب مسئلہ

ردا نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا انداز بے اعتنائی بھرا تھا

چاہتا تھا۔۔۔۔پر اب نہیں چاہتا ہوں۔۔۔

موحد نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا لبوں کو آپس میں ملائے شرارت سے اس کی طرف دیکھا جو یوں خفا سی بیٹھی تھی۔

کیوں اب ایسا کیا ہے۔۔۔؟

ردا نے آبرؤ اچکائے کرخت لہجے میں سوال کیا

اب نہیں چاہتا چھوڑنا یہ رشتہ نبھانا چاہتا ہوں

موحد نے محبت بھری نگاہوں کو اس کے چہرے پر مرکوز کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا جو اسی طرح بےتاثر چہرہ لیے اس کو بے یقینی سے

تک رہی تھی۔

مجھے بھیک نہیں چاہیے موحد عالمگیر

سخت لہجے میں سخت الفاظ تھے جن پر موحد اب حیران سا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بھیک۔۔۔؟

حیرت میں مبتلا آواز ابھری اور ماتھے پر نا سمجھی کے بل پڑے

ہاں بھیک۔۔۔نا بھیک چاہیے نا تمھارا احسان بہت ہوا۔۔۔ بہت پاگل بن چکی تمھارے پیار میں اب بس اور نہیں ارحم کی محبت کو جھٹلاتی رہی بیوقوف تھی وہی سچی محبت کرتا ہے مجھ سے احساس ہو گیا ہے مجھے اور سہی کہتا ہے وہ میں کیوں تم جیسے انسان کے نام پر بیٹھی رہوں ساری عمر

ردا نے نگاہیں سامنے خلا میں مرکوز کیے سخت لہجے میں اپنا انوکھا ہی فیصلہ سنا دیا تھا جس پر وہ ساکن سا بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ردا۔۔۔یہ نا تو بھیک ہے نا ہی احسان میں سچ میں دل سے تمہیں اپنانا چاہتا ہوں

موحد نے اب کی بار بچارگی سے اپنی سچائی کی گواہی دی۔ردا نے اس کی اس بچارگی پر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ناک چڑھا کر چہرہ اس کی طرف موڑا

اور یہ فیصلہ تم نے یہاں آ کر مجھے دیکھ کر لیا ہے نا ؟ مجھے ایسا شوہر نہیں چاہیے جو میری ظاہری حالت سے پیار کرے کل پھر میں موٹی ہو جاؤں گی تم پھر سے نفرت کرنے لگو گے

ردا نے ہنوز طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا اور نخوت سے ناک چڑھائی اس کی بات پر موحد کا منہ کھلا اور آنکھیں سکڑ کر اپنا حجم چھوٹا کر چکی تھیں

۔

تمہیں کس نے کہا کہ مجھے تمھاری ظاہری حالت کو دیکھ کر رشتہ نبھانے کا احساس ہوا ؟ میں پاکستان سے یہاں آیا ہی تمہیں لینے ہوں محبت وہیں ہو گئی تھی،مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا میری ڈبل ڈیکر بس

اب لیموزین بن گئی ہے

موحد نے پیشانی پر بل ڈالے اسے دونوں بازؤں میں تھام کر اپنی طرف کیا اور پھر شرارت اور محبت کے ملے جلے تاثر کے ساتھ آنکھ دباتے ہوئے کہا،ردا نے فوراً گڑ بڑا کر نگاہیں چرائیں اور چہرے پر سختی کو برقرار رکھا

مجھے تمھاری کسی بات پر یقین نہیں ہے اور فکر نا کرو میں پاکستان تو جا ہی رہی ہوں لیکن وہاں جا کر سب کو بتا دوں گی کہ میں اب مزید تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی

ردا نے غصے سے ایک جھٹکا دے کر اپنا بازو چھڑوایا اس کی شرارت بھک سے اڑی

تم ایسا نہیں کر سکتی تم محبت کرتی ہو مجھ سے اور ابھی پرسوں تو میری برتھ ڈے کا گفٹ بھیجا مجھے

موحد نے ایک دم سے اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی بات سے

انکار کرتے ہوئے پھر سے مسکرا کر دیکھا

کونسی محبت۔۔۔۔

ردا نے حیرت سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں جو اب بھی بڑے اعتماد سے اس کو تک رہا تھا،تکتا بھی کیوں نا ردا نے ٹوٹ کر چاہا تھا

اوہ۔۔۔۔۔اچھا اس محبت کی بات تو نہیں کر رہے جو کل شام تک مجھے تمھارے ساتھ تھی۔۔۔وہ محبت تو رات میں آنسوؤں میں بہا بھی چکی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے بڑے انداز میں کندھے اچکائے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

موحد نے حیرت سے دیکھا،مسکراہٹ آہستہ آہستہ غائیب ہو کر اب پریشانی جیسے تاثر لے رہی تھی۔

ردا ملک ایسی ہی ہے موحد عالمگیر اگر محبت کی تو بہت شدید کی اور جب ختم ہونے پر ائے تو لمحہ بھر نہیں لگتا۔۔۔۔پر اس محبت کو تو میں چار ماہ سے نوچ نوچ کر خود سے الگ کر رہی تھی رات کچھ ذرے باقی

بچے تھے وہ بھی نوچ کر الگ کر دیے خود سے،میں اب تم سے نا تو محبت کرتی ہوں اور نا ہی نفرت کھیل ختم موحد تم بھی خوش میں بھی خوش

ردا نے موحد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا اور پھر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پر گردن موڑ کر آواز کے تعاقب میں دیکھا،موحد نے بھی ربورٹ کی طرح نگاہیں گھمائیں

ارحم پوری تیاری کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا موحد نے بھی دم بخودہ اس طرف دیکھا ارحم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

ارحم ہو گئے تیار چلو خلع کے پیپر ریڈی ہیں ،لائیر کا فون آ چکا ہے،لے کر آتے ہیں موحد کو زیادہ ویٹ نہیں کروانا چاہیے

ردا مسکراتی ہوئی ارحم کی طرف بڑھی

ردا۔۔۔۔ایک منٹ۔۔۔تم اس کی باتوں میں آ کیسے سکتی ہو،اور اگر آ چکی ہو تو یہ سب غلط کر رہی ہو

موحد نے اچک کر ردا کے بازو کو تھاما تھا اس کے ارحم کی طرف بڑھتے قدم ڈگمگا گئے تھے،موحد کے چہرے پر اب جا کر سنجیدگی ائی تھی۔

موحد میں اس کی باتوں میں بلکل نہیں ائی اگر ایسا ہوتا تو دو ہفتے پہلے آ چکی ہوتی میں صرف اپنے دل کی باتوں میں آتی ہوں،اب چھوڑو میرا بازو ہمیں جانا ہے

ردا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور زور سے اپنا بازو موحد کی گرفت سے آزاد کیا ارحم نے استہزایہ مسکراہٹ سجائے کوٹ کو جھٹکا دیا اور فتح کا جھنڈا لہراتے ردا کے ساتھ قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے جبکہ موحد اب کمر پر ہاتھ دھرے لب بھینچے پیشانی پر بل ڈالے کھڑا تھا اس کا سرپرائیز اسی پر الٹا پڑا تھا۔

سوچا تھا پہلے ردا کو تنگ کرے گا پھر اظہار محبت کر کے اسے حیران کرے گا پر یہ کیا یہاں تو اس کے دل سے محبت ہی ختم کر بیٹھا تھا اس چکر میں اور وہ ٹھہری بلا کی ضدی اب کیسے یقین دلاؤں کہ سچ میں اس

سے محبت کر بیٹھا ہے وہ۔

گاڑی ایک عالیشان کیفے کے سامنے پارکنگ آیریا میں رکی تھی ردا کے ساتھ بیٹھے ارحم نے حیرت سے سامنے کیفے اور پھر ردا کی طرف دیکھا جو بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اب گاڑی کو پارکنگ میں لگا رہی تھی۔

ردا یہ کہاں آ گئے ہیں۔۔۔ہمیں تو وکیل کے پاس جانا تھا نا ؟

ارحم نے حیرانگی سے کہتے ہوئے ایک نگاہ ردا پر ڈالی اور پھر ماتھے پر بل ڈالے بغور باہر کیفے کے پارکنگ ائیریا کو ایسے دیکھا جیسے ابھی بھی غور کر رہا ہو کہ وہ درست سمجھ رہا ہے کہ نہیں

نہیں۔۔۔وکیل کے پاس نہیں جانا تھا یہیں آنا تھا اترو

ردا نے سن گلاسز بالوں پر چڑھا کر شرارت سے مسکراتے ہوئے ارحم کو کہا اور خود نیچے اتری

مطلب میں سمجھا نہیں تم تو

ارحم نے ہنوز حیرت سے سوال کیا وہ ابھی بھی گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔

سمجھاتی ہوں آجاؤ۔۔۔۔

ردا نے گاڑی کی کھڑکی میں ہاتھ اوپر نیچے دھر کر اس پر ٹھوڑی اٹکائے چہرہ اندر کیا اور اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے وہ اب کیفے کی طرف جا رہی تھی۔

ارحم پیشانی پر بل ڈالے گاڑی سے اترا اور اس کے پیچھے چل دیا۔اندر آنے کے بعد وہ یونہی حیران سا ردا کی پیروی کرتا اب ایک میز کے گرد لگی کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ چکا تھا۔کچھ دیر ردا اسے گھورتی رہی اور وہ الجھ کر رہ گیا۔

تم خود کو بڑا عقل مند سمجھتے ہو ؟

ردا نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی ارحم اس کے انداز پر اب اور زیادہ حیرت میں مبتلا ہو چکا تھا۔

کیا !!!!!

حیرت سے بھنویں سکیڑ کر پوچھا

تم نے رات موحد کے بارے میں جھوٹ بولا تو تمہیں کیا لگا میں آنکھیں بند کر کے اس جھوٹ پر یقین کر لوں گی

ردا نے مسکراتے ہوئے طنزیہ پوچھا

کیا۔۔۔۔؟

ارحم کو ابھی بھی اس کی بات اس کا انداز سمجھ نہیں آیا تھا،وہ آخر کہنا کیا چاہتی تھی اور یہ سب کیا تھا وہ تو خود صبح اس کے پاس ائی تھی اور کہا تھا کہ وہ موحد کو سمجھ چکی ہے اور اب اسے چھوڑنا چاہتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن اب وہ یہاں آ کر کچھ اور ہی بات کر رہی تھی۔

ہاں کیا۔۔۔۔شرم نہیں ائی تمہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں،تم نے موحد کو یہ آفر دی کہ مجھے طلاق دے اور تم اسے پیسے دو گے

ردا نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا اور وہ منہ کھولے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ تو شکر ہے اسے مجھ سے محبت ہونے کے بعد وہ تم جیسے خبیث انسان سے ٹکرایا،اگر پہلے مل لیا ہوتا تو کب سے چھوڑ چکا ہوتا مجھے

ردا نے دانت پیستے ہوئے خونخوار نگاہوں سے سامنے بیٹھے ارحم کو گھورا۔

!!!! کیا۔۔۔۔محبت۔۔۔۔؟

ارحم نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں۔۔۔محبت۔۔۔۔وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہاں مجھے لینے آیا ہے

ردا کے لبوں پر ایک دم سے دلکش مسکراہٹ سجی تھی وہی مسکراہٹ جو دل پر گدگدی ہونے کے باعث لبوں پر سج کر چہرے کے پیٹھے کھینچ دیتی ہے۔آنکھوں میں انوکھی سی چمک ابھری تھی۔

رات ملک جہانزیب کے فون اور ان کی باتوں اور پھر ثانیہ کے انکشاف پر وہ تو مجسم ہو گئی تھی ایسی مجسم جس کو اپنی قسمت پر یقین نا ہو۔۔۔

کہ اس کی محبت میں کیا اتنی طاقت تھی کہ موحد کے دل کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔اور پھر اس نے عابد کو فون کیا اور اس نے موحد کے تڑپ کے ایسے ایسے قصے سنائے کہ ردا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

موحد کا ارحم کو پیٹنا اور کہنا کہ یہ میری بیوی ہے یہ الفاظ تو پہلے ہی کھٹک رہے تھے اسے پر اب سب کی باتیں سن کر تو وہ ششدر تھی موحد عالمگیر جو کل تک اس سے نفرت کے دعوے کرتا تھا آج اس کی محبت میں اس کے پیچھے اسے لینے جرمنی پہنچ گیا تھا۔

ثانیہ کی زبانی اس کی وارفتگی سن کر وہ حیران ہی رہتی اگر صبح موحد کی تڑپ کو خود اپنی آنکھوں سے نا دیکھ لیتی۔رات کو سب سے باتیں کرنے کے بعد وہ جب حیران سی باہر ائی تو وہ بے خبر سو رہا تھا اور ردا اس کے سامنے صوفے پر بیٹھی اسے گھنٹوں تکتی رہی تھی وہ معصوم بچے کی طرح زمین پر سو رہا تھا۔

اور وہ آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے بیٹھی تھی کہ وہ اس سے اتنی

محبت کرنے لگا ہے کہ اس کے لیے یہاں آیا اور اب یہ سب کر رہا ہے تقریباً دو گھنٹے وہ مسلسل دروزہ پیٹتا رہا تھا منتیں کرتا رہا تھا۔۔کیا اتنا پیار ہو گیا تھا اس کو۔۔۔

ردا نے اپنے چہرے کو بے یقینی سے اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا اور پھر وہ رو دی تھی یونہی بیٹھی اس کو سوتے ہوئے دیکھ کر دل چاہا اسے اٹھائے اور پھر کہے موحد مجھے اپنی قسمت پر یقین نہیں مجھے یقین دلاؤ،پر پھر اچانک خیال آیا،کیا اس کی دی گئی ساری تکلیفوں کو اتنی آسانی سے معاف کر دے گی وہ نہیں۔۔۔بلکل نہیں تھوڑا سا احساس تو اسے بھی ہو کہ کیا ہوتا ہے جب کوئی ایک پیار کرنے والے کے احساسات کو اس کا ناٹک کہتا ہے اور اس کو فقط وقتی جذبہ کہتا ہے۔

اور اسی سوچ کے زیر اثر اب اس نے یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔اور اس وقت ارحم حیرت میں اچھل پڑا تھا یہ سب سن کر۔

ردا پاگل کسی اور کو بنانا وہ اور تم سے محبت الو بنا رہا ابھی بھی تمہیں،ردا وہ نہیں کرتا تم سے محبت لکھوا لے مجھ سے

ارحم نے ناک چڑھائے حقارت سے کہا

الو تو تم بنا رہے ہو اتنے سال سے مجھے تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے معلوم نہیں تمھارے اُن ایک سو گیارہ افیرز کے بارے میں جو تم مجھ سے محبت کا اظہار کرنے کے بعد بھی چلا چکے ہو

ردا نے لبوں کو اور آنکھوں کو ایک ساتھ سکیڑ کر سر ہلاتے ہوئے ارحم سے کہا

ردا وہ افیرز تھے محبت صرف تم سے ہے ائی سوئیر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارحم نے بچارگی سے گردن کی گلٹی کو تھام کر کہا

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔اور اب یہ بھوت سر سے اتار کر ساتھ دو میرا سیدھے طریقے سے

ردا نے میز پر زور سے ہاتھ مارا

کیسا ساتھ۔۔۔؟

ارحم نے گڑبڑا کر چہرہ پیچھے کرتے ہوئے سوال کیا

موحد سے سارے بدلے لینے کا ساتھ

ردا نے شرارت سے آگے ائی پونی کو جھٹکا دے کر پیچھے کیا

تم پاگل واگل ہو کیا ؟

ارحم نے آنکھیں پوری کھولیں اور بازو میز پر دھر کر آگے ہوا

ایک طرف خوشی سے پاگل ہو رہی ہو کہ تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ وہ محبت کرتا ہے تم سے اور دوسری طرف کہہ رہی ہو اس سے بدلے لینے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارحم اب حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جو منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی۔

ہاں پاگل تو ہو چکی تھی اب تو پاگل کرنا ہے بس۔۔۔۔اور تم۔۔۔۔

ردا نے مسکراتے ہو کر ایک دم سے دانت پیس کر اس کی طرف انگلی تانی

خبردار اگر زیادہ ہوشیاری کی وہ کل رات جس محبوبہ سے باتیں بگار

رہے تھے نا اس کو فون کر دوں گی وہ بھی جائے گی ہاتھ سے

ردا نے اپنے موبائل سکرین کو اس کے سامنے کیا اور دھمکی دی ارحم نے موبائل پر نمبر دیکھا اور پھر چہرہ رنگ بدل گیا

ارے۔۔۔ابے۔۔۔

ہاتھ جلدی سے اٹھا کر بات شروع کرنے کی کوشش کی

بس چپ اب۔۔۔رات تمھارے کمرے میں ائی تھی میں سب سن لیا تھا میں نے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے ناک بھلا کر اسے ائینہ دکھایا جب وہ رات اسے یہ سب بتانے کے لیے اس کے کمرے پر دستک دینے کی غرض سے گئی تو اندر سے آتی آوازوں پر دروازے سے کان لگا بیٹھی اور پھر جو کچھ سنا اس پر پانی پانی ہو گئی۔ارحم نے اس کی بات پر شرمندگی سے نظریں جھکا لیں اٹھاتا بھی کیسے وہی جانتا تھا وہ رات کیا باتیں کر رہا تھا اور ردا نے کیا کچھ سنا ہو گا۔

اچھا اب زیادہ شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں گھر چلو اور جیسا میں کہوں گی ویسا کرو گے سمجھے

ردا نے رعب سے کہا جس پر وہ سر جھکائے ہی سر ہلا گیا ردا نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ویٹر کو اشارہ کیا

فون کان سے لگائے دائیں ہاتھ سے گردن کی پشت کو تھامے وہ متحوش سا لاؤنج میں لگے صوفے پر بیٹھا تھا۔ شکن آلودہ ٹی شرٹ اور ٹرایوزر میں ملبوس، صبح سے کچھ کھائے پیئے بنا مسلسل ردا کا انتظار کر رہا تھا۔

موحد بھائی وہ میری کوئی بات نہیں سن رہی ہے،ایکچولی وہ فیصلہ کر چکی ہے اور جب وہ کسی بات پر اڑ جائے تو ایسے ہی کرتی ہے

فون کے دوسری طرف سے عابد کی پریشان کن آواز ابھری،ردا کو ارحم کے ساتھ گئے ہوئے چھ گھنٹے ہو چکے تھے اور وہ یہاں اپارٹمنٹ میں اکیلا بیٹھا انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔اس کو بار بار فون کر رہا تھا جو وہ مسلسل منقطع کر رہی تھی۔

کچھ دیر پہلے اس نے عابد سے کہا تھا کہ وہ ردا سے رابطہ کرے اور اس کو سمجھائے کہ یہ بیوقوفی مت کرے،ارحم کی بات پر یقین مت کرے لیکن اب عابد بتا رہا تھا وہ کسی کی بھی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔

تو یہ تو سراسر غلط ہے،وہ مجھ سے ایک دم سے اتنا بیزار کیسے ہو سکتی ہے

موحد نے الجھے سے لہجے میں اپنی الجھن بیان کی،ردا کا یہ رویہ اس کی سوچ سے بلکل برعکس تھا وہ کیا سوچ کر آیا تھا اور یہاں محترمہ پھر سے اپنے پہلے والے رویے پر لوٹ کر اس کی بینڈ بجانے پر تل گئی تھی۔

موحد بھائی ایک دم سے تو نہیں ہوئی چار ماہ ہو گئے ہیں آپ شائید بھول رہے ہیں

عابد کے معنی خیز جملے پر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔دوسری طرف عابد بھی بلکل خاموش رہا،موحد نے گہری سانس خارج کی

ہم۔م۔م۔تو یقین تو اسے کرنا ہی ہوگا میری بات کا،چلو میں دیکھتا ہوں

اب مجھے کیا کرنا ہے،پر اب یہ سب ختم نہیں ہوگا

موحد نے پر عزم لہجے میں کہہ کر فون بند کیا اور پھر ٹیرس کی طرف قدم بڑھا دیے۔۔۔کیا واقع ہی ردا کے دل سے اس کی محبت مٹ چکی ہے ؟ کیا اس نے بہت دیر کر دی جرمنی آنے میں؟ ۔۔۔کتنے ہی وسوسے تھے جو ذہن میں سر اٹھا کر اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

دراصل زیادہ الجھن اس لیے بھی تھی کہ ردا ایک پرسرار سی نا حل ہونے والی شخصیت کی حامل تھی وہ آج تک اس کو سلجھانے میں ہی لگا تھا ایک سرے کو سلجھاتا تو دوسرا الجھ جاتا دوسرے کو سلجھاتا تو پہلا،جب سے وہ زندگی میں ائی تھی وہ اسی کو تو سلجھا رہا تھا اور اسی سلجھن الجھن میں وہ کب دل کی اتھا گہرائیوں کی مکیں بن بیٹھی خبر ہی نا ہوئی اور اب اس کی یہ بے اعتنائی یہ روکھا پن کہاں برداشت تھا،دل اسے چاہنے لگا تھا اور اس سے بھی ویسی ہی چاہت کا طلبگار تھا۔

اچانک دل ربا موسم کا دل آزار ہو جانا

دعا آساں نہیں رہنا سخن دشوار ہو جانا

تمہیں دیکھیں نگاہیں اور تم کو ہی نہیں دیکھیں

محبت کے سبھی رشتوں کا یوں نادار ہو جانا

ابھی تو بے نیازی میں تخاطب کی سی خوشبو تھی

ہمیں اچھا لگا تھا درد کا دل دار ہو جانا

اگر سچ اتنا ظالم ہے تو ہم سے جھوٹ ہی بولو

ہمیں آتا ہے پت جھڑ کے دنوں گل بار ہو جانا

ابھی کچھ ان کہے الفاظ بھی ہیں کنج مژگاں میں

اگر تم اس طرف آؤ صبا رفتار ہو جانا

ہوا تو ہم سفر ٹھہری سمجھ میں کس طرح آئے

ہواؤں کا ہماری راہ میں دیوار ہو جانا

ابھی تو سلسلہ اپنا زمیں سے آسماں تک تھا

ابھی دیکھا تھا راتوں کا سحر آثار ہو جانا

ہمارے شہر کے لوگوں کا اب احوال اتنا ہے

کبھی اخبار پڑھ لینا کبھی اخبار ہو جانا

وہ ریلنگ کے اوپر بازو ٹکائے بلکل اسی جگہ پر کھڑا تھا جہاں چار ماہ پہلے ردا کھڑی اپنی یک طرفہ محبت کا سوگ منا رہی تھی۔وقت اپنا آپ دہراتا ہے اور بعض اوقات آپ کے دیے گئے دکھ بھلے آپ نے کسی کو انجانے میں ہی دیے ہوں آپ کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کو انہی لمحوں میں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں سے کبھی وہ گزرا ہو جس کو آپ سے دکھ پہنچا ہو اس کی آنکھ سے نکلا ایک آنسو یا اس کے تکلیف سے پھٹتے دل کی آہ کب عرش کے پردوں کو چیرتی قبولیت کا شرف حاصل کر لے آپ کو کیا پتا۔۔۔ہاں آپ کو تو تب احساس ہوتا ہے جب وہی لمحے خود آپ پر آن پہنچیں اور موحد عالمگیر اب اسی احساس سے دوچار تھا۔

ردا مجھے پیٹے گا بھی،اس سب پر موحد،تو کیا اس وقت تم بچاؤ گی مجھے ؟

ارحم نے گاڑی کے رکنے پر گردن موڑ کر ردا سے سوال کیا جو اب کار کی چابی کو نکال رہی تھی مسکرا کر ارحم کی طرف دیکھا۔

کھا لو گے تھوڑی سی مار میرے لیے تو کچھ نہیں ہو گا،آفٹر آل میں تمھاری اکلوتی محبت ہوں

بات مکمل کرنے پر ردا نے بمشکل ہنسی کو دبایا جبکہ ارحم نے بچارگی سے ردا کی طرف دیکھا جو اسے زبردستی کا مہرہ کیا بکرا بنا کر موحد کے آگے پیش کرنے والی تھی۔ چھ گھنٹے کے بعد وہ واپس ائے تھے

ارے کیوں کھاؤں میں اس سے مار، بھئی اتنی زور سے پنچ مارتا ہے رات دیکھا نہیں تھا تم نے ایک نمبر کا سنکی ہے

ارحم نے آنکھیں پوری کھولے اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کیا جس میں خطرے کا سامنا صرف ارحم کو ہی کرنا تھا وہ تو بس مزے اور بدلے لے رہی تھی۔

ٹھیک ہے پھر اس سے نہیں مجھ سے مار کھا لینا،شرافت سے اترو نیچے

اور جیسا سمجھایا ویسا ہی کرنا ہے تمہیں

ردا نے ناک بھینچے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور خود کار سے نیچے اتر گئی ۔شاپنگ بیگ کار سے نکالے اور قدم لفٹ کی طرف بڑھا دیے۔ارحم بھی بے چارگی سے اس کے پیچھے چل دیا ۔

اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز پر موحد نے ٹیرس کی ریلنگ پر سے بازو اٹھائے اور لاؤنج کی طرف قدم بڑھا دیے۔یقیناً ردا اور ارحم واپس آ گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

افففف ارحم تم بھی نا بس۔۔۔۔

ردا ارحم کی کسی بات پر قہقہ لگاتی ہوئی لابی سے آگے لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی،دونوں چہک رہے تھے موحد نے ناک پھلائے غصے سے گھورا تو دونوں کے قدم لاؤنج میں ہی تھم گئے۔ردا نے کن اکھیوں سے موحد کا جائزہ لیا تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا جناب مجنوں جیسے حلیے میں کھڑے تھے بکھرے بال،شکن زدہ لباس تھکی سی آنکھیں ماتھے پر

پر سوچ وسوسوں کو بُنتی لکیریں۔

ردا نے شاپنگ بگیز کاؤچ پر رکھے اور سینے پر ہاتھ باندھے موحد کی گھورتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہوئی۔

ارحم خلع کے پیپرز دو موحد کو

بڑے بارعب لہجے میں ارحم کو حکم دیا جو اب ہاتھ میں پکڑے لفافے کو لے کر موحد کی طرف بڑھ رہا تھا۔جن میں کاغذات کے نام پر فقط سفید اوراق تھے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کونسی خلع اور کونسے پیپر تم مجھے نہیں چھوڑ رہی سمجھی تم یہ سب غلط ہے جو کر رہی ہو

موحد نے غصے سے لب بھینچے کہا ارحم لفافہ موحد کی طرف بڑھائے ہوا تھا جسے موحد نے تھامنا گوارا نہیں کیا تو ارحم اسے وہیں میز پر موحد کے پاس رکھ کر خود چند قدم کی دوری پر کھڑا ہو چکا تھا۔

غلط تو ہمیشہ سے کرتی ائی ہوں میں،یہ کوئی نئ بات تو نہیں ہے

ردا نے کندھے اچکائے پرسکون لہجے میں کہا سن گلاسز اتار کر ہاتھ میں گھمائے،موحد کی پریشانی اور یہ بے کل سا لہجہ اس کی محبت کی گہرائی کا ثبوت تھا۔

ہاں عابد اور ثانیہ کی تمام باتوں کی تصدیق تھی اس کی یہ حالت وہ محبت میں چور ہو چکا ہے جو اب اس کی حالت دیکھ کر صاف ظاہر تھا،وہ کہاں چار ماہ پہلے والا موحد لگ رہا تھا۔

ردا پیار محبت یہ رشتہ یوں کسی بھی بے بنیاد بات پر یقین کر کے ختم نہیں ہوا کرتا

موحد نے جھنجلا کر کمر پر ہاتھ دھرے اسے سمجھایا جو ہر بار جذبات اور ضد بندی میں غلط فیصلہ لیتی تھی،اور اسے اب اس جذباتی لڑکی سے بے پناہ محبت تھی۔

پیار محبت۔۔۔رشتہ۔۔۔موحد تم نے خود ہی تو کہا تھا یہ وقتی جذبہ ہے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جائے گا تو لو ہوا ختم آج

ردا نے پرسکون لہجے اور باہم تاثر کے ساتھ جواب دیا

ردا تم ایسا نہیں کر سکتی ہو۔۔۔ وہ بھی اس چیپڑ کے لیے

موحد نے ناگواری سے کہتے ہوئے بازو لمبا کیے ارحم کی طرف اشارہ کیا جو چیپڑ کہنے پر گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

موحد میں کر سکتی نہیں۔۔۔بلکہ کر چکی ہوں یہ سب اور وہ بھی اس چیپڑ کے لیے

ردا نے طمانت سے جواب دیا پر ردا کے پھر سے چیپڑ کہنے پر تو ارحم تِلملا کر آ بیل مجھے مار کی مترادف آگے بڑھا

کیا چیپڑ،چیپڑ لگا رکھی ہے،تم خود کیا ہو بلڈی مڈل کلاس ویسے بھی تم ردا کے لائیق ہی نہیں تھے

ارحم نے نخوت سے ناک چڑھائی،موحد جو پہلے سے تپا کھڑا تھا ارحم کی اس بات پر اس کے ضبط کا پیمانہ ایسا لبریز ہوا کہ چہرہ لال بھبوکا ہو گیا۔

تمہیں تو اب سہی مڈل کلاس بن کر دکھاتا ہوں میں،باپ کے بزنس پر

پلنے والے پلے

موحد ایک سکینڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے قریب پہنچا تھا،ارحم کو اس کے یوں اچانک حملے کی توقع نہیں تھا اس لیے بدحواسی میں اپنا بچاؤ بھی نا کر سکا۔

موحد اسے کچھ نہیں کہو گے تم

ردا چیختی ہوئی آگے بڑھی جبکہ موحد اسے دو چار مکے جڑ بھی چکا تھا۔اور وہ زمین پر لیٹا اپنے اوپر جھکے موحد کے تابڑ توڑ گھونسوں سے خود کا بچاؤ کرنے میں مکمل طور پر ناکام تھا۔

بتا ردا کو جھوٹ کہا تو نے سب جو بھی کہا رات

موحد نے پھولتی رگوں کے ساتھ مُشت تانے غضب ناک لہجے میں غرا کر کہا،ردا جو تقریباً موحد کے عقب میں پہنچ چکی تھی گھور کر ارحم کی طرف دیکھا اور گردن کو نفی میں ایسے ہلایا جیسے کہہ رہی ہو خبردار اگر سچ اُگلا تو

کوئی جھوٹ نہیں بولا میں نے،تم نے رات والی آفر دی تھی مجھے

ارحم نے بچارگی سے ردا کا ساتھ دیتے ہوئے پھر سے جھوٹ بولا،کرتا بھی کیا موحد سے بچنے کے لیے اگر سچ بولتا تو ردا کا ساتھ نا دینے پر اس سے مار کھاتا اب تو دل میں خود کو ہی کوس رہا تھا کہ وہ کیوں دو پاگلوں میں پھنس گیا ہے۔ردا مسکرا دی پھر ارحم کی غیر ہوتی حالت کے باعث جلدی سے آگے بڑھی

موحد۔۔۔سٹاپ اٹ۔۔۔خلع کے پیپرز لو اور جاؤ۔۔۔

ردا نے موحد کو کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا جو ارحم کو پھر سے ڈک پر ڈک جڑ رہا تھا۔ردا کے جھنجوڑنے پر ایک جھٹکے سے ارحم کو چھوڑ کر ردا کی طرف مڑا۔

پھر گھور کر کچھ دور پڑے لفافے کی طرف دیکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا میز کی طرف بڑھا لفافہ دائیں ہاتھ میں اٹھایا

بھاڑ میں گئی خلع،پاکستان چلو گی تم میرے ساتھ سب انتظار کر رہے

ہیں ہمارا

لفافے کے دو ٹکڑے کیے،لب بھینچے گردن کو دائیں بائیں جھٹکے دے کر رعب سے کہا،ردا نے حیرت سے منہ کھولا اور پھر آنکھیں سکیڑیں

نہیں جاؤں گی

گردن کو غرور سے خم دیا،وہ جانتی تھی یہ پیپر وہ بنا دیکھے پھاڑے گا اگر اس سے سچی محبت کرتا ہے تو اور ایسا ہی ہوا تھا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا۔

تمھارے تو اچھے بھی جائیں گے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد دفعتاً آگے بڑھا اور پھر ایک جھٹکے میں وہ ردا کو اپنے بازو پر اٹھا چکا تھا۔پر اس ردعمل کی اسے بلکل توقع نہیں تھی ردا کی پوری آنکھیں کھل گئ تھیں اور ارحم بھی ایک جھٹکے سے فرش پر سے اٹھا تھا۔موحد تو ساری گیم ہی الٹ چکا تھا۔

موحد۔د۔د۔د۔۔۔۔۔

حیرت سے چیخ ہی تو نکلی تھی اس کی جبکہ وہ لمبے ڈگ بھرتا اب

کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تم ایسے نہیں مانو گی،دکھاتا ہوں تمہیں

موحد اس کی ٹانگوں کو قابو کرتا ہوا تیزی سے کمرے میں پہنچا تھا اور پھر جاتے ہی ارحم کے پہنچنے سے پہلے وہ گھوم کر دروازہ لاک کر چکا تھا ۔ارحم اب دروازہ بجا رہا تھا۔

موحد نے ردا کو نیچے اتارا اور اس کے حملے سے پہلے ہی بازو کلائیوں سے تھام لیے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں اب بتاؤ،مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ

اس کی مسلسل کلائی چھڑوانے کی سعی کو ناکام کرتے ہوئے قریب ہوا نگاہیں اس کے خفا سے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

مسئلے سب ختم ہوئے موحد عالمگیر اور ساتھ ساتھ ہمارا رشتہ بھی

ردا نے نگاہیں چراتے ہوئے لہجے کی سختی کو برقرار رکھا،موحد کا یوں مخمور سی نگاہوں سے گھورنا دل کے تار چھیڑ گیا تھا اور کچھ عجیب سا

احساس تھا جو رگوں پے میں دوڑنے لگا تھا۔

ائی بڑی۔۔۔۔جب چاہا اپنی مرضی سے رشتہ جوڑ لیا جب چاہا اپنی مرضی سے توڑ لیا

موحد نے اس کی کلائیوں ایک جھٹکا دیا تھا جس پر وہ لڑکھڑا کر اس کے حصار میں آچکی تھی ۔وہ جو خود کو بڑا مضبوط ظاہر کر رہی تھی اس کی اس وارفتگی پر گھگی بندھ گئی۔ دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے بمشکل پلکیں اٹھا کر اوپر اس کی نگاہوں میں دیکھا۔

ہاں میری مرضی جو چاہے کروں میری زندگی ہے

ردا نے بمشکل لہجے کو کرخت رکھتے ہوئے الفاظ ادا کیے،دل تو سرے سے ساتھ دینے سے انکاری تھا جسے دن رات چاہا تھا اس کی قربت نے دل کو پاگل کر رکھا تھا وہ ساتھ دیتا بھی تو کیسے

تو میرا بھی کچھ حق ہے،میں چلاؤں پھر مرضی اپنی ؟

موحد نے اس کے دونوں بازو کلائیوں سے تھامے پیچھے کرتے ہوئے کہا

وہ جو خود کو پہاڑ بنائے کھڑی تھی موم کا ڈھیر بن گئی پلکیں گال پر لرز گئیں تھیں اور گال تپ گئے تھے۔وہ جو صبح سے ذہن کے وسوسوں سے جنگ کر رہا تھا ردا کے یوں تانبے سے مخمل بن جانے پر پرسکون ہو گیا۔دل کو شک تو پہلے ہی تھا کہ یہ سب اس کی ناراضگی کا ردعمل ہے اب یقین ہو گیا تھا۔

نا تو تم مجھے چھوڑ رہی ہو اور نا میں تمہیں سنا تم نے،ہم کل پاکستان جا رہے ہیں پیکنگ کرو

اس کے کان کے قریب سرگوشی کی اور پھر دھیرے سے پہلے اس کی کلائیوں پر سے ہاتھ کی گرفت ختم کی اور پھر پیچھے ہوا،ایک بھرپور نگاہ اس کے مجسم بنے وجود پر ڈالی یوں لجائے رنگ و روپ میں وہ دل میں اتر گئی تھی لب مسکرا دیے تھے اور پھر دلکش مسکراہٹ سجائے دروزہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اور وہ یونہی جھکی پلکوں اور اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سمیٹتی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

الماری کو بند کرتی ثانیہ مسکراتی ہوئی بیڈ کی طرف ائی جہاں مہتاب صالحہ بیگم سے فون پر بات کا اختتام کرنے کے بعد اب فون بند کر رہا تھا۔

آپ جن کو ہدایت کر رہے تھے وہ میری ماں ہیں

ثانیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پاس بیٹھ کر کہا تو مہتاب جو فون کو بند کیے اب میز پر رکھ رہا تھا اس کی طرف مڑا۔

نہیں جی ہدایت نہیں کر رہا تھا شکائیت لگا رہا تھا تمھاری،کیونکہ مجھے پتا ہے کہ تم ملتان جا کر بلکل خیال نہیں رکھو گی اپنا

مہتاب نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کے لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا،وہ سرمد کی شادی کے سلسلے میں ملتان جا رہی تھی پر سرمد کو اس کی صحت کی فکر زیادہ تھی اسی سلسلے میں وہ صالحہ بیگم کو اس کی ساری لاپرواہیوں سے آگاہ کر رہا تھا۔

مہتاب اتنی بے اعتباری کیا یہ صرف آپ کا ہے

ثانیہ نے مصنوعی خفگی دکھائی

نہیں۔۔۔بے اعتباری نہیں تمھارا پتا ہے مجھے،تم دوسروں کے دھیان میں زیادہ لگی رہتی ہو،کبھی مناہل،کبھی مما کے ساتھ گپ شپ تو کبھی بابا کی فرمائیش پر کھانے بنانا،سنی تھی باتیں ڈاکٹر کی

مہتاب نے بظاہر سخت لہجہ اپنایا اور گھور کر دکھا

جی سنی تھیں پر آپ یقین رکھیں امی کو جتنا آپ نے بھڑکا دیا ہے میرے خلاف وہ اب سر پر کھڑے ہو کر کھلائیں گی مجھے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر محبت سے مہتاب کی ناک کو پکڑ کر دائیں بائیں ہلایا،ملتان میں تو صرف اس پر مناہل کی ذمہ داری تھی لیکن لاہور میں ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کا خیال کرنا وہ اپنا فرض سمجھتی تھی۔

اچھی بات ہے۔۔۔اور ابھی میں سر پر کھڑا ہوں میڈیسن لو پہلے

مہتاب نے اس کے ناک کو تھامے ہاتھ کو تھام کر ایک طرف پڑی

میڈیسن اٹھائی تو ثانیہ نے بچوں کی طرح بیزار سی صورت بنا کر دیکھا

اور پھر واقع مہتاب نے ایک ایک ٹیبلیٹ اپنی نگرانی میں کھلائی تھی۔دوا کھانے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھی ہی تھی جب پھر سے کلائی مہتاب کی گرفت میں تھی۔

اتنے دن پہلے جانا ضروری ہے کیا ؟

محبت سے دیکھتے ہوئے روٹھے پن میں شکوہ کیا

ثانیہ کے پیپرز نا ہوتے تو نہیں جاتی اتنی جلدی،میرا کہاں دل کرتا آپ کو آزادی دوں

ثانیہ نے شرارت سے کہا جس پر وہ ہنس دیا اور کلائی چھوڑ دی

آپ کس دن ائیں گے ؟

ثانیہ کے پوچھنے پر مہتاب گہری سانس لیتا ہوا سیدھا ہوا

ردا سے بات ہوئی ہے وہ اور موحد آتے ہیں تو ان کے ساتھ میں بھی آ جاؤں گا

مہتاب نے سنجیدگی سے جواب دیا وہ مسکرا کر الماری کی طرف بڑھی تو وہ بھی ٹی وی کے ریموٹ کو تھامے سیدھا ہو گیا۔

کمرے کا دروزہ کھلنے پر ارحم نے اچھل کر پیچھے مڑ کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ رکھے شکر کا کلمہ پڑھا وہ سمجھا تھا موحد اب اس کے کمرے میں آ گیا ہے۔

ردا چہکتی ہوئی اسکی طرف آ رہی تھی،ارحم نے ناک پھلا کر اس کی طرف دیکھا۔کمرے کا دروازہ کچھ دیر بجانے کے بعد وہ آ کر جلدی سے اپنی پیکنگ میں جت گیا تھا اور اب کچھ دیر بعد ردا کو یوں مسکراتے ہوئے دیکھ کر جل بھن گیا۔

یہ کیسا بدلہ ہوا تمھارا ذلیل تو صرف میں ہوا وہ تو اٹھا کر تمہیں،تمھارے کمرے میں لے گیا اور تم اب شرما شرما کر گلال ہو رہی ہو

ارحم نے منہ چڑاتے ہوئے غصے دانت پیسے ردا سے کہا جو مسلسل

مسکراہٹ دباتے اس کو دیکھ رہی تھی جو چل بھی لڑ کھڑا کر رہا تھا موحد نے چند منٹوں میں ہی درگت بنا ڈالی تھی۔

زیادہ چپڑ چپڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے،ایک اور مقصد بھی تھا میں دیکھنا چاہتی تھی اس کی محبت اپنے لیے اور تمہیں کس نے کہا تھا چیپڑ کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر میدان میں کود پڑو

ردا نے کمر پر ہاتھ رکھے گردن گھماتے ہوئے سارا ملبہ اس پر ہی انڈیل دیا وہ اب روہانسی صورت بنائے ردا کے دوغلے پن کو دیکھ رہا تھا۔

سب سمجھ گیا ہوں میں سب۔۔۔تمھارا مقصد صرف مجھے مار کھلانا تھا جا رہا ہوں میں

ارحم نے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے کہا اور بیگ کو بند کیا جبکہ وہ ہنس ہنس کے بےحال ہو رہی تھی۔

اچھا سنو۔۔۔دوست ہو نا تو کیا ہوا میرے پیار سے تھوڑی سی مار کھا لی اور ویسے بھی تمھارے سر سے اپنے عشق کا بھوت اچھی طرح اتارنے کا

اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں تھا

ردا نے بمشکل ہنسی کو قابو میں رکھتے ہوئے اس سے کہا جو تاسف سے ردا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بہت بری ہو تم

افسوس اور خفگی سے کہا پر یہ سچ تھا عشق کا بھوت اچھی طرح اس کے سر پر سے اتر گیا تھا۔

تم سے کم ہی ہوں اور سنو اب اس نتاشہ بچاری سے شادی کر لو تم

ردا نے فون والی لڑکی کا نام لیتے ہوئے کہا تو ارحم نے لب بھینچ کر غصے سے دیکھا

کر لوں گا شکر بھی ادا کر رہا ہوں تم سے بچ گیا ہوں، تمھارے لیے وہ تمھارا بھینسا ہی ٹھیک ہے

سخت لہجے میں کہا جس پر ردا ایک دم سے مارنے کے لیے آگے ہوئی

ارے بس بس۔۔۔پہلے ہی انگ انگ دکھ رہا ہے

ارحم نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے اسے مارنے سے روکا جو اب کان پکڑ کر اس سے معافی مانگ رہی تھی۔ارحم نے سر ہلا کر معافی قبول کی اور پھر بیگ تھامے باہر آ گیا جہاں جناب بھینسا صاحب صوفے پر بیٹھے تھے۔

ارحم پلیز مت جاؤ پلیز۔۔۔۔دیکھو۔۔۔

ردا نے فوراً مصنوعی اداکاری پھر سے شروع کی جس پر ارحم گڑبڑا کر قدم دروازے کی طرف تیز کر چکا تھا۔

موحد سامنے نگاہیں مرکوز کیے صوفے پر سے اٹھا اور پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکراہٹ دباتا ہوا ردا کے بلکل پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا،جو بھرپور انداز میں ڈرامہ کرتی ہوئی اب ارحم کو روک رہی تھی۔جبکہ ارحم اس کی باتوں پر بنا کان دھرے تیزی سے اپارٹمنٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

بس کرو اب جانے دو اسے،نہیں تو جان سے جائے گا

موحد نے عقب سے چہرہ اس کے کان کے قریب کرتے ہوئے شریر

لہجے میں کہا اور پھر گھوم کر اس کے بلکل سامنے آگیا جو اب پھر سے بلا کی مصنوعی سختی چہرے پر سجائے کھڑی تھی۔

کیوں جائے گا جان سے،جان سے تو تم جاؤ گے

ردا نے آنکھیں سکوڑ کر ناک چڑھاتے ہوئے اس کو باور کروایا کہ وہ اس کی اتنی سی قربت پر پگھلی نہیں ہے۔

جان سے تو جا چکا ہوں،اسی لیے تو خود کو یہاں آنے سے روک نہیں سکا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے مسکراہٹ دبائے اسکے چہرے پر تھوڑا سا جھکتے ہوئے معنی خیز جملہ اچھالا جس پر وہ ناگوار سی صورت بنائے چہرے کو پیچھے لے گئی۔

تو مجھ پر تو کوئی احسان نہیں اگر ائے ہو

ردا نے چہرے کی سختی کو برقرار رکھے غصے سے جواب دیا،اتنی آسانی سے معاف نا کرنے کا عزم کر رکھا تھا تو کھیل کا پاسا پلٹ جانے پر کیسے کمزور پڑ جاتی۔

احسان کرنے کون کمبخت آیا ہے،میں تو اظہار کرنے آیا ہوں،

موحد نے مسکراہٹ سجائے جواب دیا،مخمور لہجہ گہری محبت کی چمک لیے ہوئے آنکھیں وہ آنکھوں کے رستے دل میں اترنے کا ہنر اچھے سے جانتا تھا۔

ائی لو یو۔۔۔

موحد نے اس کی پوری کھلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جذبات میں ڈوبے لہجے میں الفاظ ادا کیے جن پر وہ مبہوت سی اس کے چہرے کو تکتی رہ گئی۔یہی وہ لمحہ تھا جس کی چاہ نا جانے دل نے کتنی بار کی تھی،جاگتی آنکھوں نے کتنی بار یہ خواب بُنا تھا اور کانوں نے کتنی خواہش کی تھی اس بازگشت کی اور آج جب وہ سب سچ ہو گیا تھا تو دل کی بے ترتیب دھڑکنیں جو ائی لو یو ٹو کا راگ آلاپ رہی تھیں زبان نے ان کو گھور کر دیکھا اور دماغ کا ہاتھ تھامے تن کر کھڑی ہو گئی ۔

ائی ہیٹ یو۔۔۔

ملائیم سے لہجے میں نفرت کا یہ اظہار اس کی خفگی کا منہ بولتا ثبوت تھا،اور موحد کو اس جواب میں ہیٹ کے لفظ سے زیادہ اس کے لبوں پر موجود نرم سی مسکراہٹ نے پاگل کیا

ہاں وہ جانتا ہوں یو ہیٹ می آلاٹ۔۔۔ابھی دیکھا تھا میں نے کمرے میں کتنا ہیٹ کرتی ہو تم مجھے

موحد نے کمرے کی طرف نگاہیں گھما کر شرارت سے اشارہ کیا تو وہ لمحہ بھر کو جھینپ کر سنبھلی

کرتی ہوں بہت کرتی ہوں

ردا نے گڑبڑا کر فوراً رخ موڑا،بالوں کی پونی لہرا کر کندھے پر گری اس کے پلٹنے پر موحد نے اچک کر ہاتھ تھاما اور پھر بازو گھما کر اپنے سامنے سیدھا کر لیا۔

ڈیمو دوں پھر سے اب تو روم میں بھی لے جانے کی ضرورت نہیں

ردا نے پلکیں جھکائیں پھر پورا زور لگا کر اس کے پاؤں پر پاؤں مارا۔وہ

جو پوری طرح بے خود ہونے کے موڈ میں تھا اس حملے پر تڑپ گیا

افففف مار ڈالا،اتنا غصہ۔۔۔۔

موحد نے تکلیف کے اثر سے پاؤں پیچھے کیا پر ہاتھ نہیں چھوڑا اور وہ تو اب پھر سے سرخ چہرے پر سنجیدگی کو بڑھاتے ہوئے مسلسل کلائی کو گھما رہی تھی اور پھر اسی لمحے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے اوپر سے جو پلکوں کی جھالر اٹھا کر خفگی سے موحد کو دیکھا تو وہ تڑپ گیا۔

ردا کی آنکھوں کی پتلیوں پر پانی کی موٹی تہہ جمی تھی اور پلکوں کی ہلکی سی جنبش پر ہی وہ آنکھوں کے کنارے سے باہر لڑھک پڑے تھے۔

ردا۔ا۔ا۔ا۔۔۔۔۔۔۔

موحد نے ایک دم سے کلائی کو چھوڑ کر محبت سے کندھے تھامتے ہوئے اسے قریب کیا تھا،آج اس کی یہ بھیگیں پلکیں اور مترنم آنکھیں سیدھا دل پر وار کر رہی تھیں۔

ہاں کرتی ہوں تم سے محبت۔۔۔اور کرنے لگی تھی،جیسی بھی تھی،وجود

میں دل تو ایک لڑکی کا تھا نا،ایسا دل جو خود بخود اپنے محرم رشتے کی طرف جھکنے لگتا ہے

ردا کی آواز بھی اس کی آنکھوں کی طرح بھیگی ہوئی تھی جو موحد کو ایک پل میں گھٹنوں کے بل جھکا چکی تھی آج باخوبی سمجھ آ رہا تھا کہ کسی نے سچ کہا تھا آنسو عورت کا ہتھیار ہوتے ہیں اس سے وہ مرد کی روح تک چھلنی کر سکتی ہے لیکن صرف اس مرد کی جو اس سے سچی محبت کرتا ہو۔

،نہیں پتا چلا کب کیسے اس نفرت کی آڑ میں تم سے محبت کرنے لگی تھی اور تم نے کیا کیا مجھے اور میری محبت کو جھوٹا قرار دیا اور کہا چھوڑ دو مجھے،کیا اتنا آسان ہوتا ہے چھوڑ دینا جتنا تم سمجھے تھے ؟

ردا اب غم و غصے کے اظہار میں بول رہی تھی اور وہ شرمندہ دلگیر کھڑا تھا،ردا نے بات مکمل کرنے کے بعد آنسوؤں کو رگڑا تو موحد جلدی سے مزید آگے ہوا

ردا۔۔۔مجھے معاف کر دو دیکھو میں ان احساسات سے بہت عاری سا

انسان تھا لیکن اس سب کے پیچھے یہ میری غلطی ہے کہ میں نے کبھی تمہیں سہی سے جاننے کی کوشش تک نہیں کی

ندامت میں ڈوبا لہجہ تھا اور چہرہ مکمل طور پر اس کے دکھ کو محسوس کرنے کی عکاسی کر رہا تھا۔ردا نے پھر سے بھیگی پلکیں اوپر اٹھائے خفگی سے اس کی پریشان آنکھوں میں جھانکا۔

اس دن پارٹی میں تمہیں داد دینے ہی آ رہی تھی میں جس دن تم نے میرے غرور کو میری احساس کمتری کا نام دے کر میری دھجیاں اڑائی تھیں

آنسوؤں میں بھیگی آواز میں بچوں کی طرح اسے اس کے رویے کی یاد دلائی

ردا۔۔۔میں بہت شرمندہ ہوں ان سب باتوں پر یقین کرو میرا،اس وقت نہیں جانتا تھا تمہیں جو سامنے تھا وہی تو کہہ دیا تھا اور تم نے بھی تو پھر بینڈ بجا دی تھی میری کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی اور آج خود معصوم بن رہی ہو

موحد نے آخری جملہ شریر سے لہجے میں ادا کیا،وہ بھیگی پلکوں اور گالوں سمیت ہوش ربا لگ رہی تھی۔

اچھا اب ختم کرو نا ناراضگی یہ گلے شکوے چھوڑو اب سب

موحد باہیں پھیلائے قریب ہوا،ردا نے فوراً پیچھے ہو کر نگاہیں جھکا دیں پتا نہیں کیوں دماغ ابھی مزید سزا دینے پر اکسا رہا تھا اور دل پھڑپھڑا رہا تھا

۔

نہیں کرنے۔۔۔اتنی آسانی سے کر دوں کیوں۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے اس کے بازو کو آہستگی سے فولڈ کرتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا

اچھا۔۔۔۔۔مطلب ختم کرنے ہیں پر اتنی آسانی سے نہیں۔۔۔۔ٹھیک ہے منظور ہے یہ بھی مجھے،پر یہ ارحم والا طریقہ انتہائی گھٹیا تھا

موحد نے پھیلی باہیں سمیٹ کر کمر پر ہاتھ دھرے ماتھے پر بل ڈال کر ارحم والے جھوٹ اور ڈرامے کا شکوہ کیا

تمھارا عرفہ والا بہت اچھا تھا کیا یہ اُسی کا بدلہ تھا

ردا نے فوراً گردن اکڑائے تنک کر جواب دیا

اوہ۔۔۔۔بدلہ۔۔۔۔بدلہ۔۔۔۔تم کیوں اتنا بدلہ لیتی ہو سیدھے سے معاف کیوں نہیں کرتی

موحد نے جھنجلائے سے انداز میں بازو ہوا میں اٹھائے کہا

کیوں کے ٹیڑھے انسان کے ساتھ یہی طریقہ ٹھیک ہوتا ہے

ردا نے سینے پر بازو باندھے پرسکون لہجے میں کہا،اسے تنگ کرنے میں اب دل کو بھی تسکین ملنے لگی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹیڑھا اور میں ؟

موحد نے بھنویں اچکا کر بے یقینی سے اپنی طرف اشارہ کیا

جی بہت ٹیڑھے۔۔۔غرور دیکھا تھا اپنا اور اکڑ پرنس چارلس والی۔۔

ردا نے نخوت سے ناک چڑھائے یاد دلایا

او بھئی کوئی غرور کوئی اکڑ نہیں تھی۔۔۔وہ بس گھر چھوڑ کر لاہور آ کر رہنا منظور نہیں تھا،پر ایک بات ہے بدتمیز لڑکیاں مجھے اچھی نہیں لگتی

تھیں شروع سے اور تم بدتمیزی کرتی تھی

موحد نے ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے کندھے اچکائے

اچھا میں بدتمیز تھی

ردا نے ایک دم سے منہ پھلایا اور حیرت سے سوال کیا

ہاں تم تھی اور ہو بھی

موحد نے پرسکون لہجے میں اپنی بات کی تائید کی سر زور سے ہلا کر لب بھینچے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا!!!!!! میں بدتمیز ہوں

ردا نے آنکھیں سکیڑ کر چیختے ہوئے پوچھا

ہاں ہو نا۔۔۔ویسے مجھ سے محبت کرتی ہو میں تمھارا شوہر ہوں اور مجھ سے تم تم کہہ کر مخاطب ہو یہ بدتمیزی ہوئی نا اور کیا ہوا

موحد نے کندھے اچکائے اسے اس کی غلطی باور کروائی،ردا نے گھور کر دیکھا اور پھر جھٹکے سے مڑی

کہاں جا رہی ہو اب ؟ دیکھا پھر سے ناراض ہو گئی ایک تو تمھارا یہ جو دماغ ہے

موحد نے گہری سانس لی اور اس کے ساتھ لمبے ڈگ بھرتا ہمقدم ہوا اس کے ہاتھ کو پھر سے تھام کر رکنے پر مجبور کیا، ردا نے فوراً مڑ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں

نہیں میں اس بات پر ناراض نہیں ہوئی پہلے سے ہی ہوں تو اب آپ میرا بازو چھوڑ دیں مجھے سونے جانا ہے رات بہت ہو چکی

ردا نے دانت پیستے ہوئے نخرے سے کہا،چہرہ بلکل اس کے چہرے کے سامنے اور آنکھیں اس کی آنکھوں میں محبت کے موجزن سمندر کو دیکھ رہی تھیں۔

چلو،اب ختم کرو نا اس ناراضگی کو پلیز

موحد نے لاڈ سے قریب کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں التجا کی،ردا نے وجود میں اٹھتی سنسناہٹ پر بمشکل قابو پایا

کر دوں گی پر وقت لگے گا

ہنوز خفا لہجہ بمشکل برقرار رکھا،اس کو اتنے قریب سے ایسے دیکھنا کتنا حسین لمحہ تھا یہ

ردا یہ ظلم ہے نا

موحد نے مخمور سے لہجے میں التجا کی،اس کے بالوں کی لٹ میں انگلی پھنسائے آنکھوں میں دیکھا

تو میں نے بھی تو سہا تھا نا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسی کے لہجے میں جواب دیا

ہاں پر اب میں معافی مانگ رہا ہوں نا

موحد نے نگاہیں اس کے چہرے پر گھماتے ہوئے التجا کی،لٹ کو دھیرے سے چھوڑا تو وہ سپرنگ کی طرح اوپر چڑھ گئی

ہاں تو میں ابھی معاف نہیں کر رہی نا

ہنوز آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خود سے لہجے میں کہا

بری ہو تم بہت ۔۔۔

لاڈ سے شکوہ کیا،ردا نے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ کو روکا

اچھے تو آپ بھی نہیں

اسی کے لہجے میں جواب دیا اور پھر اس کے بہکنے کو محسوس کیے جھٹکے سے بازو چھڑاتی اب وہ کھلکھلاتی ہوئی کمرے کی طرف بھاگ رہی تھی اور موحد کے ہوش میں آنے اور پیچھے بھاگنے تک وہ کمرے میں جا کر دروازہ بند کر چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا۔۔۔ردا۔۔۔یہ ظلم ہے۔۔۔

موحد نے دروازے کے بلکل ساتھ لگتے ہوئے کہا،جبکہ وہ دوسری طرف کمرے میں دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں زور سے میچ کر مسکرا رہی تھی دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرا رہی تھی۔

دیکھو مجھے اس چیپڑ کے بستر میں ہر گز نہیں سونا

دستک دیتے ہوئے کہا،وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنس دی ۔

یار مت کرو ایسا دروازہ کھول دو

پیار سے منت کی جس پر وہ گلال ہوتی سر ایسے نفی میں ہلا گئی جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو،موحد نے گہری سانس لی پیچھے ہوا

اچھا سنو مت کرو معاف ابھی جتنا وقت چاہیے دوں گا،اور اب پیکنگ کر لو سٹوین نے سیٹس کروا دی ہیں کل فلائیٹ ہے ہماری

اونچی آواز میں کہا اور پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتا قدم پیچھے کی طرف لے جا رہا تھا لبوں پر دلکش مسکراہٹ تھی اور آنکھیں طمانت سے چمک رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تابندہ بیگم کے کمرے میں لگے قیمتی فانوس کے بلکل نیچے کاؤچ پر بیٹھی ردا مسکرا کر سیدھی ہوئی

مما بس کریں خوش ہونا اب،کیوں ایسے دیکھے ہی جا رہی ہیں مجھے

ردا نے مسکراتی اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ محبت سے تکتی تابندہ بیگم کی

طرف دیکھ کر کہا جو بار بار اس کے اتنا دبلا ہو جانے پر سر شار ہو رہی تھیں۔

وہ آج ہی پاکستان پہنچے تھے اور گھر میں تابندہ بیگم اور ملک جہانزیب کا استقبال انتہائی شاندار تھا،اور اب اس وقت سے تابندہ بیگم اسے اپنے کمرے میں لے کر بیٹھی تھیں۔

کیوں نا ہوواں خوش۔۔۔۔میری تے دلی خواہش پوری کر دیتی نکمے موحد نے کنی سونی لگ ریٔ آں تو،لک لائیک آے کترینا پتر جی (کیوں نا ہوں خوش۔۔۔۔میری تو دل کی خواہش پوری کر دی ہے اس نکمے موحد نے)

تابندہ بیگم نے مصنوعی خفگی سے جھاڑا اور پھر محبت سے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا،وہ جانتی تھی دبلا ہونے سے زیادہ خوشی ان کو ردا کے گھر بچ جانے کی ہے۔

مما۔۔۔۔۔موحد کے لیے نہیں ہوئی سمارٹ میں اپنے لیے ہوئی ہوں یہ بات ذہن سے نکال دیں

ردا نے تابندہ کے دونوں ہاتھوں پر ہاتھ رکھے محبت سے ان کو یہ باور کروایا کہ موحد کی محبت پانے کے لیے وہ ہر گز سمارٹ نہیں ہوئی ہے وہ صرف خود کے لیے ایک چیلنج بن گئی تھی اس نے خود کو خود سے ہرایا تھا اور اپنے نفس سے جنگ جیتے آج وہ فاتح بنی بیٹھی تھی۔

اچھا۔۔۔اچھا زیادہ بکواس نا کر بوت چنگا منڈا اے تیرے جان تو باد نوں انج سنبالیا کہ بس Rida تیرے بابا دا انا خیال رکھایا اُس نے،تے نا پُچھ ائی ایم ویری امپریسڈ (اچھا اچھا زیادہ بکواس مت کرو بہت اچھا لڑکا ہے،تمھارے جانے کے بعد تمھارے بابا کا اتنا خیال رکھا اس نے کو اسطرح سنبھالا کے بس پوچھو مت Rida اور

تابندہ بیگم پہلی دفعہ موحد کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں اور ردا حیرت اور خوشی سے ان کو دیکھ رہی تھی۔وہ تھا ہی ایسا سب کے دلوں کو جیت لینے والا

قدر کر بیٹا موحد بوت اچھا اے

تابندہ بیگم نے سنجیدہ لہجے میں اسے کہا،تو وہ فوراً شرارت سے سیدھی

ہوئی

اچھا۔۔۔یہ سب اس کے سامنے نا کہہ دیجیے گا،پہلے ہی مجھے کہہ چکا ہے مجھے آپ کہہ کر مخاطب کرو شوہر ہو تمھارا

ردا نے شرما کر خفا سے لہجے میں موحد کی شکائیت لگائی۔

ہاں تو بیٹا آپ کہنا بھی چاہیے،میاں ہے تمھارا

تابندہ بیگم نے فوراً موحد کی بات کی تائید کی

میاں۔۔۔۔۔؟

ردا نے ایک نئے لفظ پر حیرت سے سوال کیا

ہاں شوہر۔۔۔بھئی اسے میاں بھی کہتے

تابندہ بیگم نے سر ہلائے اسے سمجھایا

افف ایک تو پتا نہیں کیا کیا کہتے مما میں تو موحد ہی کہتی ہوں۔۔۔

ردا نے سر گھماتے ہاتھ اٹھا کر محبت سے کہا اس کے نام پر لب بلاوجہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسکرا دیے

جو بھی کیندے بس دل سے کیندے نے بیٹا۔۔۔بہت پیارا رشتہ اے احترام،محبت۔۔۔اک دوجے نو معاف کرنا،در گزر کرنا،کمپرو مائیز کرنا

تابندہ بیگم آج اسے روایتی ماؤں کی طرح سمجھا رہی تھیں ،

مما میں ان میں سے صرف محبت کر سکتی ہوں بس۔۔۔اگر میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش ائے گا میں کیا اپنا غصہ دیواروں پر اتاروں گی اُسی پر اتاروں گی نا،ہاں معاف کر دوں گی پر بدلہ لے کر اور کمپرومائیز میں اکیلی ہی کیوں کروں گی ہر جگہ،کہیں وہ کرے گا کہیں میں

ردا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی تقریر جھاڑی

ساری باتیں ٹھیک ہیں بیٹا جی،پر سو باتوں کی ایک بات۔۔۔مرد جب غصے میں ہو چپ سادھ لینا اچھی بیویوں کا شیوہ ہے،ہاں نخرے کرو،بدلے لو،پر جب بحث بڑھنے لگے تو خاموشی اختیار کر جاؤ،اور جب شوہر کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے پھر پیار سے روٹھ کر یاد دلا دو کہ آپ نے

تب غصے میں یہ الفاظ کہے تھے وہ برے لگے مجھے

تابندہ بیگم نے ہاتھ کو نچاتے ہوئے محبت سے سمجھایا

مما جو باتیں آپ مجھے سیکھا رہی ہیں یہ سب تو بابا آپ کے ساتھ کرتے ہیں جب آپ غصے میں ہوتی ہیں

ردا نے لب بھینچے شرارت سے بھنویں نچائیں اور پھر تابندہ بیگم کے پہلو بدل لینے پر کھلکھلا دی

ہاں تے دونوں طرف دی گل اے ناں جے بیوی غصے وچ آ جائے تے شوہر نو اے سب کرنا چاہیے دا (ہاں تو دونوں طرف کی بات ہے نا اگر بیوی غصے میں آ جائے تو یہ سب شوہر کو کرنا چاہیے)

تابندہ بیگم نے فوراً بات کا رخ بدل ڈالا جس پر ردا ہنستے ہوئے ان کو گلے لگا چکی تھی۔اور اس کے قہقے کی کھنک تابندہ بیگم کو سرشار کر گئی چوری سے آنکھوں کے نم کونوں کو صاف کیا۔

یہ ملک جہانزیب کے گھر کا وسیع ڈائینگ ھال تھا جہاں کھانے کے میز پر بیٹھے تمام نفوس محو گفتگو تھے،موحد نے آنکھیں اوپر اٹھائے کھانے کی میز کے گرد بیٹھے ملک جہانزیب،مہتاب،ردا اور تابندہ بیگم کو دیکھا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے آگے ہوا

نہیں۔۔۔میں متفق نہیں ردا کے فیصلے سے

آہستگی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا جس پر اب سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا سب کو کہہ رہی تھی کہ وہ اب ملتان جا کر اپنے سُسرال میں رہے گی،موحد اور وہ ملتان کا بزنس سنبھالیں گے اور مہتاب بھا یہاں لاہور میں رہیں گے بابا کے ساتھ ۔

سب ردا کے فیصلے پر تائیدی گردن ہلا رہے تھے جب موحد کی نفی کرنے پر سب اب اس کی طرف حیرت سے دیکھنے پر مجبور ہوئے،اُسے تو خوش ہونا چاہیے تھا اس فیصلے پر،وہ کیوں متفق نہیں تھا ؟ سب کے ذہنوں میں ایک جیسا سوال ابھرا۔

ہم جیسے پہلے رہتے تھے ویسے ہی رہیں گے،مہتاب بھائی نے اتنی لگن اور محنت سے ملتان کے بزنس کو سیٹ کیا وہاں اپنا گھر بنایا،یہ وہیں رہیں گے اور میں یہاں آپ لوگوں کے پاس لاہور میں رہوں گا

موحد نے بڑے وثوق سے کہہ کر سب کی طرف دیکھا ردا سمیت سب اس کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔

میں گھر داماد دنیا والوں کی نظروں میں ہوں لیکن میں جانتا ہوں میں بیٹا ہوں اور بیٹا ہی بن کر دکھانا ہے مجھے،میں انا کا غلام بن کر صرف اپنی اکڑ کی خاطر ردا کو کیوں مجبور کروں کہ وہ ملتان جا کر رہے

موحد نے محبت سے سامنے بیٹھی ردا کو نظروں کے حصار میں لیا جو اب ورطہ حیرت میں موحد کو تک رہی تھی وہ تو یہ سوچ رہی تھی ملتان جانے کا فیصلہ سنا کر وہ موحد کو خوش اور حیران کر دے گی پر وہ اس پر ہر بار کی طرح بازی لے گیا تھا۔

بازی وہ لے گیا تھا پر جیت ردا گئی تھی کتنی انوکھی جیت تھی یہ سامنے بیٹھا شخص اسے دو زانو جھکا کر بھی تخت پر بیٹھا چکا تھا وہ کیسے نا اس کی

محبت پر یقین کرتی اسے کیسے نا اس جیسے سے محبت ہو جاتی نظریں اس کی بلائیں اتار رہی تھیں تو نگاہیں اسکے نقش کے بوسے لے رہی تھیں۔

تھنکیو بیٹا۔۔۔۔

ملک جہانزیب نے لب بھینچے تشکر آمیز لہجے میں موحد کو کہا،تابندہ بیگم بھی اسی طرح مشکور سی دیکھ رہی تھیں جو تب سے ردا کے جانے کی خبر سے دل تھامے بیٹھی تھیں

بابا تھنکیو کس بات کا مہتاب بھائی اگر ہمارے گھر کو ایک بیٹے کی طرح سپورٹ کر سکتے ہیں تو میں کیوں اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بناؤں

موحد نے فوارً ان کی بات کا جواب دیا جس پر سب مسکرادیے۔

باقی اب آپ سب ردا سے پوچھ لیں وہ مجھے اس گھر میں برداشت کر لے گی کہ نہیں ؟

موحد نے شرارت سے ردا کی طرف اشارہ کیا تو سب کھلکھلا کر ہنس دیے پر وہ مصنوعی خفگی سے موحد کو گھور کر رہ گئی۔جو اب شرارت

سے چمچ منہ میں دبائے مسکراتی آنکھوں اور لبوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

صحن میں موجود گھنے درخت کے نیچے لگی کرسیوں پر ہلکی ہلکی دھوپ آ رہی تھی جہاں ردا صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔وہ صبح کی فلائیٹ سے ملتان پہنچے تھے

موحد تھکا سا صحن میں داخل ہوا تو سامنے درخت کے نیچے بیٹھی ردا کو دیکھ کر طمانت سے مسکرا دیا،وہ صالحہ بیگم کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی کسی بات پر کھلکھلا رہی تھی ۔۔ردا آج تیسرے دن بھی تنگ کرنے کے عزم کو برقرار رکھے ہوئے تھی ۔

موحد نے قدم اسی طرف بڑھا دیے آج رات کو سرمد کی مہندی کی تقریب تھی اور گھر میں اسی کی گہما گہمی کے باعث چند مہمان بھی موجود تھے

مہتاب کے آنے پر ثانیہ تو مناہل کو لے کر اپنے گھر چلی گئی تھی۔اور

موحد صبح سے سارے انتظامات دیکھ کر اب گھر لوٹا تھا۔وہ آہستہ سے چلتا ہوا قریب آ کر کرسی پر بیٹھا تو صالحہ اور ردا ایک ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

بھابھی یہ لیں چائے آپکی ۔۔۔

عقب سے آتی تانیہ کی آواز پر ردا نے گردن کو خم دیا تو وہ چائے تھامے مسکرا رہی تھی۔ردا ملتان آتے ہی سو گئی تھی اور پھر کچھ دیر پہلے ہی اٹھ کر فریش ہو نے کے بعد باہر ائی تھی،تانیہ اور صالحہ بیگم کی محبت اسے صبح سے سرشار کیے ہوئے تھی کہ وہ بھی آ گیا تھا جس کو نگاہیں صبح سے تلاش کر رہی تھیں۔

ردا نے چور سی نگاہیں موحد پر ڈالیں،ٹی شرٹ اور جینز میں بال بکھیرے وہ عام سے حلیے میں بھی دل موہ لینے کی حد تک دلکش لگ رہا تھا۔

مجھے بھی پوچھ لو کہ بس اس کی خدمتیں ہی کرتے رہنا ہے

موحد نے مصنوعی خفگی سے تانیہ کو کہا جو موحد کی بات پر اسے زبان نکال کر منہ چڑاتے ہوئے ایک طرف چل دی۔

امی تھک گیا ہوں۔۔۔۔بھائی کی شادی کروانی بہت مشکل ہے اس سے اچھا میں اپنی ہی دوسری کروا لیتا

موحد نے کن اکھیوں سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،جو چائے کا سپ لیتے لیتے رک کر اب موحد کی طرف منہ کھولے خفگی سے گھور رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شرم کر لے کچھ

صالحہ بیگم نے اس کے شریر سے لہجے پر ہنستے ہوئے ڈپٹا جو ردا کے رد عمل پر محظوظ ہو رہا تھا

ہاں تو دیکھیں نا خود وہ آرام فرما رہا ہے میں صبح سے کھپ رہا ہوں انتظامات میں

موحد نے سر ہوا میں مار کر بچوں کی طرح شکوہ کیا تو ردا اور صالحہ اس

کے انداز پر بے ساختہ مسکرا دیں

تمھاری شادی پر وہ بھی ایسے ہی کھپ رہا تھا

صالحہ بیگم نے خفگی سے پیشانی پر بل ڈالے موحد سے کہا اور پھر ردا کے آگے پڑے لوزامات کو ویسے ہی دھرے دیکھ کر ردا کی طرف متوجہ ہوئیں

ردا بیٹے اور لو نا صبح سے ٹھیک سے نہیں کھایا آپ نے کچھ بھی

صالحہ بیگم نے شیریں لہجے میں فکر مندی ظاہر کی،ردا نے بولنے کے لیے منہ کھولا

امی وہ ڈائیٹ پر ہے۔۔۔

موحد نے شرارت سے بات اچک کر کہا،جس پر ردا نے آنکھیں نکالیں جبکہ وہ تو ہر ہر پل سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔وہ ایسے سب میں گھلی ملی اسے تسکین بخش رہی تھی۔

کوئی ضرورت نہیں ڈائیٹ کرنے کی اتنی پیاری لگتی تھی پہلے بھی،کتنی

کمزور ہو گئی ہو اچھے سے کھاؤ پیو اس بدتمیز کی باتوں میں ہر گز مت آنا

صالحہ بیگم نے غصے سے موحد کو گھورتے ہوئے ردا کو مشورہ دیا،تانیہ نے پاس آ کر چائے کا کپ موحد کی طرف بڑھایا

امی میں نے کب کہا ڈائیٹ کرنے کو،پوچھ لو اس سے سامنے بیٹھی ہے

موحد نے تانیہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے ردا کی طرف اشارہ کیا،جو گلال ہوتے گالوں سمیت بیٹھی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتا ہے مجھے تیرا سارا کتنا تنگ کیا ہے تو نے میری بہو کو

صالحہ بیگم نے غصے سے موحد کو جھاڑا تو ردا نے خوش ہو کر اثبات میں سر ہلایا،اور پھر تانیہ کے بلانے پر صالحہ بیگم وہاں سے اٹھ کر کچن کی طرف چل دیں

ابھی کہاں کیا ہے تنگ ابھی تو کرنا ہے۔۔

موحد نے چائے کا سپ لیتے ہوئے معنی خیز جملا اچھالا جو صرف ردا کو

سنائی دے کر اس کے گال کو گلال کر گیا وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو دبا کر رہ گئی موحد نے پاؤں آگے کیے اس کے پاؤں پر اپنے پاؤں سے ضرب لگائی تو وہ جو کہنی کرسی کے بازو پر ٹکائے بیٹھی تھی ہل کر رہ گئی،چائے بمشکل چھلکنے سے بچی

کیا ہے۔۔۔۔

مسکراہٹ دبائے خفگی سے موحد کو گھورا

کچھ نہیں۔۔۔کیا اب ایسے بھی نہیں کر سکتا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے پھر سے پاؤں پر ضرب لگائی ردا نے بمشکل چائے کے کپ کو سنبھالا

مت کریں اب کیا تو چائے پھینک دوں گی گرم گرم

ردا نے گھورتے ہوئے دھمکی دی جبکہ لب مسلسل مسکراہٹ دبا رہے تھے اور دھڑکنیں اس کی آنکھوں کے وار سہہ رہی تھیں

میرے پاس بھی کپ ہے سمجھی

موحد نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کپ اوپر کرتے ہوئے دھمکی دی۔

سزا ختم کرو اب بس

موحد نے پھر سے پاؤں پر ضرب لگاتے ہوئے رعب سے حکم دیا،محبت سے اس کے سراپے کو آنکھوں سے دل میں اتارا

کیوں ختم کروں بھئی ابھی تو چار ماہ دینی ہے سزا

ردا نے گردن کو اکڑاتے ہوئے مصنوعی رعب میں ہی جواب دیا

دماغ ٹھیک ہے تمھارا۔۔۔۔؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد ایک دم سے آگے ہوا،پیشانی پر فکرمندی کے شکن تھے اب دوری کہاں برداشت تھی اور وہ تھی کہ بدلے ختم کرنے پر آ ہی نہیں رہی تھی۔

جی بلکل ٹھیک ہے میرا دماغ اب آپ کا کرنا ہے ٹھیک

ردا نے لاڈ سے شریر لہجے میں جواب دیا

مطلب تم سیدھے طریقے سے ماننے والی ہو ہی نہیں

موحد نے مصنوعی غصے سے گھورا اور پھر زور سے پاؤں پر ایک اور ضرب لگائی

نہیں۔۔۔مت کریں ایسے بھئی ماروں گی میں

ردا نے چڑ کر مسکراہٹ دباتے ہوئے گھورتے ہوئے روکا جو بار بار پاؤں پر پاؤں مار رہا تھا۔

مارو۔۔۔نا کچھ تو کرو۔۔۔

موحد نے بچوں جیسی صورت بنائے بچارگی سے التجا کی ردا اچانک اٹڈ آنے والی ہنسی کو روک نہیں پائی

اچھا تو پھر کچھ بھی چلے گا ۔۔۔

ردا نے شرارت سے بھنویں چڑھائیں

ہاں کچھ بھی۔۔۔

موحد نے محبت سے جواب دیا اور پھر اس کے کپ میں پکڑے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا کپ بھی کچھ اس انداز میں سیدھا کیا کہ تم اگر

چائے پھینکو گی تو میں بھی پھینکوں گا۔ ردا نے چائے کا کپ میز پر رکھا موحد مسکرایا ،

یہ لیں پھر۔۔۔۔

ردا نے یکایک پانی سے بھرا جگ اٹھا کر موحد پر اچھال دیا پانی چھپاک کی آواز کے ساتھ موحد کو بھگو گیا اور ردا برق رفتاری سے ایک پل بھی وہاں رکے بنا وہاں سے بھاگی

اب تم نہیں بچو گی میرے ہاتھ سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد ایک جھٹکے سے اٹھا،شرٹ بال منہ سب سے پانی ٹپک رہا تھا گلاسز اتارے اور مسکراتے ہوئے مڑا جہاں وہ زبان نکال کر منہ چڑاتے ہوئے اب کچن میں جا رہی تھی۔

شادی ھال میں جگمگاتی روشنیاں اور چمکتے دمکتے چہرے والے لوگ گول میزوں کے گرد کرسیوں پر براجمان تھے۔ سفید،سرخ اور گلابی پھولوں سے سجی دیوار کے بلکل آگے بنے سیاہ گول سٹیج پر سرمد اور عرفہ بیٹھے

مسکرا رہے تھے۔

آج ولیمے کی تقریب تھی اور عرفہ پیچ اور زنک ملاپ کے جوڑے میں سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس سرمد کے پہلو میں بیٹھی جچ رہی تھی۔سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی طمانت تھی۔

ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔ٹیسٹنگ ون۔۔۔ٹو۔۔تھری۔۔

پورے ھال میں ایک دم سے آواز گونجی تو سب حیرت سے ارد گرد دیکھنے لگے،ردا جو سرخ رنگ کے جوڑے میں کھل رہی تھی فوراً موحد کی آواز پر علیزہ سے بات کرتے ہوئے حیرت سے ماتھے پر بل ڈالے پلٹی۔

سب کی توجہ چاہیے تھوڑی دیر کے لیے پلیز ۔۔۔۔

موحد مسکراتا ہوا ایک طرف سے نکل کر سٹیج کی طرف بڑھا سیاہ کورٹ کے نیچے سفید شرٹ پر سیاہ ٹائی لگائے،بالوں کو بڑے انداز میں آگے سے ہلکا سا اٹھائے وہ اپنے دلکش انداز میں مائیک ہاتھ میں تھامے مسکراتا

ہوا اب بلکل سٹیج کے سامنے آ گیا تھا۔سب کی آنکھیں اب اس پر مرکوز تھیں۔

جی تو ایوری ون۔۔۔۔یہ سامنے سٹیج پر بیٹھا شخص جو آج اپنا سارا کھڑوس پن بالائے طاق رکھے،پوری طرح باچھیں کھلائے اپنی حسین و جمیل بیوی کو بار بار تاڑ رہا ہے،یہ میرا بھائی ہے

موحد نے سینے پر ہاتھ رکھے تھوڑا سا جھکتے ہوئے سرمد کا تعارف کروایا، سب لوگ ایکدم سے ہنس پڑے،عرفہ جھینپ گئی جبکہ سرمد گڑبڑا کر سیدھا ہوا کیونکہ وہ واقعی ہی بار بار عرفہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

بچپن سے ہی کھڑوس شخصیت کے مالک میرے اس بھائی نے میری رکھ کر بجائی ہے، تو آج ان کی شادی کے دن میں ان کی بجانے والا ہوں،اجازت ہے بھائی

موحد نے شرارت سے دائیں آنکھ میچ کر سرمد کی طرف دیکھا جو خفیف سا قہقہ لگا کر سر اثبات میں ہلا گیا ۔اور موحد فوراً مائیک تھامے گھوم کر سیدھا ہوا۔

تو سنیں سب ان کے ظلم،بچپن میں ابا اور امی سے جتنی مار میں نے کھائی ہے صرف اس ایک عدد کھڑوس بھائی کی وجہ سے کھائی ہے کیونکہ یہ خود تو سنجیدہ مزاج تھے ہی ساتھ ساتھ میری شرارتیں اور مزاق بھی ہضم نہیں کرتے تھے،گلی میں زیادہ دیر دوستوں کے ساتھ کھیلنے پر،کم نمبروں والا ٹیسٹ چھپانے پر،تانیہ اور علیزہ کو مارنے پر غرض کے ہر لمحے پر میری پھینٹی کی وجہ میرے یہ بھائی تھے

موحد بڑے مزے سے مائیک تھامے سٹیج کے آگے بول رہا تھا اور سب سرمد کے چہرے کے تاثرات اور موحد کے الفاظ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

میں اکثر یہ سوچتا تھا یار یہ اتنے سنجیدہ اور سخت مزاج کیوں ہے۔۔۔یہ عام بچوں کی طرح،عام لڑکوں کی طرح ہنسی مزاق اور کھیل کود کرنے والے کیوں نہیں ہیں،نا خود کھیلتے ہیں اور نا میرا کھیلنا برداشت کرتے ہیں،اللہ یہ کیسا بڑا بھائی دیا ہے مجھے

موحد نے آبرؤ چڑھائے سرمد کی طرف محبت سے دیکھا

لیکن ان سب باتوں کا جواب مجھے ابا کے اچانک ہمیں چھوڑ کے چلے جانے اور ہمیں ہمارے گھر سے نکالے جانے کے بعد ملا

۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس سنجیدہ مزاج اور کھڑوس بھائی نے ابا کے بعد سے خود چھوٹی سی عمر سے ہی ابا کی سیٹ سنبھال لی اور ہم سب چھوٹے بھائی بہنوں کو گود لے لیا

موحد کا لہجہ اور صورت یکایک سنجیدہ ہوئی تھی اور ساتھ ہی سب کے مسکراتے لب بھی اب سمٹ رہے تھے۔

اپنی پڑھائی کے ساتھ جاب شروع کی صرف مجھے اچھا پڑھانے کے لیے،خود اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ دی آپی کی شادی کے لیے پیسے جمع کرنے تھے،ایک جاب صبح اور ایک جاب شام۔۔۔۔

موحد لبوں پر اب اداس سی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا اور ھال میں اچانک آسودگی سا سما تھا،سب کے مسکراتے چہروں کی آنکھیں اداس ہو گئی تھیں۔

مجھے پڑھایا اور پھر جب میں پڑھ کر گھر آیا تو مجھے نوکری نا ملنے پر گھر

سے دور لاہور بھیج دیا۔۔۔میری زندگی کہ ہر۔۔۔ہر فیصلے میں دخل دیا اتنا دخل دیا ،اتنا دخل دیا کہ اگر ابا ہوتے تو شائید وہ بھی نا دیتے

موحد نے آہستگی سے نم آنکھوں کو چھلکنے سے روکنے کے لیے سانس اندر کھینچا،ھال میں ردا سمیت کتنے لوگوں کی آنکھیں نم ہو گئ تھیں۔

پر بھائی مجھے آج آپکے ہر دخل اور ہر فیصلے پر ناز ہے آپ میرے باپ جیسے بھائی ہیں، محنتی،خود کو بھول کر اپنوں سے محبت کرنے والے اسی لیے جب پھر مجھے یہ ملی۔۔۔جو آج میرے کھڑوس سے بھائی کے ساتھ بیٹھی دانت نکال رہی ہے

موحد نے جلدی سے آنکھوں کی نمی چھپائے شرارت سے عرفہ کی طرف اشارہ کیا،عرفہ نے مسکراتے ہوئے مصنوعی گھورا،سب نم آنکھوں سمیت مسکرا دیے

اس چالاک سی لڑکی کو دیکھتے ہی بھائی کا خیال آیا مجھے،یہ بھی بہت محنتی اور گھر بھر کی فکر میں اپنا آپ بھلائے بیٹھی تھی،میں نے سوچا کیا ہی اچھا ہو جو مل جائیں دو کھڑوس محنتی

موحد نے ہاتھ اٹھا کر خود کو داد دینے جیسے انداز میں کہا تو ھال قہقوں سے گونج اٹھا۔موحد نے قدم آگے بڑھائے

تو آج اس کھڑوس محنتی جوڑی کو میری دل سے مبارک باد قبول ہو،ائی لو یو بھائی

موحد اب بولتا ہوا سٹیج پر چڑھ آیا تھا،سرمد نے اٹھ کر اسے خود سے بھینچ ڈالا تھا صالحہ بیگم،ثانیہ،علیزہ تانیہ رو رہی تھیں۔ردا نے پاس کھڑی علیزہ کو محبت سے اپنے ساتھ لگایا تھا اور اپنی آنکھوں کے نم کونوں کو انگلی کی پور میں چنا تھا۔

بھائی۔۔۔سب سہی بولا نا،جو کچھ آپ نے لکھ کے دیا تھا

موحد نے بظاہر سرمد کے کان میں سرگوشی کی پر جان بوجھ کر مائیک میں بولا تو سب نم آنکھوں سمیت کھلکھلا کر ہنس پڑے موحد مائیک سٹیج پر رکھے اترنے کو تھا جب پاس کھڑے حماد نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔حماد علیزہ کا شوہر تھا اور بہت خوش مزاج انسان تھا۔

موحد کدھر بھاگا جا رہا ہے رونق شونق لگا بھئی

حماد نے شوخ سے لہجے میں کہا موحد نے گھور کر نفی میں سر ہلایا،حماد سمیت پورا خاندان جانتا تھا موحد کی آواز بہت اچھی ہے۔

تقریر تو بہت سن لی موحد سے کیا خیال ہے اب اس کی آواز میں گانا ہو جائے

حماد نے مائیک اٹھائے اونچی آواز میں کہا تو پورا ھال چیخوں سے گونج اٹھا،ردا نے محبت بھری نظروں سے موحد کو دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں نہیں۔۔۔بلکل نہیں ایسا کچھ نہیں ہونے والا یہاں

موحد نے سر جھکائے نفی میں جنبش دیتے ہوئے مائیک میں کہا اور خود اپنا آپ حماد کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا

کیوں نہیں ہونے والا گا دے زیادہ نخرے مت کر

سرمد نے سٹیج پر بیٹھے ہی رعب چلایا

اتنے عرصے سے گایا نہیں سُر ہی نہیں ہیں یاررر

موحد نے خجل ہوتے ہوئے اپنے نا گانے کی وضاحت دی۔

سُر مل جائیں گے وہ سامنے بھابھی کو دیکھ کر گا دے

حماد نے شرارت سے سامنے کھڑی مسکراتی ردا کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ جو نفی میں سر ہلاتا ہی جا رہا تھا ردا کو دیکھ کر مبہوت سا ہوا جو شرمائے سے انداز میں گلابی گالوں سمیت مسکرا رہی تھی۔اس کا دلکش سراپا واقعی اسے گانے پر اکسا گیا تھا وہ آج بھی پچھلے دو دنوں کی طرح ہی غضب ڈھا رہی تھی۔موحد نے ایک دم سے حماد کے ہاتھ سے مائیک تھاما جبکہ نگاہیں اب بھی ردا پر جمی تھیں۔

اوئے ہوئے کیا بات ہے جی۔۔۔۔

حماد نے ہاتھ اوپر اٹھائے تالی بجائی تھی اور پورا ھال سٹیوں اور چیخوں کی بازگشت سے گونج اٹھا تھا۔

مجھے نیند آتی نہیں ہے اکیلے۔۔۔۔خوابوں میں آیا کرو۔۔۔

موحد نے آنکھیں جھکا کر بول گنگنائے مدھر آواز ھال کے چاروں کونوں

میں گونج اٹھی تھی،جیسے ہی موحد کی نگاہیں اٹھیں ردا کی جھک گئی تھیں

۔

نہیں چل سکوں گا تمھارے بنا میں۔۔۔۔میرا تم سہارا بنو۔۔۔۔

موحد اب گاتے ہوئے ردا کی طرف بڑھ رہا تھا،جو اب مسکراتے ہوئے نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔اس کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی تو محبت بھری آنکھیں دل میں اتر رہی تھیں۔

اک تمہیں چاہنے کا علاوہ۔۔۔۔اور کچھ ہم سے ہو گا نہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے اس کے سامنے آ کر بول گنگنائے تو وہ بمشکل پلکیں اٹھائے اسے ایک نگاہ ہی دیکھ سکی دل اس کی نگاہوں کی تاب نہیں لا رہا تھا

بول دو نا ذرا۔۔۔۔دل میں جو ہے چھپا

۔۔۔۔۔میں کسی سے کہوں گا نہیں۔۔۔۔

موحد نے ردا کے گرد گھوم کر اس کے سامنے آ کر بول گنگنائے،وہ یوں شرمائی سی،سر سے پاؤں تلک اس کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

بول دو نا ذرا۔۔۔دل میں جو ہے چھپا

۔۔۔۔۔میں کسی سے کہوں گا نہیں۔۔۔۔

وہ اب گنگناتا ہوا سٹیج کی طرف واپس آ رہا تھا اور پھر مائیک واپس میز پر رکھ دیا سب لوگ تالیاں پیٹ کر داد دے رہے تھے۔اور وہ اب کسی گلوکار کی طرح جھک جھک کر داد وصول کر رہا تھا۔

مناہل جو ننھے ننھے ہاتھوں سے تالیاں بجا رہی تھی،فوراً پاس کھڑے مہتاب کا ہاتھ کھینچ کر گویا ہوئی

بابا آپ بھی گائیں نا ماموں کی طرح مما کے لیے سونگ

مناہل نے مہتاب کا ہاتھ کھینچتے ہوئے ضد سے کی،مہتاب نے فوراً گھور کر دیکھا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کو پچکارا

نو بیٹا بابا کو نہیں آتا ہے ۔۔۔

مہتاب نے انگلی کھڑے کیے نفی میں گردن ہلائی مگر مناہل ان سنا کرتی سٹیج کی طرف بھاگی اور پتا تو تب چلا جب اس کی معصوم سی آواز مائیک

کے ذریعے ہال میں گونجی۔

بابا کو بھی گانا ہے میری مما کے لیے گانا ائیں بابا

مناہل نے کی آواز پر سب لوگ قہقہ لگاتے ہوئے اب مہتاب کی طرف دیکھ رہے تھے جو اپنی طرف بڑھتے موحد کو دیکھ کر زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا لیکن موحد اور حماد نے اس کی ایک بھی نہیں سنی اور زبردستی گھسیٹتے ہوئے سٹیج کے قریب لا کر مائیک اس کو تھاما دیا۔جبکہ لوگ اس منظر پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

موحد کی آواز کے بعد لگتا ہے آپ لوگ اپنا ٹیسٹ خراب کرنا چاہ رہے ہیں

مہتاب نے خجل ہوتے ہوئے مائیک میں کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے ۔

چلیں میں گانا نہیں گاتا، لیکن ہاں اپنی وائیف کے لیے ایک نظم پڑھ دیتا ہوں

مہتاب نے خجل ہوتے ہوئے گانے کا اردہ ترک کیا،سب نے محبت سے ثانیہ کی طرف دیکھا جو گلال ہوئے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

ارشاد۔۔ارشاد۔۔مہتاب بھائی

موحد نے ہوا میں ہاتھ اٹھایا،ثانیہ مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور قدم سٹیج کی طرف بڑھا دیے

یہ بھی فخر ہے کہ کسی نے وفا کی

بن گیا میرا میرے زخموں کی دوا کی

بھُلا ہی دیے مجھے اس نے دکھ سبھی

بن کے ملا ہے مجھ کو نعمت خدا کی

مہتاب گھمبیر لہجے میں بڑی شائیستگی سے ثانیہ کو نگاہوں کے حصار میں رکھے اشعار کہہ رہا تھا اور ثانیہ اب بلکل اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

گلاب بھی خوب ہے لیکن مجھے ہے پسند

مہک اس کے ہاتھوں کی حنا کی

مہتاب نے ثانیہ کے ہاتھ کو تھام کر محبت بھرے لہجے میں شعر پڑھا ھال میں موجود منچلے سٹیاں بجانے لگے تھے۔

بن گیا جب سے وہ دل سے میرا

محبت کی ہر اک رسم اس نے ادا کی

مہتاب نے جزب میں آخری شعر کہا سب لوگ اب تالیاں پیٹ رہے تھے مہتاب نے مسکراتے ہوئے مائیک حماد کو پکڑایا اور ثانیہ کے قریب ہوا،جو کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گانا بھی گا دیتے تو

ثانیہ نے ناک چڑھا کر لاڈ سے شکوہ کیا

وہ رات کو تمہیں گھر جا کر سناؤں گا کیونکہ میری گانے کی آواز صرف تم ہی برداشت کر سکتی ہو

مہتاب نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے اس کے کان میں سرگوشی کی

تو وہ بھی ہنس پڑی اور پھر مہتاب کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گئی۔

ردا نے حیرت سے کار کی کھڑکی سے باہر دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے موحد کی طرف جو بڑے انہماک سے گاڑی کے سٹرینگ پر ہاتھ جمائے ڈرائیو کر رہا تھا۔گاڑی میں امیجن ڈریگن کا بیلیور گونج رہا تھا جس پر موحد کی انگلیاں سٹیرنگ پر ٹپٹپا رہی تھیں۔

وہ ولیمے کی تقریب کے بعد شادی ھال سے نکلے تھے اور موحد باقی سب گاڑیوں سے الگ ہو کر اب سنسان سی سڑک پر گاڑی دوڑا رہا تھا اور راستہ اتنا لمبا ہو چکا تھا جس سے ردا باخوبی اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ گھر تو ہر گز نہیں جا رہے ہیں۔

ہم یہ کہاں جا رہے ہیں موحد ؟

ردا نے حیرانگی سے بھنویں سکیڑے سوال کیا،کانوں میں بھاری جھمکے کار کی رفتار پر ہلکے ہلکے ہلتے ہوئے سفید گردن سے ٹکرا رہے تھے،چمکتی آنکھوں میں حیرت تھی۔

کیوں بتاؤں۔۔۔؟

موحد نے لبوں کو آپس میں ملائے مگن سے انداز میں ردا کی طرف بنا دیکھے جواب دیا،اور پھر اونچی آواز میں گانے کے ساتھ سُر ملائے۔

کیا مطلب۔۔۔یہ گھر کا راستہ تو نہیں لگ رہا ہے،بتا کیوں نہیں رہے کہاں جا رہے ہیں ہم

ردا نے ہاتھ اٹھائے سامنے اشارہ کرتے ہوئے پوچھا،آنکھوں میں حیرت اب بھی قایئم تھی رات کے بارہ بج رہے تھے اور یہ سڑک تھی بھی سنسان اور شہر سے دور کا علاقہ لگ رہا تھا۔

ہاں گھر نہیں جا رہے ہیں،تمہیں بدلہ بدلہ کھیلنے کا بہت شوق ہے نا تو مجھے یاد آیا میرا ایک بہت پرانا بدلہ تو رہتا ہے ابھی کیوں نا اسے بھی نئے بدلے کے ساتھ جوڑ لیا جائے

موحد نے سٹرینگ موڑتے ہوئے شرارت سے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیسا بدلہ۔۔۔؟

ردا کی پیشانی پر تجسس کی لکیریں ابھریں،موحد نے پھر شرارت سے دیکھ کر جواباً قہقہ لگایا۔

جانم۔۔۔اغوا کر رہا ہوں تمہیں۔۔۔تم جو تین دن سے مہمانوں کی آڑ لے کر مجھ سے بچ رہی ہو نا آج بتاتا ہوں تمہیں

موحد نے شریر سے لہجے میں کہتے ہوئے دانت پیس کر مصنوعی سر کو زور سے ہوا میں مارا،اور وہ اب موحد کی بات پر منہ کھولے آنکھوں کو حد درجہ سکوڑ چکی تھی۔

گاڑی کسی فارم ہاؤس ٹائیپ جگہ پر رُکی تھی جہاں دونوں اطراف میں وسیع درختوں سے ڈھکے باغ تھے، موحد گاڑی روکنے کے بعد اب گھوم کر اس کی طرف کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

اترو نیچے۔۔۔۔

موحد نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا،یہ اس کے دوست کا فارم ہاؤس تھا

۔

یہ غلط بات ہے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے موحد

ردا نے خفگی سے کہتے ہوئے ہاتھ پیچھے باندھ لیے

نہیں ہوتے پتا ہے سب کو تم اپنے مزاجی خدا کے ساتھ ہو، اٹھو گی اب کے اٹھا کر لے جاؤں اس دن کی طرح

موحد نے شرارت سے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے تو وہ فوراً اس کے ہاتھ پر چپت لگاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر موحد کے ساتھ قدم ملاتی ہوئی چل دی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کس کا گھر ہے ؟

ردا نے گردن ارد گرد گھماتے ہوئے سوال کیا،باغ اندھیرے میں ڈوبے تھے پر اس راہداری کے بلکل سامنے سفید پینٹ والا چھوٹا سا گھر روشن تھا۔

تمھارے دوست جتنا بڑا فارم ہاؤس تو نہیں ہے،پر میرا بھی ایک

دوست چیپڑ ہے جس کے پاس فارم ہاؤس ہے

موحد نے شرارت سے اس کے کان کے قریب ہوتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر داخلی دروازے کا لاک چابی سے کھولا۔یہ سفید رنگ کا لکڑی کا خوبصورت دروازہ تھا۔

آؤ۔۔۔۔۔

محبت سے ردا کو آگے آنے کا اشارہ کیا وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر مبہوت سی تھم گئی،داخلی دروازہ کھلتے ہی یہ لابی تھی اور سامنے شائید لاؤنج تھا پر اس کی حیران ہونے کی وجہ فرش پر بچھی گلاب کی پتیاں تھیں جو پوری لابی کیا لاؤنج تک کے فرش کو بھی ڈھکے ہوئے تھیں اور جگہ جگہ جلتی کینڈل اس خوبصورتی کو چار چاند لگارہی تھیں۔میز کیا،اوپن کچن کی شیلف کیا،ہر جگہ گلاب کی پتیاں اور کینڈلز تھیں۔

یہ سب۔۔۔۔۔

ردا کی حیرت زدہ سی سرگوشی گونجی،یہ سب موحد کے دوستوں نے اس

کے کہنے پر ترتیب دیا تھا۔

بدتمیزوں نے زیادہ ہی خرچہ کر دیا اتنا بھی نہیں کہا تھا میں نے

موحد نے گردن کھجاتے ہوئے خود کلامی کی جس پر ردا نے پیچھے مڑ کر دیکھا

کیا۔۔۔؟

وہ انتہائی خوش لگ رہی تھی آنکھوں میں کینڈل کی طرح روشنیاں جگمگا رہی تھیں اور موحد کو اُسے یہی خوشی دینی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں اندر چلو

موحد نے اس کا ہاتھ تھاما اور اب اس لے کر اندر داخل ہو چکا تھا اور وہ یونہی خوابوں کی سچائی پر حیرت کدہ سی اب اس کے ساتھ لاؤنج سے ملحقہ کمرے میں آ گئی تھی جہاں پورا کمرہ انتہائی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔

اٹس بیو۔۔۔ٹی۔۔۔فل ۔۔۔۔

ردا حیران سی ستائشی نگاہیں ارد گرد گھماتی تعریف کر رہی تھی اور موحد اس سارے دلکش منظر کو چھوڑ کر اس کے دلکش سراپے کو نگاہوں میں سمائے آگے بڑھا۔

سرخ فراک،میں بال سیدھے کمر پر پھیلائے دمکتی رنگت کے ساتھ وہ ہوش ربا لگ رہی تھی۔

چلو بہت تعریف کر لی بہت اب ذرا فیلنگ لے آؤ اغوا ہوئی ہو تم شرارت سے پاس آکر تھوڑا سا جھکتے ہوئے کہا اور وہ جو مگن کمرے کو دیکھ رہی تھی موحد کے لہجے اور آنکھوں کے مخمور پن کو دیکھ کر جھینپ گئی۔

کیا مطلب۔۔۔۔؟

مسکراہٹ چھپائے دھڑکتے دل سے سمٹتے ہوئے پوچھا،ریڑھ کی ہڈی کی سنسناہٹ اپنا رنگ چہرے پر بکھیر رہی تھی۔

مطلب یہ کہ یاد ہے نا سب کیسے باندھا ہوا تھا مجھے رسیوں سے

موحد ہنوز مخمور نگاہوں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا

تو کیا اب آپ اسی طرح باندھیں گے مجھے

ردا نے قدم پیچھے کرتے ہوئے شرارت اور لاڈ سے پوچھا،وہ جتنے قدم آگے آ رہا تھا وہ شرارت سے مسکاتی پیچھے جا رہی تھی۔

نہیں تو۔۔۔۔

موحد نے مبہم مسکراہٹ سجائے مخمور سے لہجے میں کہا،قدم مزید آگے بڑھائیے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر۔۔۔۔؟

ردا نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوال کیا،اور اپنے بچاؤ کے لیے ارد گرد نگاہ دوڑائی

میں تو اپنے انداز میں بدلے لوں گا اور آج ایک نہیں سنوں گا

موحد کی آنکھوں اور چہرے کے بدلتے زاویے دیکھ کر وہ سمٹ کر رہ گئی پھر ایک دم سے اپنی جگہ سے بھاگی اور ایک طرف لگی میز پر پڑے

گلدان نما سجاوٹی پیس کو اٹھایا

اچھا۔۔۔لے کر تو دکھائیں بدلے پھر ۔۔۔

شرارت سے گلدان کو اوپر کرتے ہوئے کہا

یہ کیا بدتمیزی ہے رکھو اس کو نیچے

موحد جو پوری طرح خمار میں ڈوبا ہوا تھا اس کی اس حرکت پر گڑبڑا کر کہا

آپ ہاتھ تو لگائیں ذرا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے مسکراہٹ دبائے شرارت سے کہا،موحد نے گھور کر دیکھا پھر ہنس دیا

اچھا کیا لگتا ہے بچ جاؤ گی مجھ سے بھول ہے تمھاری ۔۔۔

موحد نے شرارت سے کہا اور پھر چھلانگ لگا کر بیڈ پھلانگتا اس تک پہنچ گیا،سب سے پہلے اس کی گلدان والی کلائی کو تھاما اور پھر اپنی گرفت میں لیتے ہوئے گلدان ایک طرف رکھا وہ مسلسل ہنستے ہوئے

کراٹے آزما رہی تھی۔

موحد نے ہر وار ناکام بناتے ہوئے پھر مکمل طور پر حصار میں لیا دنوں اب تیز تیز سانس لے رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔

اتنا کافی ہے اب بس بدلے کا وقت شروع ہوا

موحد نے کان کے قریب سرگوشی اور اس کی پلکیں گالوں پر کپکپا گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ Rida کا شاندار آفس تھا جہاں میز کے قریب کھڑا موحد ایک آدمی کا گریبان تھامے ہوا تھا اور وہ نادم سی صورت بنائے سر جھکائے مجرم کی طرح کھڑا تھا۔

ردا کچھ دوری پر سینے پر ہاتھ باندھے ناک پھلائے کھڑی تھی،ردا کو جو شخص موحد کی خبریں پہنچاتا تھا ردا نے آج اسکا فون نمبر ٹریس کرنے سے کھوج نکالا تھا اور وہ اب موحد سے نوکری کی Rida کے بعد اسے بھیک مانگ رہا تھا۔

ردا اب بہت کم آفس آتی تھی کیونکہ موحد اور ملک جہانزیب نے بہت اچھے سے بزنس سنبھال لیا تھا اور وہ Rida کے نام سے ایک بوتیک کھول چکی تھی جہاں اب سلے ہوئے جوڑے ڈیزائین ہوتے تھے۔

صرف ردا کے کہنے پر تمہیں برداشت کروں گا آفس میں سمجھا،اور اب اگر اسطرح کی حرکت کی کبھی تو۔۔۔

موحد نے مکا تانا تو وہ جلدی سے گھبرا کر موحد کے آگے ہاتھ جوڑ چکا تھا۔

نہیں۔۔۔نہیں سر معاف کر دیں دوبارہ کبھی نہیں ہو گا ایسا کچھ بھی

آدمی نے کانپتے لہجے میں گزارش کی،موحد نے ایک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔اور پھر اپنے کوٹ کو جھٹکا دے کر ردا کی طرف دیکھا جس نے آنکھیں بند کیے موحد کو پرسکون ہونے کا اشارہ کیا۔

ناؤ گٹ لاسٹ۔۔۔۔۔

موحد نے بازو لمبا کیے آدمی سے کہا جو سر جھکائے آفس سے باہر

نکلا،ابھی چند قدم کا فاصلہ ہی طے کیا تھا جب اسے عقب سے آواز سنائی دی۔

رکیں عقیل۔۔۔

ردا اب مسکراتی ہو اس کی طرف آ رہی تھی پھر اس کے پاس آ کر بیگ میں ہاتھ ڈالا اور خاکی رنگ کا لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا

یہ لو تمھارے کام کی رقم۔۔

ردا نے مسکراتے ہوئے کہا،عقیل نے پیسوں سے بھرا لفافہ تھاما،اور حیرت سے ردا کی طرف دیکھا

میم برا نا مانیں تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں

عقیل نے بچارگی سے گزارش کی

ہاں پوچھو

ردا اب مصروف سے انداز میں کندھے پر لٹکا اپنا بیگ بند کر رہی تھی

آپ نے کیوں مجھے ایسا جھوٹ بھولنے کے لیے کہا،میں تو وہ نہیں ہوں

جو موحد سر کی مخبری کرتا تھا

عقیل حیرت سے بھنویں سکیڑے پوچھ رہا تھا،ردا نے سر اوپر اٹھایا اور پھر مسکائی

کیونکہ میں نہیں چاہتی وہ جاسوس پکڑا جائے کبھی

ردا شرارت سے دائیں آنکھ کا کونا دبایا اور عقیل کے کھلے منہ سے بے نیازی برتتی سن گلاسز چڑھا کر آگے بڑھی لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے کوک کا سپ لیا اور پاس بیٹھی ردا کی طرف دیکھا،جو کھانے میں مگن تھی اور اب تیسری دفعہ پلیٹ بھر رہی تھی،وہ آج کھانا کھانے باہر ائے تھے۔

واہ۔۔۔ردا۔۔ردا۔۔اس کو دیکھو کتنی سمارٹ ہے

موحد نے ردا کے قریب ہو کر اسے ٹہوکا،ردا نے چہرہ اوپر اٹھایا سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی،دبلی پتلی خوبصورت

ہاں اور یار بال تو دیکھو کتنے پیارے ہیں

ردا نے بھی پرشوق نگاہیں جمائے تعریف میں موحد کا ساتھ دیا،موحد نے گھور کر ردا کی طرف دیکھا

شرم تو نہیں آتی،مجال ہے جو اثر ہو تمہیں بجائے جلنے کے میرا ساتھ دے کر لڑکی کو تاڑ رہی ہو

موحد نے خفگی سے کہا

وہ اس لیے کہ مجھے پتا ہے آپ مجھے پمپ کر رہے ہیں کہ میں ڈائیٹ شروع کر دوں جو ابھی بلکل مجھے نہیں شروع کرنی،عشال کے بعد بھی تو ہو گئی تھی نا سمارٹ اب اذان ابھی ایک سال کا ہی تو ہوا ہے

ردا نے خفا سی صورت بنائے ہوا میں سر مارا جس پر موحد گھور کر رہ گیا،وہ اب پھر کھانے میں مگن ہو چکی تھی۔

اچھا اب ایسے طنزیہ دیکھنا چھوڑیں اور وہ دیکھیں عشال اور اذان زیادہ دور جا رہے۔۔اٹھیں بچے سنبھالیں

ردا نے موحد کے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا

تم زیادہ چالاک نہیں بن رہی اس معاملے میں۔۔۔کل سارا دن میرا تھا آج تمھارا ہے بچے سنبھالنے کا دن

موحد نے غصے سے گھور کر کہا،ردا نے کوئی ملازمہ بچے سنبھالنے کے لیے نہیں رکھی تھی کیونکہ وہ کسی بھی بچی کو ملازمہ رکھنے کے حق میں نہیں تھی اس لیے وہ اپنے دونوں بچوں کی دیکھ بھال خود کرتی تھی پر جب بھی باہر آتے تھے،تو باری ہوتی تھی بچے سنبھالنے کی

موحد میں بہت تھک گئی ہوں جائیں نا پلیز

ردا نے بچوں جیسی صورت بنائے موحد کی طرف دیکھا

ہاں کھا کھا کر تھک گئی ہو،ایک تو یہ جو بلیک میل کرتی ہو نا ۔۔۔جا رہا ہوں ٹھونسوں تم

موحد منہ پھلائے اٹھا تو وہ پیار سے مسکرا دی

عشال۔۔۔۔اذان۔۔۔۔بیٹا۔۔۔کم بیک۔۔۔۔مما سارا کھانا کھا جائیں گی

موحد اب بچوں کی طرف بڑھ گیا تھا اور ردا موحد کی طرف دیکھ رہی تھی۔

میں ردا ملک جسے موحد جیسا ہمسفر ملا جس نے سارے دکھ سمیٹ لیے ،جو میرے ظاہر سے نہیں میرے دل سے میری روح سے محبت کرتا ہے۔

لیکن دنیا میں ہر ردا میری طرح خوش قسمت نہیں ہوتی کاش ہر مرد موحد بن جائے تو جسمانی کمزوری اور دوسری کسی خامی کا شکار لڑکیاں آج تنہا نا ہوں۔پتا نہیں مرد ہم عورتوں کی ظاہری صورت کے بجائے ہمارے دلوں سے ہماری روح سے محبت کیوں نہیں کرتے۔

کتنی ہی ردا ملک آج تنہا ہیں احساس کمتری کا شکار ہوئے اپنی زندگی کو بوجھ سمجھ رہی ہیں،کاش ان سب کے لیے اللہ دنیا میں ایک ایک موحد عالمگیر بھیج دے اور اگر وہ نہیں ہے تو ان میں اتنی ہمت پیدا کر دے کہ اپنی اس خامی کو اپنی کمزوری نہیں اپنی طاقت بنا لیں۔۔۔وہ نم آنکھوں کے کونے صاف کر رہی تھی موحد بچوں کی انگلیاں تھامے

مسکراتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا

♥ختم شدہ♥

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین